مختصر سوانح عمری پیغمبران، نفوس قدسیہ، اہل طریقت اور تحریک پاکستان کی تاریخ ساز شخصیات

(ہمراہ شجرہ نسب و شجرہ طریقت)

PART - I
BIOGRAPHY OF MESSENGERS OF ALLAH
THEIR SKETCHES AND PEDIGREE TABLES

PART - II
BIOGRAPHY OF GREAT MYSTICS OF ISLAM
SUFIS LINE OF DESCENDENTS

PART - III
INTRODUCTION OF PAKISTAN MOVEMENT
& ITS PROMINENT LEADERS

مرتبہ و مؤلفہ
ڈاکٹر محمد محی الدین قاضی
پی ایچ۔ڈی (امریکہ) ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان

قاضی اینڈ قاضی دفاتر قانون 6۔ٹرنر روڈ لاہور 7241516
www.qaziandqazi.com

مختصر سوانح عمری پیغمبران، نفوس قدسیہ، اہل طریقت اور تحریک پاکستان کی تاریخ ساز شخصیات

(ہمراہ شجرہ نسب و شجرہ طریقت)

PART - I

BIOGRAPHY OF MESSENGERS OF ALLAH THEIR SKETCHES AND PEDIGREE TABLES

PART - II

BIOGRAPHY OF GREAT MYSTICS OF ISLAM SUFIS LINE OF DESCENDENTS

PART - III

INTRODUCTION OF PAKISTAN MOVEMENT & ITS PROMINENT LEADERS

مرتبہ و مؤلفہ

ڈاکٹر محمد محی الدین قاضی

پی ایچ ڈی (امریکہ) ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان

قاضی اینڈ قاضی دفاتر قانون 6۔ٹرنر روڈ لاہور 7241516 ✆

www.qaziandqazi.com

انتساب

(Dedication)

اللہ تعالیٰ کے حضور سے صدیق کے لقب سے سرفرازی پانے والے، جامع القرآن، ماہر علم الحدیث وعلم الانساب بوئے مشک سے زیادہ پاکیزہ، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولادوں میں سے آٹھویں پشت سے یکجدی حضور نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ جن کی حیات ظاہری میں سب سے زیادہ قربت پانے والے رفیق غار حرا اور بعد وصال عشرہ مبشرہ میں سے سب سے پہلے جنّت میں داخل ہونے والے سیدنا ابوبکر صدیقؓ اوّل خلیفہ راشد جن کی ولادت سے کئی ہزار سال پہلے اُن کا ذکر کتب الٰہیہ زبور، توریٰۃ اور انجیل میں آیا۔ جو مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے جن کا ذکر خصوصی طور پر قرآن حکیم میں آیا جو رمز شناس نبی اکرم ﷺ تھے جن کی رگ و ریشہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت موجزن تھی حتیٰ کہ رسالتمآب ﷺ کی عین مدّت حیات طیبہ جتنی عمر میں وصال فرمایا۔ جن سے روحانیت کے سلسلہ کا آغاز ہوا جو علم الحدیث و علم الانساب میں کمال کی مہارت رکھتے تھے جن کا کوئی دیگر مماثل اور ہمسر نہ تھا۔ اس عظیم ہستی کے نام کتاب ہذا منسوب کی جاتی ہے۔

تعارف مصنف
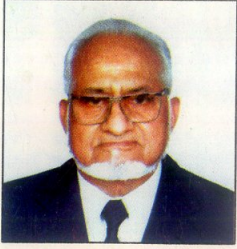
ڈاکٹر محمد محی الدین قاضی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان 1939ء میں بمقام لکھنؤ۔(یو۔پی۔انڈیا) تولد ہوئے موصوف کے جدّ امجد محمد مصطفیٰ شہید ایک ہزار سال قبل سعودی عرب سے ہجرت کر کے بدخشاں (افغانستان) تشریف لائے۔

جہاں سلطان محمود غزنوی کے لشکر مجاہدین میں شامل ہوئے اور بطور کمانڈر زیر سرکردگی سید سالار اعظم مسعود غازی علیہ رحمۃ (حقیقی بھانجہ سلطان محمود غزنوی) 1030ء میں دوران معرکہ جہاد بمقام موضع بہدیسوا ضلع لکھنؤ شہید ہوئے۔وہاں دیگر شہداء کے ہمراہ آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔مفتوحہ علاقوں کی جاگیران کے خاندان کی میراث قرار پائی۔وہاں اُن کی اَولادوں نے متعدد مواضعات آباد کئے۔ان کی منجملہ اولاد میں سے قاضی امداد علی نے بعہدِ جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ ہند کے شاہی فرمان کے ذریعہ عہدۂ قضاء پر سرفرازی پائی اور اس مناسبت سے ان کا خاندان بخطابِ "قاضی" مشہور ہوا (بحوالہ ریونیو ریکارڈ دفتر کلکٹر / ڈپٹی کمشنر لکھنؤ مطابق فرد انتخاب واجب الارض موضع بہدیسوا۔پرگنہ نگوہاں۔تحصیل موہن لال گنج۔ضلع لکھنؤ مشمولہ جلد بندوبست سال 1862ء۔درباب تاریخ)

قاضی محی الدین سال 1949ء میں اپنے والدین کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے اور اوّل سکونت بمقام سرگودہا (پنجاب) اختیار کی۔جہاں انہوں نے گورنمنٹ کالج سرگودہا سے بی۔اے کی ڈگری سال 1959ء میں حاصل کی اور 1961ء میں پنجاب یونیورسٹی لاء کالج سے قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد سرگودہا سے وکالت کا آغاز کیا۔1964ء میں ایڈووکیٹ ہائیکورٹ مغربی پاکستان مقرر ہوئے اور 1981ء میں میونسپل اینڈ میٹروپولیٹن گورنمنٹ کے موضوع پر تحقیقی مقالہ (Thesis) مرتب کیا جس پر کولمبیا پسیفک یونیورسٹی (کیلیفورنیا امریکہ) سے پی ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی اور 1993 میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایڈووکیٹ مقرر ہوئے۔بلدیاتی قوانین پر متعدد کتب تحریر کیں جو ملک کے بلدیاتی اداروں، عدالتوں اور وکلاء کے لیے راہنمائی کا موجب بنیں۔جس سے موصوف کو تمام ملک میں شہرت حاصل ہوئی۔اسلام اور دیگر موضوعات پر ان کے مضامین قومی جرائد اور مشہور اخبارات میں شائع ہوئے اور کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔مصنف طویل عرصے سے سرکاری و نیم سرکاری، بلدیاتی اور تعلیمی اداروں کے لیے مشاورت کے فرائض بھی انجام دیتے چلے آرہے ہیں۔

مصنف نے حصول علم اور علمی و تحقیقی کام کے سلسلہ میں جن ممالک کا دورہ کیا ان میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، مغربی جرمنی، کینیڈا، عراق، سعودی عرب، چین اور انڈیا شامل ہیں۔انہیں بلدیاتی اور تعلیمی اداروں کی خدمات کے سلسلہ میں متعدد قومی اور بین الاقوامی اعزازات سے نوازا گیا۔مصنف کے حالات زندگی انٹرنیشنل بائیوگرافی امریکہ اور اکیسویں صدی کے Who is Who انگلینڈ کے اوراق کی زینت ہیں۔اب مستقل سکونت لاہور (پاکستان) میں ہے اور ملک کے نامور جیورسٹ و اسکالر کی حیثیت سے مشہور ہیں۔

پرنٹر پبلشر
عرفان بشیر مغل
پروپرائیٹر ہجویری کمپیوٹر پرنٹر
حسن پلازہ اردو بازار لاہور (پاکستان)
042-7225010
e-mail: irfanbashir67@hotmail.com
irfanbashir23@yahoo.com.

فہرست مضامین

پیش لفظ

ڈاکٹر محمد محیؒ الدین قاضی مئولف کتاب ہذا کو ان کی طالب علمی کے زمانہ سے جانتا ہوں۔ ان کے والد قاضی محمد ذکی الدین کی طبعیت میں جلال کا عنصر غالب تھا۔ وہ بڑے بارعب اور طرح دار آدمی تھے۔ جناب ڈاکٹر صاحب کے مزاج میں جمال کا عنصر زیادہ نمایاں ہے۔ ان کی وضع داری، سماجی تعلقات کا نباہ، مزاج کا رچاؤ اور بزرگوں کا احترام ایسی صفات ہیں جن کو دیکھتے ہی آدمی ان کی عالی نسبی کو محسوس کر لیتا ہے۔ اب ان محسوسات کو انہوں نے اپنا شجرہ نسب پیش کر کے واضح صورت دے دی ہے۔

ڈاکٹر صاحب ایک ماہر قانون دان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک راسخ العقیدہ مسلمان بھی ہیں جن کا قلب عشق رسول سے منور ہے۔ انہوں نے اپنے بزرگوں کے شجرہ ہائے نسب لکھنے سے پہلے ضروری سمجھا کہ انبیائے کرام کے شجرے تبرکاً تحریر کیے جائیں۔ ان شجروں اور تاریخوں کا تقابل، موجودہ دور کی تحقیقات پر مبنی تاریخ تہذیب انسانی سے کرنا مقصود نہیں۔ ڈاکٹر موصوف کے کام کی اہمیت یہ ہے کہ انہوں نے توراۃ اور قدیم مسلم مورخین کی روایات کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ قاری ان تمام انبیائے کرام، جن کا ذکر اسرائیلیات میں ملتا ہے، کے حالات اور ان کی اولاد کے نام یک جا دیکھ سکتا ہے۔

عربوں کے ہاں انساب کا فن بڑی مستند صورت میں موجود تھا۔ آج کے دور میں اس کی اہمیت کم ہوگئی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کو نسبی اور روحانی شجروں کو قلمبند کرتے وقت بڑی محنت و کاوش اور دیدہ ریزی سے کام لینا پڑا ہوگا۔ خاص طور پر اپنے

بزرگوں اور اسلاف کے حالات، کارناموں، آباد کردہ بستیوں، ان کے پرانے اور موجودہ ناموں کی تحقیق وغیرہ ایسی باتیں ہیں کہ جن کو دیکھ کر مصنف کی جگر کاوی کی داد دینا پڑتی ہے۔

ہماری درسی کتابوں میں تحریک پاکستان کے دوران مشائخ عظام کی خدمات کو بالعموم نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ ان کی خدمات انتہائی موثر اور بار آور ثابت ہوئی تھیں۔ اس کتاب کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ اس میں مشائخ عظام کی خدمات کی نشان دہی کر دی گئی ہے تاکہ آنے والا مورخ اس پر مزید تحقیق کر سکے۔ تصوف کے مختلف سلسلوں کے روحانی شجروں کے علاوہ ان سلاسل کا ایک دوسرے سے مختلف واسطوں کے ذریعے منسلک ہونا بھی واضح کیا گیا ہے جو کہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ گل ہائے رنگا رنگ ایک ہی نو بہار کے پروردہ ہیں۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کے زور قلم اور علمی تحقیق و تجسّس میں اضافہ کرے اور ان کی رشحات قلم کی برکات سے مسلمانوں کے قلوب کو اسلاف کی محبت سے روشن کر دے۔

المرقوم 21 ربیع الاوّل 1427ھ۔ 22 اپریل 2006ء۔

پروفیسر صاحبزادہ محمد عبدالرسول
سابق چیئرمین ثانوی و اعلیٰ تعلیمی بورڈ سرگودہا
حال ممبر سنڈیکیٹ یونیورسٹی آف سرگودہا (پنجاب پاکستان)
آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ للہ شریف ضلع جہلم (پنجاب پاکستان)

مقدّمہ باب ہذا

اللہ کے نام کرتا ہو آغاز بیاں

جو بڑا ہی رحم والا ہے نہایت مہرباں

مجھے اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا ادراک ہے پھر بھی اس کتاب کے مرتّب کرنے کی جسارت کی ہے۔ انسابِ انبیّاء، پیغمبران و صالحین کی تالیف دراصل دشور گزار راستہ سے دامن بچا کر گزرنے کے مترادف ہے۔ بڑی دشواریاں پیش نظر تھیں پھر بھی کمر ہمّت باندھ کر کچھ کر گزرنے کی ٹھان لی۔ نسب انسانی کا حضرت آدم علیہ السّلام تک صحت کے ساتھ مرتّب کرنا اور پھر انکی نسل میں انبیّاء اور صالحین کا شجرہ مرتّب کرنا میرے لئے موجب افتخار ہے، اسلام میں گو تقویٰ کو افضیلت حاصل ہے اور رنگ و نسل کی بناء پر اُمتِ مسلمہ کی تفریق کی اجازت نہیں اس لیے عربی اور عجمی (غیر عرب) کی تخصیص ملحوظ رکھے بغیر یہ کام بہت مشکل معلوم ہوا۔ چونکہ محققین، مجتہدین، مفسّرین، علماء اور فضلاء نے جو عظیم سرمایۂ افکار اور علمی خزانہ چھوڑا ہے اس سے راہنمائی نے اس کام کو آسان کر دیا۔

لٰہذا ان عظیم المرتبت شخصیات کے شجرۂ نسب پر مبنی یہ کتاب ایک جام جہاں نما ثابت ہو گی۔

قرآن حکیم میں 25 پیغمبران، انبیّاء اور رسولوں کا ذکر آیا ہے جبکہ کتاب ہذا میں 54 انبیّاء علیہم السّلام، چاروں خلفائے راشد، 92 صحابہ کرام، 13 اُمہات المومنین، 44 صحابیات، 170 مشاہیر اور مشہور زمانہ، بزرگانِ دین کا سلسلہ نسب اور سلسلہ طریقت تین جداگانہ ابواب میں پیش کیا گیا ہے۔ کتاب ہذا میں جس قدر سلسلۂ نسب ترتیب دیئے گئے ہیں اس میں حتّی الامکان ہر شاخ کو سلسلۂ آدم علیہ السّلام سے بیسویں صدی تک تسلسل ظاہر کرنا مقصود ہے۔ حضرت آدم علیہ السّلام جملہ پیغمبران، انبیاء، رُسل اور اپنے اپنے وقت کے معروف مشاہیر جو کسی طرح خصوصیّت کے حامل تھے اُن کا شجرہ نسب بھی مرتب کیا گیا ہے۔ یہاں ان شجرۂ انساب کے ماخذ کا بھی ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

مدینہ منورہ میں مقیم حاجی محمد اسمٰعیل صاحب بخاری کی شخصیت کسی تعارّف کی محتاج نہیں ۔ وہ نہ صرف خوش نویس بلکہ کُتب خانہ سلطانی میں کتب قدیمہ اور کتب مطالعہ کا شعبہ انکے سپرد تھا۔ اس کتب خانہ میں ایک نہایت مستند شجرہ نسب حضرت آدم علیہ السّلام سے حضور خاتم النبیّن ﷺ تک سلسلہ وار نہایت اہتمام اور حفاظت سے بطور خاص مخطوطات قدیم محفوظ ہے۔ اسکی ایک خوشخط نقل وہاں سے خود بنفسِ نفیس جناب محمد عبدالواجد علی خان صاحب ساکن جے پور (انڈیا) نے 1909ء میں حاصل کی جنہوں نے خود متعدد انبیا اکرام، صحابہ کرام اور عظیم مشاہیر کے مزارات کی زیارت کے بعد مدینہ منورہ پہنچ کر دربارِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ موصوف کا یہ تمام سفر مقاماتِ مقدّسہ سال 1909ء میں ماہ محرم 1327ھ سے شوّال 1327ھ تک جاری رہا۔ موصوف نے شجرۂ نسب کی جو نقل خود وہاں تیار کروائی وہ 72 فٹ طویل مکتوب کی صورت میں تھی جسے بصورت کتاب مرتب کر کے بڑی محنت شاقہ سے جناب ضیاء الدین احمد علوی امروہی بمقام سوائی جے پور (انڈیا) نے بعنوان "مرأۃ الانساب" شائع شدہ 30 اپریل 1917ء پیش کیا۔ مزید برآں مہاراجہ جے پور کی عظیم الشان لائبریری سے بھی استفادہ کر کے متعدد مشہور اور مستند خاندانوں کے شجرے بھی مرتّب کیے۔

احقر اس پرانے ریکارڈ کے معائنہ کے بعد موصوف حضرات گرامی سے اظہار تشکر اور انکے لئے کثیر دعاؤں کے ساتھ مختلف شجرہ نسب اور سلسلہ طریقت پر مشتمل کتاب ہٰذا بطور تبرک امتِ مسلمہ کے علمی مطالعہ اور تحقیقی مقاصد کیلئے پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

المرقوم 9 ربیع الاوّل، 1427ھ لغائت 8 اپریل، 2006ء۔

ڈاکٹر محمد محی الدّین قاضی

ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان

6۔ٹرنر روڈ، لاہور۔ پاکستان۔

بِسمِ اللّٰہِ وَ لِلّٰہِ الاَسمآءُ الحُسنٰی

کرّۂ ارض پر احیائے اسلام

کائنات کی تخلیق اور اس کے تدریجی مراحل میں ہمارے کرّہ ارض کی تشکیل ہوئی۔ جہاں چرندو پرند، نباتات و جمادات کے علاوہ ملائکہ اور جن وانس کا وجود عمل میں آیا۔ حضرت آدم علیہ السّلام اور ان کی ذات سے حوّاؑ کی تخلیق کے بعد کرّہ ارض سے ماوراء ان کی قیام گاہ جنّت بنی رہی حتیٰ کہ بنی نوع انسان میں شعور و آگہی، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی شانِ ربوبیّت کے ادراک کے لئے خداوند تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کے طور پر حضرت آدم علیہ السّلام کو اس کرّہ ارض پر اُتارا۔ جن پر 21 صحائف نازل فرمائے اور انہیں ایک ہزار سال کی طویل عمر عطا فرمائی۔ جب آدم علیہ السّلام کی عمر 130 برس کی ہوئی تو آپ کے ہاں حضرت شیث علیہ السّلام تولّد ہوئے جن کو حضرت آدم علیہ السّلام نے اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ ان کی عمر 912 سال ہوئی۔ ان کے بعد جلیل القدر انبیا اور رُسل کی آمد کا آغاز ہوا۔ جن میں حضرت ادریس علیہ السلام کی پیغمبری مدّت 250 برس رہی اس دوران ان پر 30 صحائف نازل ہوئے۔ وہ پہلی شخصیت تھے جنہیں بارگاہ الٰہی سے قلم کے استعمال کا شعور عطا فرمایا گیا۔ حضرت آدم علیہ السّلام کے 2242 سال بعد حضرت نوح علیہ السّلام تولّد ہوئے۔ جب نافرمان لوگ ایمان نہ لائے تو زمین سے اُبلنے والے پانی کے شدید ہلاکت خیز طوفان سے اس قوم کو ہلاک کر دیا گیا ماسوائے چند نیک افراد اور مویشی جو حضرت نوح علیہ السّلام کی تیار کردہ کشتی میں بحکم الٰہی سوار کر لئے گئے وہ طوفان سے بچ گئے جن سے اس کرّہ ارض پر خلقِ آدم کی دوبارہ احیاء ہوئی اس لئے انہیں آدم ثانی سے موسوم کیا گیا۔ ان کی اولادوں میں جناب سام کی ساتویں پشت میں حضرت ہود علیہِ السّلام اور نویں پشت میں حضرت صالح علیہ السّلام مبعوث ہوئے۔ جناب تارخ بن ناحور جو حضرت آدم علیہِ السّلام کی بیسویں پشت میں تولّد ہوئے اُن کے ہاں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ولادت ہوئی۔ نمرود کی دست وبرد سے بچانے کے لیے ان کی ولادت بمقام کوبی جو بابل کا قصبہ تھا ایک غار میں ہوئی۔ آپؑ کی پیدائش طوفان نوحؑ سے 1709 سال بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے تقریباً 2300 سال قبل ہوئی تھی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی

175 سالہ زندگی میں 20 صحائف نازل ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ،بعد میں آنے والے جملہ پیغمبران کے جدِّ امجد ہیں جن پر دین ابراہیمی کی پیروی اور اطاعت لازمی قرار دی گئی۔ جبکہ موجودہ تمام نسلِ انسانی کی ابتداء حضرت آدم علیہ السّلام سے ہوئی جو اشرف المخلوقات کہلائی۔

حضرت ابراہیم علیہِ السّلام نے نمرود کے ہاتھ سے نجات پائی اور بابل والوں کے طرز عمل اور سرکشی سے مایوس ہوئے تو وہاں سے ہجرت کر کے اپنے چچا ہاران کے گھر بمقام حران آ گئے۔ ہاران کی ایک نہایت خوبصورت بیٹی سارہ تھی۔ ہاران نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سعادت مندی دیکھ کر حضرت سارہ کا ان سے نکاح کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کچھ عرصہ وہاں تبلیغ فرماتے رہے مگر سوائے حضرت سارہ اور لوط علیہ السّلام کے کوئی ایمان نہ لایا۔ حتیٰ کہ آپؑ کے چچا نے غصہ میں آ کر اپنی بیٹی اور داماد (ابراہیمؑ) کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ آپؑ نے حضرت سارہ سے معاہدہ کیا کہ تم ہمیشہ میری فرمانبرداری کرنا اور میں تمہاری ہر بات مانوں گا۔ اس طرح یہ تینوں حضرات حران سے مصر روانہ ہو گئے۔ مصر کا بادشاہ بڑا ظالم اور سرکش تھا۔ جب کسی خوبصورت عورت کو دیکھتا تو اس کے شوہر کو قتل کروا کر عورت پر قبضہ کر لیتا اور اُسے لونڈی بنا کر رکھتا۔ جب یہ چھوٹا سا قافلہ مصر پہنچا تو شاہی پولیس نے بادشاہ کو خبر دی کہ مصر میں بے مثل حسین وجمیل خاتون آئی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت سارہ کو یہ سمجھا دیا کہ اگر تمھیں گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس پہنچایا جائے تو تم یہ نہ کہنا کہ ابراہیمؑ میرے شوہر ہیں بلکہ یہ کہنا کہ وہ میرے بھائی ہیں کیونکہ میں تمھارا دینی بھائی بھی ہوں۔ حق تعالیٰ تمھیں اس ظالم سے محفوظ رکھے گا۔ بالآخر شاہ کے ملازمین نے دونوں کو گھیرے میں لے لیا اور حضرت سارہ کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام یہ صورتِ حال دیکھ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہ حضرت سارہ کو دیکھتے ہی ان پر فریفتہ ہو گیا، چاہا کہ کچھ بے ادبی کرے۔ حضرت سارہ عبادت کے لیے مہلت لے کر بعد غسل عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئیں جب قدرے تاخیر ہوئی تو بادشاہ خود حضرت سارہ کے کمرے میں داخل ہوا اور چاہا کہ عین عبادت کے دوران آپ پر دست درازی کرے کہ اچانک اس کے دونوں ہاتھ شل ہو گئے اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ سانس پھول گیا اور مُنہ سے جھاگ نکلنے لگا۔ حضرت سارہ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر دُعا کی کہ اگر بادشاہ مر گیا تو ان پر قتل کا الزام عائد ہو جائے گا۔ تو پھر بچنا

محال ہوگا۔ دُعا کرنا تھی کہ اسے ہوش آگیا، اس نے ہوش آنے پر پھر وہی ارادۂ بد کیا جس پر دوبارہ اس کا وہی حال ہوا۔ غرضیکہ تین بار یہ معاملہ پیش آیا۔ تب وہ بولا کہ یہ انسان نہیں جن یا جادوگرنی ہے، میرے پاس ایسی ایک عورت اور بھی ہے جس کو میں نے قبطیوں سے حاصل کیا تھا اور اسی طرح کا معاملہ پیش آنے کی وجہ سے اس پر بھی قابو نہ پا سکا تھا، اس لیے اس عورت کو بھی حضرت سارہ کے حوالے کر کے اس قافلہ کو مصر سے نکال دیا۔ اس دیگر خاتون کا نام ہاجرہ تھا۔ حضرت ہاجرہ بھی کسی شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں جن کو شاہِ مصر نے ان کے حُسن و جمال کے سبب قید کر رکھا تھا۔ یہ چاروں اصحاب فلسطین پہنچے۔ وہاں کے لوگوں نے ان بزرگوں کو غنیمت جانا اور بہت زمین اور جائیداد نذر کی۔ ابراہیم علیہِ السّلام نے لوط علیہِ السّلام کو روم کی جانب روانہ کر دیا۔

86 سال کی عمر میں ابراہیم علیہِ السّلام بڑھاپے میں قدم رکھ چکے تھے لیکن اولاد سے محروم تھے۔ بیٹے کی دعائیں کرتے تھے۔ حضرت سارہ سے اس وقت تک کوئی اولاد نہ ہوئی تھی جس پر حضرت سارہ نے حضرت ابراہیمؑ سے حضرت ہاجرہ کا عقد کرا دیا تاکہ اولاد کی خواہش پوری ہو سکے۔ 2074 ق م میں حضرت ہاجرہ کے شکم مبارک سے حضرت اسمٰعیلؑ تولد ہوئے۔ فضل الٰہی سے حضرت سارہؓ فرزند کو نہایت محبت سے پالتی تھیں اور حضرت ہاجرہ صرف دودھ پلاتی تھیں۔ ایک دن حضرت ابراہیم علیہِ السّلام نے محبّتِ پدری کے جوش مارنے پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گود میں لے کر پیار کر لیا جسے حضرت سارہؓ نے دیکھ لیا اور ان پر غیرت اور جلن نے اتنا غلبہ کیا کہ فرمایا کہ دونوں ماں بیٹے کو فوراً گھر سے نکال کر بے آب و گیاہ صحرا میں چھوڑ آیا جائے۔ بہت سمجھانے کے باوجود حضرت سارہؓ راضی نہ ہوئیں۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت سارہؓ سے حران والے معاہدہ کے پابند تھے۔ ادھر وحی الٰہی آئی کہ حضرت سارہؓ کی بات مان کر اس پر عمل کیا جائے۔ لہٰذا حکمِ الٰہی کی تعمیل میں تسلیم و رضا کے اس پیکرؓ کی خواہش پر حضرت ہاجرہؓ نے صحرا نشینی قبول کی جو بالآخر مکہ معظّمہ کی آبادی، تعمیر کعبۃ اللہ اور سنّتِ ابراہیمی کے تاقیامت جاری و ساری رہنے کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آٹھ سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت سارہؓ جو تقریباً پچانوے سال کی عمر کو پہنچ چکی تھیں کے بطن مبارک سے حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ واضح رہے کہ مردوں میں

حضرت یوسف علیہ السّلام اور عورتوں میں حضرت سارہؓ بے مثل حسین ہوئے، بلکہ حضرت یوسفؑ کا حُسن حضرت سارہؓ کی میراث تھا۔ حضرت سارہؓ کی وفات کے بعد حضرت قنطورا بنت یقطن کنعانیہ سے ابراہیم علیہ السلام نے عقد کیا جن کے شکمِ مبارک سے چھ بیٹے تولد ہوئے جو (۱) حضرت مدین (۲) حضرت مدائن (۳) حضرت زمران (۴) حضرت بقشان (۵) حضرت یشیق اور (۶) حضرت نوح کے نام سے موسوم ہوئے اور جو سب نہایت متقی اہل ایمان تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی مذکورہ جملہ اولاد میں سے پیغمبری کا رتبہ صرف حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام اور حضرت اسحٰق علیہ السّلام کو ہی ملا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کو مکہّ معظّمہ میں آباد کیا۔ حضرت اسحٰق علیہ السّلام کو اپنے ساتھ کنعان میں رکھا اور حضرت مدین علاقہ مدین کی جانب روانہ کیا جہاں انہی کے نام سے شہر مدین آباد ہوا۔ دیگر اولاد کو حکمِ الٰہی کے تحت ملک شام اور روم میں بھیج کر آباد کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا 175 سال کی عمر میں علاقہ شام میں انتقال ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قوم کی اصلاح کے لیے انہی کے نسب اور اولادوں میں سے بعد میں مزید جلیل القدر پیغمبران مبعوث ہوئے مثلاً حضرت اسحٰق علیہ السّلام، حضرت یعقوب علیہ السّلام، حضرت موسیٰ علیہ السّلام، حضرت داوٗد علیہ السّلام، حضرت سلیمان علیہ السّلام، حضرت یحییٰ علیہ السّلام اور آخیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام منصب نبوت پر یکے بعد دیگرے سرفراز ہوتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل کو یہ زعم تھا کہ وہ جلیل القدر انبیا کی اولاد، اور پیروکارِ سُنّتِ حضرت ابراہیمؑ ہیں اور چونکہ اُن کی نسبت ان مقدس اور صالح نفوس سے ہے اس لیے وہ تعلق ان کے لیے خداوند قدوس کی بارگاہ میں عزت و تکریم کا موجب بنے گا اور خدائے بخشنّدہ کی عطا اور بخشش کے مستحق صرف وہی قرار دیے جائیں گے اور تا قیامت دنیا کی تمام قوموں کی سرداری صرف بنی اسرائیل کا مقدر بنی رہے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے سب سے بڑے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے بارہ فرزند اور ایک دختر باسمہ تولّد ہوئے۔ باسمہ کا عقد حضرت اسحٰقؑ کے فرزند عیصور سے ہوا جن میں سے ایک فرزند کا نام روم تھا، جن سے سلاطین روم کی نسل چلی۔ جبکہ فرزندان میں سے سب سے چھوٹے سے بڑے بیٹے قیدار تھے جن کی نسل میں آگے چل کر حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے اس طرح حضرت

اسمٰعیل علیہ السّلام کی اولاد میں ماسوائے نبی آخرالزمان ﷺ کوئی دیگر نبی یا پیغمبر نہیں ہوا۔ جبکہ حضرت اسحٰق علیہ السّلام کی شادی حضرت لوط علیہ السّلام کی دختر سے ہوئی تھی جن کے شکم مبارک سے حضرت یعقوب علیہ السّلام پیدا ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام کی دو ازواجِ مطہرات اور چند لونڈیوں کے بطن سے بارہ فرزند تولّد ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اپنے ماموں لایاں کی بیٹی لیّا سے عقد فرمایا جن کے بطن سے روبیل، شمعون، لاوا اور یہودا پیدا ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے لیّا کے انتقال کے بعد ان کی ہمشیرہ یعنی چھوٹی سالی راحیل سے عقدِ ثانی فرمایا جن کے بطنِ مبارک سے حضرت یوسف علیہ السّلام اور بنیامین تولّد ہوئے۔ باقی چھ بیٹے زیتون، یشاخر، دان، نفتاتی، کاوا اور انتر اسب کے سب بلہ اور زلفہ وغیرہ لونڈیوں کے بطن سے ہوئے۔ ان سوتیلی ماؤں کے بطن سے تولّد ہونے والی اولادوں کی رقابت اور ظلم وستم کی داستان (جو انہوں نے حضرت یوسف علیہ السّلام سے روا رکھی) کا تفصیلی ذکر کلامِ حکیم کی سورۂ یوسف میں موجود ہے جو بعد ازاں اپنے کئے پر نادم ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السّلام کی وصیّت کے مطابق سنّتِ ابراہیمی پر کاربند رہے۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے مصر میں وفات پائی جبکہ آپؑ کی وصیّت کے مطابق انہیں بیت المقدّس میں حضرت اسحٰق علیہ السّلام کی قبر کے پاس دفن کیا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام کا لقب اسرائیل تھا، جس کے معنی ہیں عبداللہ یعنی بندۂ خدا۔ اسی مناسبت سے آئندہ ان کی نسل بنی اسرائیل کے نام سے موسوم ہوئی۔ جن کے جانشینِ پیغمبری کے منصب جلیلہ پر حضرت یعقوب علیہ السّلام کے ہمہ اوصاف کے حامل پسر حضرت یوسف علیہ السّلام فائز ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السّلام کے بعد بنی اسرائیل جب انحطاط کا شکار ہوئی تو رفتہ رفتہ قبطیوں کے غلام بن گئے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر عزیزی تفسیر حقانی)

جب بنی اسرائیل کی قوم نے وادیٔ سینا میں پناہ لی تو اس بے آب وگیاہ صحرا میں سخت دُھوپ سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہ تھی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر ایک مدت تک آسمان ابر آلود رہا۔ تاکہ وہ قوم جس کے پاس مکان اور خیمے سر چھپانے کے لیے نہ تھے وہ قوم کڑکتی دھوپ کی شدّت سے ہلاک نہ ہو جائے ان کے لیے آسمان سے "من وسلویٰ" کی صورت میں رزق اتارا تاکہ اتنی بڑی تعداد خوراک کی قلت کے سبب ہلاک نہ ہو جائے۔ "من" دھنیا کی طرح لذت دار خوراک تھی جو رات کو شبنم

کی مانند آسمان سے گرتی تھی اور زمین پر جم جاتی۔ جبکہ "سلویٰ" بٹیر کی طرح کے پرندے تھے جو غول در غول اسی وادیِ سینا میں اترتے تھے جنھیں پکڑ کر بنی اسرائیل کی قوم اپنے تن وتوش کے لیے غذا فراہم کرتی۔ اتنی بڑی تعداد میں مصر سے نکالی گئی قوم برسوں تک اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا نعمتوں سے استفادہ کرتی رہی لیکن اللہ تعالیٰ کے رزق میں کمی نہ آئی۔ (من وسلویٰ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو بائبل خروج باب ۱۱۔ گنتی آیات ۷۔۹۔۳۱۔۳۲ اور یشوع باب ۵ آیت ۱۲)

حضرت آدم علیہِ السّلام کے بعد اس کائنات کے کرّہ ارض یعنی Planet Earth پر آباد اشرف المخلوقات کے طرزِ حیات و معمولاتِ زندگی کے کسی نہ کسی پہلو کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کرام و انبیاء علیہ رحمۃ یا رسول مبعوث فرمائے جن کی بالآخر انتہا امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ پر ہوئی۔ جو باعث تخلیق کائنات ہیں جن پر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنی آخری مہر نبوت ثبت فرمادی۔ نبی اکرم ﷺ کی ہستی نہ صرف نبوت کی آخری کڑی تھی بلکہ جو مشن حضرت آدم علیہِ السّلام سے اس کائنات ارضی پر شروع ہوا اور مختلف انبیاء، رسل اور پیغمبران کرام اُسے پروان چڑھاتے رہے۔ اُن کی راہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے 104 الہامی کتب اور صحیفے اُتارے مگر سو کتب کے علوم توراۃ، زبور اور انجیل میں رکھے اور اُن تینوں کے علم قرآن حکیم میں رکھے۔ جبکہ حضرت محمد ﷺ نے اس مشن کو ایک مکمل ضابطہ حیات کی صورت میں پیش فرمایا۔ جو بصورت وحی قرآنِ حکیم نازل ہوا اس کے مطابق دین کو جامع طور پر مرتّب و مکمل کر کے بنی نوع کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کا ہر قول و عمل نصوصِ قرآنیہ کی زندۂ جاوید تفسیر ہے۔ اسلام چونکہ آخری اور جدید ترین مذہب ہونے کے ساتھ مکمل ضابطہ حیات بھی ہے جس نے نہ صرف دیگر مذاہب، آسمانی کتب اور اللہ تعالیٰ کے مبعوث کردہ پیغمبران کرام کی تصدیق کی بلکہ ایک منضبط ضابطہ زندگی بھی پیش کیا۔ جس سے آئندہ جملہ معمولاتِ حیات کے لئے راہنمائی حاصل ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو اس ضمن میں آیات قرانی:

"اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو (اور اُمتوں) سے ممتاز فرمایا اور اس نے تم پر دین (کے احکام) میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی

تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السّلام کی (اس) ملّت پر (ہمیشہ) قائم رہو۔ اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا (نزول قرآن سے پہلے اور اس (قرآن) میں بھی تا کہ تمہارے (قابل شہادت اور معتبر ہونے کے) رسول ﷺ گواہ ہوں" (سورۃ الحجہ ۲۲ : ۷۷)

اسلام کے بنیادی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے تاقیامت ہر دور میں نئے حالات اور جدید تقاضوں کا حل اجتہاد ۔ اجماع ۔ قیاس اور استحسان کے مروجہ اصول فقہ اسلامی یعنی Islamic Jurisprudence کی روشنی میں مناسب توجیہات کر کے ضروری ترامیم سے حاصل ہوسکتا ہے۔ دین اسلام نے مذہبی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی حتیٰ کہ جدید سائنسی اور تکنیکی دور کے لیے بھی راہنما اصول متعیّن کردیئے تا کہ ان کی روشنی میں ہر قوم اپنے ملک کے جغرافیائی حالات و رسم ورواج کے تقاضوں کے مطابق جدید مسائل کا حل تلاش کر کے اسلام کے زرّیں اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے نمونہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات طیّبہ، ان کے اقوالِ زرّیں اور عمل و کردار سے حاصل کریں۔ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد اعلان نبّوت کے ساتھ ہی ایک اُمّتِ واحدہ کا وجود ناگزیر ہوگیا جس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرما کر وہاں پہلی اسلامی نظریاتی ریاست کی بنیاد رکھی ۔ جہاں بسنے والے مختلف قبیلوں اور مذاہب کے پیروکاروں کے لیے میثاقِ مدینہ اور خطبہ حجۃ الوداع کے ذریعہ پہلا بین الاقوامی امن وسلامتی کا چارٹر Universal Charter of Community of Nations پیش کردیا۔ اس طرح آپ کرّہ ارض کے پہلے جیورسٹ (Law Giver) قرار پائے۔ حضور اکرم ﷺ کے پیش کردہ اصول وضوابط، وصال کے بعد چاروں خلفائے راشدین کے دور میں راسخ ہوئے اور ان کے سنہری دورِ اقتدار میں اسلام حجاز مقدّس سے نکل کر اس کرّۂ ارض کے دیگر برِّ اعظموں پر ضیاء پاشی کرنے لگا اور بالآخر اس کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہوگئی جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحمۃ اللِعالمین ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۔ (سورۃ الانبیاء ۱۰۷)

"اور ہم نے آپ کو تمام جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"

دین، مذہب اور شریعت:

حضرت آدم علیہِ السّلام سے لیکر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تک تمام انبیاء علیہ السلام ایک ہی دین لے کر آئے اور اپنی اُمتوں کو پیش کرتے رہے۔ جس کی تکمیل نبی آخر الزماں ﷺ پر ہوئی اور قیامت تک یہی دین امر ہے۔ البتہ مختلف انبیاء کرام کی شریعتیں مختلف اور جدا جدا رہیں۔ سورۃ مائدہ میں اس طرح ارشاد ربانی ہوا ہے:۔

"ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک طریق کار متعین کر دیا ہے"

اس لئے حضرت ابراہیم علیہِ السّلام کا پیش کردہ دین ایک ہی تھا لیکن شریعت موسوی اور شریعت محمدی ﷺ میں فرق ہے جبکہ دین کے اندر کوئی فرق و تفاوت نہیں۔ دین کی نظریاتی، علمی، فکری اور فلسفیانہ بنیاد موجود ہے جس کا نام ایمان ہے۔ اس ایمان کا جب انسان کے عمل میں انفرادی یا اجتماعی طور پر ظہور ہوتا ہے اور پھر اس سے جو معاشرتی۔ معاشی یا سیاسی نظام معرضِ وجود میں آتا ہے اس کا نام "اسلام" ہے۔ گو یہ بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ ایمان اور اسلام دونوں میں سلامتی اور امن کا مفہوم موجود ہے گویا ہمارے دین کی دونوں اصلاحات امن اور سلامتی پر مبنی ہیں پھر مذہبی منافرت تعصّب اور فرقہ پرستی اور اس کی بنیاد پر قتل و غارت سے کیا اُس میں ملوّث ہونے والوں کا ایمان مشکوک نہیں ہو جاتا؟

لہٰذا دین کی وہ عملی ہدایات جن سے انسان کا انفرادی اور اجتماعی عمل متعیّن ہوتا ہے اسے شریعت کہا جاتا ہے۔ دین کا عربی زبان میں مفہوم ہے "بدلہ" یعنی کسی اچھی چیز کا بدل۔ انعام یا جزاء۔ سورۃ النصر میں لفظ دین اللہ آیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاکم مطلق مانا جائے۔ حکمرانی اسی کے لیے تسلیم کی جائے۔ اس کے دیئے ہوئے قوانین، ہدایات اور امر و نواہی پر مبنی معاشرت، معیشت، سیاست اور ریاست کے ڈھانچے کی تشکیل کی جائے یعنی اللہ تعالیٰ کو حاکم مطلق اور حاکم حقیقی مان کر اس کی اطاعت پر مبنی مکمل نظامِ زندگی ترتیب دیا جائے تو یہ " دین اللہ" ہوگا۔

اسی طرح محض چند رسوم کا مجموعہ "مذہب" کہلاتا ہے جبکہ انسانی زندگی کے تمام گوشوں اور تمام پہلوؤں کو احاطہ میں لئے ایک مکمل نظام حیات پر مبنی مجموعہ کو دین کہا جاتا ہے۔ اس لئے اسلام دین ہے

مذہب نہیں۔ انسان کی پیدائش سے مرنے تک جتنے بھی مختلف مراحل انسانی زندگی میں آتے ہیں اسلام میں اُن کے متعلق واضح ہدایات موجود ہیں اسی لئے اس کو مکمل ضابطہ حیات سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اسلام نے فرزندان آدمؑ کو رنگ و نسل، قومیت و وطنیت۔ ذات پات اور زبان ولباس کی مصنوعی جکڑ بندیوں سے آزادی دلا کر عالمگیر اخوتِ انسانی کے رشتوں میں پرو دیا۔ چنانچہ کراہتی ہوئی آدمیت نے محبت کے اس ٹھنڈے نخلستان میں پناہ لینی شروع کر دی۔ اسلام کا پیغام چار دانگ عالم میں خوشبو کی طرح پھیل گیا۔ افریقہ کے تپتے صحراؤں سے وسط ایشیاء کے سرسبز چمن زاروں اور مشرقِ بعید کے ریگ زاروں سے یورپ کے یخ بستہ میدانوں تک اسلامی اقتدار کا پھریرا لہرانے لگا۔

"عرب قوم کے لیے اسلام اندھیروں سے اُجالے کی طرف پیش قدمی کا پیغام تھا۔ اس نے اہل عرب کو اصلی زندگی عطا کی۔ یہ غریب چرواہوں کی قوم تھی جو مدتِ مدید سے صحراؤں میں صحرا نوردی کر رہی تھی۔ گمنام تھی جسے کوئی پوچھنے والا نہ تھا اور جس پر کوئی توجہ دینے والا نہ تھا۔ ایک عظیم پیغمبران کے پاس ایک ایسا پیغام لے کر آیا جو ان کے فہم سے مطابقت رکھتا تھا۔ اس پر ایمان لانے کے بعد گمنامی کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے انسان یک دم دنیا بھر کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ یہ چھوٹی قوم دنیا بھر کی بڑی قوم میں ڈھل گئی۔ ایک صدی کے اندر اندر عرب ایک طرف غرناطہ اور دوسری جانب دہلی تک دستک دینے لگے۔ دنیا پر ان کی شجاعت و ذہانت کی دھاک بیٹھ گئی۔ عرب سے نکلنے والی روشنی نے پورے عالم کو منور کر دیا جو ایک حیات بخش پیغام، عقیدے اور عمل کا نام ہے۔ عرب قوم (حضرت) محمدؐ اور ایک صدی کا عرصہ، کیا یہ آسمان سے نازل ہونے والی چنگاری نہ تھی؟ کہ جس نے سیاہ اور مہیب ریت کے ڈھیر پر گر کر اسے دھماکہ خیز بارود بنا دیا اور جو دہلی سے غرناطہ تک کے آسمان کو منور کر گیا۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ عظیم انسان ہمیشہ ایک برقِ آسمانی ہوتا ہے جو دنیا بھر کے دیگر انسانوں کو اپنی آمد کا منتظر پاتا ہے اور وہ انہیں اپنے ساتھ ملا کر ایک شعلہ جوالا بن جاتا ہے"

(اقتباس "ہیر و اینڈ ہیرو ورشپ Hero and Hero Worship از کارلائل)

فضیلتِ سرورِ کونین حضرت محمد ﷺ بمقابلہ دیگر انبیا و رُسل :

پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ مجھے چھ باتوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی۔

☆ مجھے جامع اور مختصر بات کہنے کی صلاحیت عطا کی گئی۔

☆ مجھے رُعب کے ذریعے نُصرت بخشی گئی۔

☆ میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا۔

☆ میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا۔ اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی۔

☆ مجھے دنیا کے تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا گیا۔

☆ اور میرے اُوپر انبیا کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ اپنی قیام گاہ سے نکل کر ہمارے درمیان اس انداز سے تشریف لائے کہ گویا آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا:

"میں (محمد ﷺ) نبی اُمّی ہوں" پھر ارشاد فرمایا:

"میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

"میری اُمت میں تیس ایسے آدمی ہوں گے جو بہت ہی جھوٹے، فریبی اور دغاباز ہوں گے، اُن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعوے دار ہوگا حالانکہ میں اللہ کا آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

شجرہ نسب حضرت آدم علیہ السّلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تک

حضرت آدم و حوّا علیہ السّلام

(نوٹ)
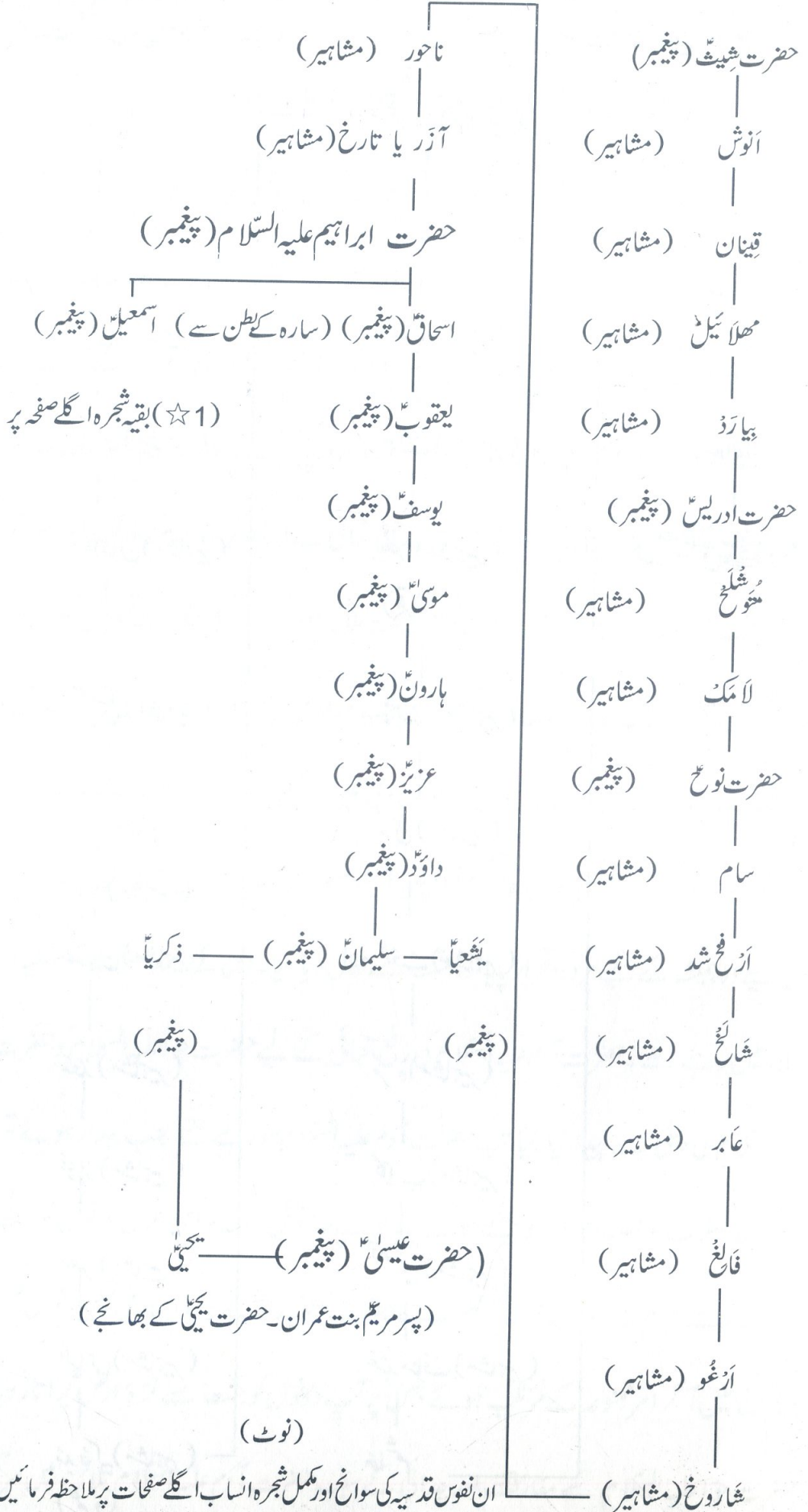
ان نفوس قدسیہ کی سوانح اور مکمل شجرہ انساب اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

شجرہ نسب حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام سے حضرت محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک
حضرت ابراہیم علیہ السّلام (پیغمبر)
حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام (پیغمبر)
حضرت اسحاق علیہ السّلام (پیغمبر)
قیذار (مشاہیر)
حمل (مشاہیر)
نابت (مشاہیر)
سلامان (مشاہیر)
ھمیسع (مشاہیر)
اُدد (مشاہیر)
اُدّ (مشاہیر)
عدنان (مشاہیر)
معد (مشاہیر)
نزار (مشاہیر)
مضر (مشاہیر)
الیاس (مشاہیر)
مدرکہ (مشاہیر)
(عمرو)
خزیمہ (مشاہیر)
کنانہ (مشاہیر)
نضر (مشاہیر)
مالک (مشاہیر)
فہر (مشاہیر)
(قریش)
غالب (مشاہیر)
لوی (مشاہیر)
کعب (مشاہیر)
مرہ (مشاہیر)
کلاب (مشاہیر)
قصئی (مشاہیر)
عبد مناف (مشاہیر)
ھاشم
عبد المطلب
(کلید بردار کعبہ)
عبداللہ (مشاہیر)
محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (پیغمبر)

باب اوّل

ترتیب وار آمد انبیاء، رسول و پیغمبران از اں حضرت آدم علیہ السّلام تا امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مختصر کوائف و حالات زندگی پیغمبرانِ اسلام اور نفوس قدسیہ

1۔ حضرت آدم علیہ السّلام: کرّہ ارض پر پہلے جنّات کی آبادی تھی جنہوں نے سرکشی اختیار کی۔ اللہ جل شانہ، نے اپنے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ وہ زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کرے گا۔ ملائکہ نے پہلے ہی جنّات کی ابتر حالت کرّہ ارض پر دیکھی ہوئی تھی جبکہ وہ خود اطاعتِ خداوندی کا عہد کئے ہوئے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے رَب! کیا تو فتنہ و فساد بپا کرنے والوں کو پیدا کرے گا حالانکہ ہم تیری تقدیس و تسبیح کرنے کیلئے پہلے ہی موجود ہیں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم (ملائکہ) تمام باتوں کا علم و ادراک نہیں رکھتے۔ چنانچہ تعمیل احکام الٰہی کے تحت ملک الموت نے کئی جگہ سے تھوڑی سرخ، سیاہ اور سفید مٹی لیکر پیش کی۔ اس مٹی کو ملا کر چالیس شب و روز خمیر تیار ہوا اور جب اس مٹی سے نقش و جسم آدم تخلیق ہو چکا تو اس میں امر ربیّ (روح) پھونک دی گئی جس سے مٹی کے پتلے میں زندگی رواں دواں ہوگئی تو پھر ملائکہ و جنوّں کو حکم ہوا سجدۂ تعظیم آدم علیہ السّلام تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کر دیا اس لیے وہ ہمیشہ کے لیے مردود قرار پایا اور جنّت سے نکال دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السّلام جنّت میں رہنے لگے۔ حضرت آدم علیہ السّلام کی رفع تنہائی کے لیے حضرت حوّا علیہ السّلام کو حضرت آدم علیہ السّلام کی پسلی سے پیدا کیا گیا تب حضرت آدم علیہ السّلام سو رہے تھے جب بیدار ہوئے تو اپنے سرہانے حضرت حوّا علیہ السّلام کو بیٹھے ہوئے پایا تو بے حد خوش ہوئے اس طرح دونوں کو جنّت میں آزادانہ رہنے کا حکم ملا ماسوائے ایک شجر ممنوعہ سے اجتناب اختیار کرنے کی ہدایت ملی لیکن ابلیس لعین کے بہکانے میں آکر امر ممنوعہ کے مرتکب ہوئے جس پر آپ دونوں کو جنّت سے کرّۂ ارض پر اتار دیا گیا۔ حضرت حوّا علیہ السّلام سے مفارقت اور جدائی کے سبب حضرت آدم علیہ السّلام تلاش میں سرگرداں

رہے۔ تقریباً دوسو برس اپنے عفوِ قصور کے لیے گریہ زاری کرتے رہے۔ بالآخر چالیس روز تک کھانا نہ کھایا۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے انکی دُعا قبول فرمائی اور دونوں کا قصور معاف کر دیا، جس کے بعد انعامات ایزدی عام ہو گئے۔ زمین کا آپؑ کو مالک بنا دیا گیا۔ آپؑ دونوں کی اولاد سے دنیا کو آباد کیا جنکی ہدایت کے لیے مختلف نبی و پیغمبران بھیجے گئے۔ آپؑ پر 21 صحائف نازل ہوئے۔ آپؑ نے اپنی اولاد کو وحدانیت اور احکام خداوندی کی تعلیم دی۔ آپؑ 930 یا 960 سال کی عمر پانے پر گیارہ روز بیمار رہے اور تقریباً ایک ہزار سال اس دارِ ناپائیدار میں قیام فرما کر اصل سکونت گاہ جس سے محرومی کا ہمیشہ غم و ملال رہا اس طرف دوبارہ مراجعت فرمائی۔ جنّت سے آپ کا کفن آیا اور ملائکہ نے تجہیز و تکفین کر کے دفن کیا۔ آپ کی قبر کو پوشیدہ کر دیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق آپؑ کا انتقال بروز جمعہ ہوا اور جبل ابوقبیس واقع مکّہ مکرّمہ میں آپؑ کو دفن کیا گیا۔ غار الکبر اس جگہ کا نام ہے۔ ایک سال بعد حضرت حوّا کا بھی وصال ہوا۔ حضرت آدم علیہ السّلام کی قبر کے پاس مکّہ مکرّمہ یا دیگر روائت کے مطابق جدّہ میں دفن کیا گیا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا گزرے ہیں جن میں سے 313 نبی مرسل ہوئے اور اوّل انکے حضرت آدم علیہ السّلام ہیں۔ ھابیل اور قابیل فرزندان حضرت آدم علیہ السّلام کی نسبت روایت منقول ہے کہ حضرت حوّا کی اولاد میں دو جڑواں بچّے ایک فرزند اور ایک دختر پیدا ہوتے تھے چنانچہ حضرت آدم علیہ السّلام کی 26 یا 40 اولادیں ہوئیں جن میں 20 حمل سے پیدا ہوئیں۔ انکے لیے احوال یہ مقرر ہوا کہ دو بہن بھائی جو ایک روز پیدا ہوتے وہ آپس میں رشتہ ازواج میں منسلک نہ ہوتے تھے اس لیے حضرت آدم علیہ السّلام نے قابیل کو یہ حکم دیا کہ وہ ھابیل کی بہن سے عقد کرے۔ قابیل نے اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اور ھابیل کو قتل کر دیا۔ اس ارتکاب کی وجہ سے بنی نوع انسان میں خونِ ناحق کی بناء پڑی۔ آپؑ کا شجرہ نسب برصفحہ 21 ملاحظہ ہو۔

2۔ حضرت شیث علیہ السّلام: آپؑ کی پیدائش کے وقت حضرت آدم علیہ السّلام کی عمر 220 سال تھی اور قتل ہابیل کو گزرے پچاس سال ہو چکے تھے۔ حضرت آدم علیہ السّلام نے اپنی زندگی میں ہی

شیثؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ پچاس صحائف آپؑ پر نازل ہوئے۔ ہمیشہ مکّہ مکرّمہ میں قیام فرمایا۔ آپکی اولاد سے نسل انسانی کو ترقّی نصیب ہوئی۔ انکی زندگی میں بیشتر اولادِ آدم عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئی۔ آپ نے 912 یا 950 سال عمر پائی اور بعد وصال جبل ابوقبیس میں حضرت آدم علیہ السّلام کے پاس ہی دفن کیئے گئے۔

3۔ حضرت ادریس علیہ السّلام: دنیا میں آپؑ پہلے شخص ہیں جنہوں نے جہاد کیا 350 سال کی عمر میں آپؑ زندہ آسمان پر اٹھالیے گئے۔ بروایت آپؑ چھٹے آسمان پر فرشتوں کے ساتھ مشغول عبادت الٰہی ہیں۔ بیس صحائف آسمانی آپؑ پر نازل ہوئے۔

4۔ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السّلام: آپؑ بڑے برگزیدہ محبوب خدا نبی اور رسول ہوئے ہیں۔ آپ کی پیدائش سے قبل دنیا میں کفر و شرک اس کثرت سے پھیل گیا تھا کہ اللہ جل شانہ' کا کوئی نام تک نہ لیتا تھا۔ کفر مٹانے کے لیے آپؑ کو مبعوث کیا گیا۔ آپؑ نے اس قوم کو نرمی و سختی اور ظاہر و پوشیدہ طور پر بہت سمجھایا مگر قوم نے ماسوائے آپؑ کو ایذا رسانی کے کسی نصیحت پر کان نہ دھرے۔ آپؑ نے ساڑھے نوسو 950 برس وعظ و نصیحت کی۔ جب ناکام ہوئے تو ہمت ہار کر قوم کے لیے بدعا کی اس کے باعث ایسا طوفان آیا کہ آسمان و زمین سے پانی کے فوّارے پھوٹ پڑے جس سے تمام روئے زمین پر پانی پھیل گیا یہ عذاب طوفان چھ ماہ اور دس یوم تک جاری رہا۔ تمام مخلوق پانی میں ڈوب گئی ماسوائے نوح علیہ السّلام کے افرادِ کنبہ اور آپؑ کی اتباع کرنے والے کل چالیس افراد جو حضرت نوح علیہ السّلامؑ کی تیار کردہ کشتی میں سوار ہوئے وہ بچ گئے۔ آپؑ کے عیال میں سے تین صاحبزادے سام، حام اور یافت بچے اور انکی ازواج اور کچھ حضرت شیث علیہ السّلام کی اولاد میں سے تھے وہ محفوظ رہے جبکہ حضرت نوح علیہ السّلام کا بیٹا یام جو کافر ہو گیا تھا اسکو نجات نہ ملی اور طوفان میں ہلاک ہو گیا اور دیگر اولاد یعنی سام، حام اور یافت سے آگے نسل جاری رہی (کامل ابن کثیر)۔ آپؑ کا شجرہ نسب برصفحہ 24 ملاحظہ ہو۔

5۔ حضرت ھود علیہ السّلام: جب حضرت نوح علیہ السّلام کی نسل میں رفتہ رفتہ گمراہی پھیل گئی تو اللہ تعالیٰ نے جناب ھود علیہ السّلام کو ارم بن سام کی اولاد کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ زمانہ شدّاد بادشاہ میں توحید کی تبلیغ کی مگر قوم نے انکار کیا اور آپؑ کے پیش کردہ دین کی تکذیب کی تو اس نافرمانی کی شامت اعمال سے ان پر تین سال قحط سالی مسلّط رہی حتّٰی کہ انسان اور جانور مرنے لگے اور ان پر بادل کا ٹکڑا جو آگ سے لبریز تھا ظاہر ہوا پھر ایسی ہوا چلی کہ وہ ہر ایک کو آسمان کی طرف اٹھا کر لیجاتی اور الٹا کر پھینک دیتی جس سے انکی گردنیں ٹوٹ گئیں اور جسم بلا سر کے رہ گئے۔ وہ میدان میں اس طرح پڑے رہ گئے جیسے بڑے کھجور کے درختوں کے تنے۔ آٹھ شب و روز متواتر عذاب کی سخت ہوا چلتی رہی اور بادل سے آگ برستی رہی۔ عذاب الٰہی کے نزول کے بعد حضرت ھود علیہ السّلام مکّہ مکرّمہ تشریف لے گئے وہاں آپ کا وصال ہوا۔

6۔ حضرت صالح علیہ السّلام: اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو قوم ثمود کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ یہ قوم بڑی قوی اور زبردست تھی۔ حجاز اور شام کے درمیان اسکا مسکن تھا۔ یہ قوم بت پرست اور ظالم لوگوں پر مشتمل تھی۔ حضرت صالح علیہ السّلام نے انکو پند و نصائح سے راہ راست پر لانے کے لیے بہت جتن کئے لیکن انکا کفر بڑھتا گیا۔ ایک مرتبہ اس قوم نے آپؑ سے کہا کہ اگر آپ پہاڑی چٹان سے اونٹنی نکال دیں تو سب آپؑ کو سچا نبی مان لیں گے۔ آپؑ نے باری تعالیٰ کے حضور دعا کی جو مقبول ہوئی اور پتھریلی چٹان سے اونٹنی برآمد ہوگئی۔ حضرت صالح علیہ السّلام نے قوم کے لوگوں سے فرمایا کہ اس اونٹنی کی بے حرمتی نہ کرنا ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا۔ لیکن قوم پھر بھی ایمان نہ لائی حتّٰی کہ اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ لہذا انہیں سخت چنگھاڑ نے ہلاک کر دیا۔ حضرت صالح علیہ السّلام اوّل معہ اپنے تابعین کے فلسطین گئے پھر وہاں سے مکّہ معظّمہ تشریف لے گئے جہاں آپ کا وصال ہوا۔

آغاز سلسلہ نسب از حضرت آدم و حوّا علیہ السلام سے حضرت اسحاق اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک
حضرت آدم علیہ السّلام
بارِق
یحُود
حیان
بنان
اثاثی
ایاد
توبہ
قلِیما
خروره
اَشوث
عِناق
لَیُوذا
عبدالمغیث
صالح
سندل
ضرابیس
شبوتہ
عبدالحارث
عبدالرحمٰن
بالغ
ھُدز
عبداللہ
عبیداللہ
قابیل
ھابیل
امتلمغیث
حضرت شیث علیہ السّلام (پیغمبر)
اَنُوش (مشاہیر)
قِینَان (مشاہیر)
مَہلَائیل (مشاہیر) (1☆)
یَارَد (مشاہیر)
ادریس علیہ السّلام (پیغمبر)
مَتُوشَلَح (مشاہیر)
لَا لک (مشاہیر)
نوح علیہ السّلام (پیغمبر)
سام (مشاہیر)
اَرفَخشَد (مشاہیر)
شالَخ (مشاہیر)
حضرت ھود علیہ السّلام
عابر (مشاہیر)
قانع (مشاہیر)
اَرغو (مشاہیر)
شارخ یا ساروغ (مشاہیر)
ناحور (مشاہیر)
تارخ یا آزر (مشاہیر)
ابراہیم علیہ السّلام (پیغمبر)
اسحٰق علیہ السّلام
(پیغمبر)
اسمٰعیل علیہ السّلام
(پیغمبر)
(نوٹ) ان نفوس قدسیہ کا مکمل شجرہ انساب اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

سلسلۂ نسب جاری اولادِ حضرت آدم علیہ السّلام
(1☆)
مہلائیل
(مشاہیر)
طہمورت
جمشید
اشفیان
آفریدون
ایرج
منوچہر
نودر
میسو
بودجوش
ارنج
وندنخ
ہراسف
ارفس
زاب
لہراسپ
گیوجی
کینموش
کیفاشین
کیپیہ
کیقباد
زانخ
طہماسپ
کانجو
بشتاسپ
اسفندیار
بہمن
ساسان
مہرس
بابک
ساسان
بابک
ساسان (اصغر)
ہرمز
نرسی
بہرام
بہرام
بہرام
ہرمز
شاپور
اردشیر
بابک
شاپور
(ذی الاکناف)
کرمانشاہ
(بہرام)
یزدجرد
(اثیم)
گوربہرام
یزدجرد
فیروز
قباد
نوشیروان
ہرمز
پرویز (خسرو)
شترونہ
یزدجرد
فیروز
قرانامان
قزل ارسلان
قزل حکم
بوقان
(1☆)
سلسلہ جاری (اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)
شہریار
یزدجرد
قیس
ثابت
مرزبان
زوطی
(2☆)
سلسلہ جاری (اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

گزشتہ سے پیوستہ سلسلۂ نسب مھلائیل جاری

(☆1)

بوقان

سُبُکتگین

محمود غزنوی (سلطان)

مَسعُود

اِبرُاہیم

مَسعود ثالث

بہرام

خِسرَوشاہ

خِسرَوملک

(☆2)

زُوطی

ثابت

حضرت نعمان ابو حنیفہؒ

حماد

اِسمٰعیل — عبدالصّمد

عبدالصّمد

عبدالرشید

عبداللہ

اَبُوبکر

ابراہیم

مظفر

احمد

حضرت جمال الدینؒ (ہانسوی)

حضرت بُرھان الدینؒ

سلسلہ نسب حضرت نوح علیہ السلام اولاد آدم علیہ السّلام
نوح
حام
عابر
یافت
(بقول طبری قبل طوفان نوحؑ فوت ہوا)
ھند
سندھ
زنخ
کوش
قبط
بربر
حبش
کنعان
نوبہ
ترک
سبقلاں
روس
یونان
یارج
غز
خزر
خلج
منسج
چین
کماری
النجہ خاں
دیب باقوی
کیوک خان
النجہ خان
مغل خان
قراخان
اغوز خان
ارطغرل
عثمان اول (غازی)
آرمیخان سلطان
سلطان مراد اوّل
سلطان بایزید خان
1☆ (یلدرم)
بطین (ایوروم)
ردی
منطون
ھردوس
ھرمس
بطریوس
فیلبش
ذوالقرنین سکندر
کن خان
ای خان
یلدوز خان
منگلی خان
تنگیز خان
ایلخاں
قیان
تیمورتاس
منگلی خواجہ
یلدوز خان
جوینہ بہادر
النقواء
بونجراقان
بوقاخان
دوتمین خان
فائدو خان
بایسغر خان
تومنہ خان
قاچوی بہادر
ایردمچی (برلاس)
چیچن شوغو
قراچون یار
ایجل نویاں
محمد اوّل (شہزادہ)
مراد ثانی (سلطان)
محمد ثانی (سلطان)
سلیم خان
سلیمان خان
مراد خان

(1☆) گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ نسب حضرت نوح علیہ السّلام

(1☆) سلطان بایزید خان یلدرم

محمد اوّل (سلطان)

مراد ثانی (سلطان)

محمد ثانی (سلطان)

سلیم خان اوّل (سلطان)

سلیمان خان ثانی (سلطان اعظم)

سلیم خان (سلطان)

مراد خان (سلطان)

محمد خان ثالث (سلطان)

احمد خان اوّل (سلطان)

محمد رابع (سلطان)

احمد ثالث (سلطان)

عبدالمجید خان (سلطان) — مصطفیٰ خان

مصطفیٰ خان: سلیم ثالث (سلطان)

عبدالمجید خان (سلطان): مصطفیٰ خان (سلطان) — محمود خان

محمود خان: عبدالعزیز خان — عبدالمجید خان (سلطان)

عبدالمجید خان (سلطان): محمد ارشاد خان۔ سلطان ظلّ اللہ المعروف سلطان خامس — عبدالمجید خان (سلطان) ظلّ اللہ (معزول)

شجرہ نسب حضرت نوح علیہ السّلام
حضرت نوح علیہ السّلام
یافِت
حَام
عابر
سَام
یَام
یاوَان
سَرادس
پرھا
ڈھوند مار
ردار جنیوا
ھریسو
نکوسپا
درناسوا
سجنتا
یادسوا
ماندھاتا (سویندھو)
پورکوٹ چو
اردتا
تری ڈھونا
اٹرارناد
ست ورتا
ٹری سونکھا
ہرجندرا
روھتا
سرتای
چیمپا
بجیا
بروکا
درکشا
بھوکا
ساگر
کیسے
ھمنجس
اسومان
دلیپا
بھاگراتھا
سردب سین
بناگھا
ایمبریشا
سندھودریا
ایوتایو
رتوپریا
نالا
سروہ
سیوداس
اسمک
ملوکا
مست ورتا
(جسرتھ)
ایدورا
داسوسھائی
کھاربھنگا
ارکب باھلو
دلیپا
مل کھو
راجا
جسرتھ
رامچندر
لو
پنادیتا
اسونت
دولہ
جوکھا
سنج ناتھ
جیون ناتھ
سکھ سین
بدھ سین
لال سنگھ
لال سنگھ عرف لال خان
سالباھن
راجہ رائے اعتماد خان
(بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

گزشتہ سے پیوستہ بقایا شجرہ نسب حضرت نوح علیہ السلام
راجہ رائے اعتماد خان
ٹھاکر حیدر علی خان
ٹھاکر محمد سردار علی خان
ٹھاکر محمد مردان علی خان
محمد عیوض علی خان
سرکار مولوی مراد علی خان
(وصال 1274ء)
نواب محمود علی خان
(جد امجد چھتاری خاندان)
وصال 1316ء
محمد احمد علی خان
نقشبندی
محمد عبدالواحد علی خان
سر نواب محمد فیض علی خان
سر نواب فیاض علی خان
کنور اکرم علی خان
کنور محمد منظور علی خان
کنور محمد خورشید علی خان
الطاف احمد خان
خان عبدالوہاب
عبدالرؤف خان

سلسلہ نسب جناب سام پسر حضرت نوح علیہ السّلام پیغمبر اولاد آدم علیہ السلام
سام (مشاہیر)
عِیلَم
یغُن
اَھواز
اَسوَد
اِرَم
اَکبَر
کیومرث
بُوذَر
لاوَز
فارِس
خُراسان
تنبال
عِراق
کرمان
مکران
گاثر
ماش
عُوص
نمرود اکبر
عاد اکبر
ثمود
کنعان
خلود
جرجان - عملیق
(گرگان)
(1☆) اگلے صفحہ پر
آذربیجان
فرغان
اران
ارمن
جادر
نمرود
رباح
عبیل
سنجاریف
عبداللہ
شالخ
برازاد
حضرت ہود علیہ السّلام
(پیغمبر)
آصف
بخت نصر (مشہور بادشاہ جس نے بیت المقدس کو تباہ کیا)
عبیل
حضرت صالح علیہ السّلام
(پیغمبر)
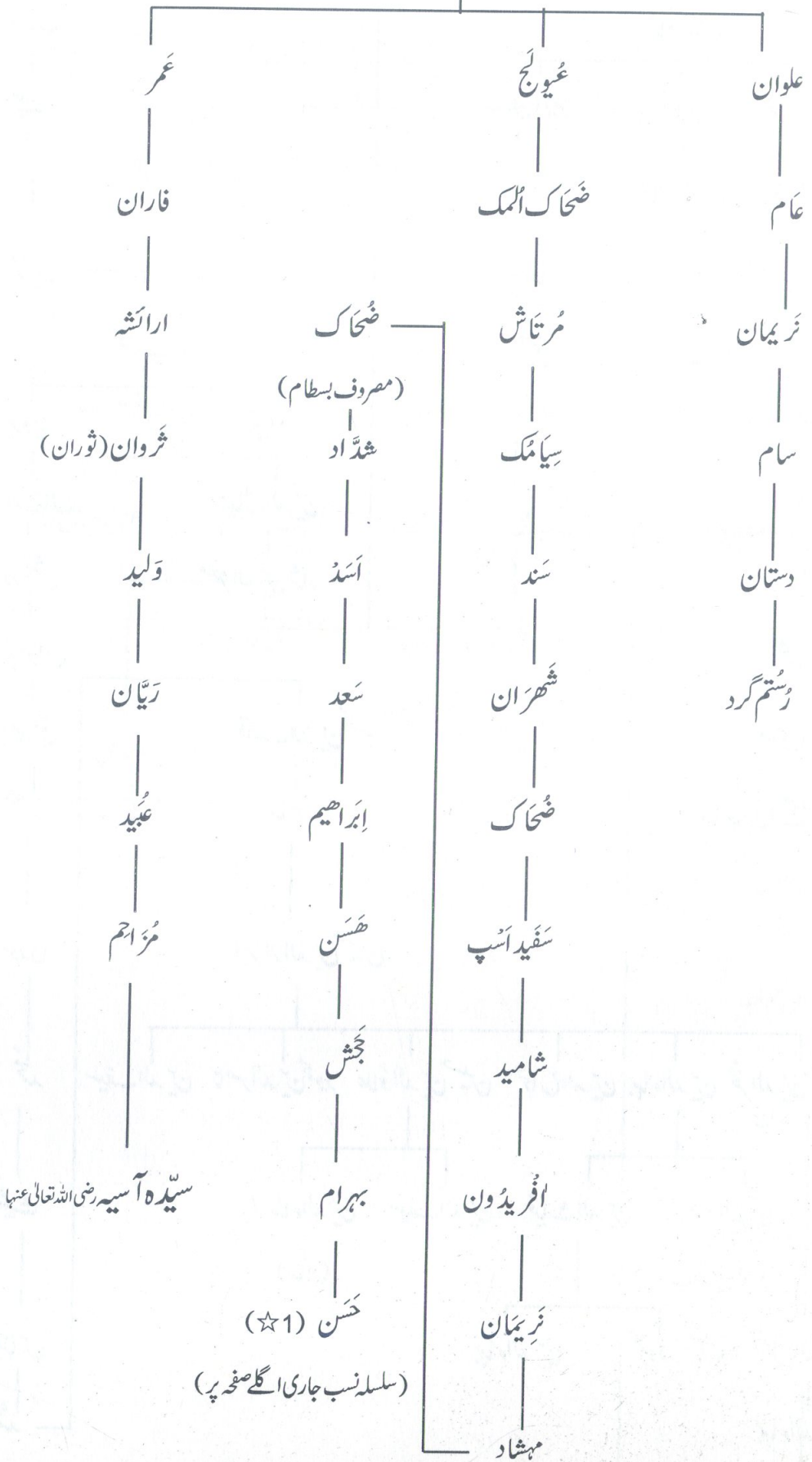
گزشتہ سے پیوستہ سلسلۂ نسب حضرت سام
عَملِیق (1☆)
علوان
عام
نَریمان
سام
دستان
رُستم گرد
عُیولَج
ضحاک اُلملک
مُرتاش
سِیامُک
سَند
شَہران
ضُحاک
سَفید اَسپ
شامید
اَفریدُون
نَرِیمان
مہشاد
ضُحاک
(معروف بسطام)
شدّاد
اَسَد
سَعد
اِبراھیم
ھَسَن
نَجش
بہرام
حَسَن (1☆)
(سلسلہ نسب جاری اگلے صفحہ پر)
عُمر
فاران
ارائشہ
ثروان (ثوران)
ولید
ریّان
عُبید
مُزاحم
سیّدہ آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(جاری اگلے صفحہ پر)

گزشتہ سے پیوستہ سلسلۂ نسب سام

گزشتہ سے پیوسطہ سلسلہ نسب سام اولاد حضرت آدم علیہ السلام
شنسب
پرویز (☆1)
بہرام (☆2)
درمیشان
درنیش
نہاوان
امیر بنجی
جمال الدین
معزالدین
شاہ حسین
ابراہیم
غلزی
شیروانی
سرائی پال
(جدِ قبائل غلزئی)
(جدِ قبائل شیروانی)
سیانی
نیازی
ڈوتانی
سینی
بلے
جعفری
برہان
ابراہیم
توران
بُرنکئی
محمد
گھکور
فیروز خان
عمر خیل
سوری
رشید
شیر محمد خان
اسحٰق
محمد
محمودزئی
جمال خان
شاہو خیل
شیث
موسیٰ
بھیکن خان
عطاء اللہ خان
احمد خیل
عباس
احمد
وزیر خان
رحمت علیخان
بہرام
محمد
شیخ سلیمان
امیر خان
دلاور علی خان
ملک کالا
قطب الدین حسن
شیخ ملیح قتال
سلطان بہلول
محبوب علیخان
عنایت علیخان
نواب ابراہیم
سام
شہباز علی شیخ
نظام خان
سکندر علیخان
نواب احمد علیخان
جعفر علیخان
اعزاز الدین حسین
احمد شیخ
سیف الدین
ناصرالدین
علاؤالدین حسین
(رئیس ملیر کوٹلہ)
صدر جہاں
شجاع الدین
بہاؤالدین
ابراہیم خان
جلال خان
(صدرالدین)
علاؤالدین (سام)
سیف الدین
عیسیٰ
غیاث الدین
معزالدین (شہاب الدین غوری)
شاہ محمد خان
بہاؤالدین
محمود
مَعدود خان
فتح محمد خان
محمد بایزید خان (نواب)

آزر یا تارخ بن ناحور بن شارُخ بن ملکان

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے والد کی نسبت تاریخ میں عظیم اختلاف ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے والد دونوں مذکورہ نام صحیح ہو سکتے ہیں۔ اغلباً ایک نام صحیح اور دوسرا لقب ہو جیسا سابقہ ادوار میں یہ رواج عام تھا ممکن ہے اصل نام تارخ اور لقب آزر ہو۔ اور لقب سے ولایت مشہور ہوئی اسی حوالہ سے ذکر کلام حکیم میں آیا ہے۔ چند مفسّرین آزر کے حضرت ابراہیمؑ کے چچا/تایا ہونے کے قائل ہیں جیسے ہمارے ہاں اب بھی تایا کو بڑے باپ سے موسوم کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ اور چچا/تایا کا نام آزر ہو اور عم پر لفظ اَب کا اطلاق اکثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ کلام حکیم میں آیا ہے "قَالُوْ نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ ابَآئِکَ اِبْرَاھِیمَ وَ اِسْمٰعِیلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰھًا وَّ احداً o" (سورۃ بقرہ رکوع 16) یہاں باپ اور بیٹوں دونوں کے لیے لفظ باپ کہا گیا حالانکہ باپ اور بیٹا دونوں کا ایک باپ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح سورۃ مریم یا اُخت ھارُونَ کہا گیا جبکہ ہارون برادر حضرت مریم نہ تھے۔ بلکہ ھارون کے خاندان کی دختر ہونے کے ناطہ سے حوالہ دیا گیا آزر کے اصل باپ نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل چند فقہا نے اسطرح دی کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام سے نور محمدی ﷺ ہمیشہ بطن و اصلاب مطہرہ سے اولادِ اصل منتقل ہوتا آیا ہے جو آخر میں حضرت عبداللہ کی پیشانی میں چمکتا نظر آیا اس لیے یہ نور کسی بت تراش و بت پرست میں منتقل ہونے کو عقلِ سلیم تسلیم نہیں کرتی۔ بہر حال اجماع اسی پر ہے کہ متنازعہ امور کو اُمّت میں زیر بحث نہ لایا جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات کو بہتر جاننے والے ہیں اور اِسی پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ آپؑ کا شجرہ نسب برصفحہ 51 ملاحظہ ہو۔

7۔ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام: آپؑ کی ولادت 3323 ہبوط آدم علیہ السّلام علاقہ کوہستان بابل قریہ کوشہ میں ہوئی۔ جائے ولادت کے بارہ میں مئورخین میں اختلاف ہے۔ بقول طبری حضرت ابراہیم علیہ السّلام اطراف کوسہ (سرزمین سواد) میں پیدا ہوئے اور یہی قول ابن اسحٰق کا ہے۔ البتہ زمانۂ ولادت پر اتفاق ہے کہ آپؑ نمرود بن کنعان بن کوش بن سام کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ کاہنوں نے خبر دی کہ ایک ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو شہنشاہ کا مخالف ہوگا اور بتوں کو توڑ

ڈالے گا۔ نمرود نے یہ سنکر سینکڑوں اولاد نرینہ قتل کر ڈالے۔ آپؑ کی والدہ نے اسی وجہ سے جب ولادت کا وقت قریب آیا تو ایک غار میں جا کر پوشیدہ طور پر وضع حمل کیا اور اسی غار میں آپؑ کی پرورش ہوئی۔ آپؑ کی ولادت کی خبر انکے والد تارخ بن ناحور یا آزر سے بھی پوشیدہ رکھی۔ حضرت ابراہیمؑ ایک دن میں اسقدر بڑھتے تھے جسقدر عام لڑکے ایک مہینہ میں نشو و نما پاتے۔ اس طرح تھوڑے عرصہ میں آپ جوانی کے قریب پہنچ گئے۔ اس غار سے باہر نکلنے پر جب آپؑ نے جانور وغیرہ دیکھے اور رات کو آسمان پر چاند، ستارے حتّٰی کہ صبح سورج نکلتے دیکھا تو حیرانی میں انکی نسبت دریافت کرتے۔ اس کشمکش حیات میں آپ کی جستجو اپنے خالق معبود کی طرف مبذول ہوئی۔ کامل ابن کثیر کے مطابق آپؑ کی عمر دو سو برس تھی جب آپؑ کا انتقال ہوا۔ سرزمین شام (حال مقبوضہ اسرائیل) بمقام خلیل آپؑ کا مدفن پہاڑ کے غار میں بنا۔ آپؑ کا شجرہ نسب برصفحہ 56 ملاحظہ ہو۔

8۔ حضرت لوط علیہ السّلام: آپؑ حضرت ابراہیمؑ کے چچا کے فرزند تھے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر ایمان لائے اور انکے ہمراہ مصر و شام کی جانب ہجرت کر گئے۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے قومِ سدوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا۔ اس قوم کے تمام افراد فعل غیر فطری (افعال شنیعہ) میں مبتلا تھے نیز شرک بھی کرتے تھے۔ لوط علیہ السّلام نے انہیں اس بدفعلی سے منع کیا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا جسکی قوم نے تکذیب کی تو ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا۔

9۔ حضرت شعیب اوّل علیہ السّلام: آپؑ کی ولادت حضرت آدم علیہ السّلام سے 3414 سال بعد ہوئی۔ مدین فرزند ابراہیم علیہ السّلام قطورا کی اولاد ہیں قطورا سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حضرت سارہ کے انتقال کے بعد عقد کیا۔ آپ علیہ السّلام کا لقب خطیب الانبیاء ہے۔ آپ حکم خداوندی سے علاقہ مدین چلے گئے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے آنے تک مقیم رہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے وہاں پہنچنے تک سات سال اور چار ماہ بعد آپ علیہ السّلام زندہ رہے۔ آپؑ نابینا تھے سوائے آپؑ کے کسی دیگر نابینا شخص کو نبوت عطا نہ ہوئی۔ آپ علیہ السّلام کا 220 سال کی عمر میں 3634 ہبوط آدمؑ میں انتقال ہوا۔ آپؑ کا جنازہ مکّہ مکرّمہ لیجایا گیا وہاں آپؑ کی تدفین ہوئی۔

10۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام: آپؑ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے خلفِ اکبر ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے جب مصر میں مراجعت فرمائی تو اسکے دسویں برس حضرت سارہؑ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حضرت ہاجرہ سے عقد کرنے کی اجازت دی۔ حضرت ہاجرہؑ کی نسبت یہ غلط العام ہے کہ وہ حضرت سارہ کی خادمہ (لونڈی) تھی۔ عبرانی زبان میں ان کا نام ہاغار ہے۔ رقیون بادشاہ مصر کی دختر نیک اختر تھیں۔ یہ رقیون شہر بابل کا رہنے والا تھا۔ جو افلاس و تنگدستی کی وجہ سے بابل چھوڑ کر مصر چلا آیا تھا سب سے پہلے جس کا لقب فرعون مشہور ہوا وہ یہی شخص تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام بوجہ قحط سالی فلسطین چھوڑ کر مصر آ گئے جب کہ مذکورہ شخص رفتہ رفتہ ارکانِ سلطنت میں اپنی حکمت عملی اور دانشمندی سے داخل ہو کر مصر کا بادشاہ بن گیا۔ حضرت سارہؑ اوّل زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے عقد ثانی کی اجازت حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اس امید پر دی کہ شائد اللہ تعالیٰ انہیں بھی کوئی پسر مرحمت فرما دے۔ کیونکہ حضرت سارہ اپنی زیادہ عمر ہو جانے کی وجہ سے اولاد کی طرف سے مایوس ہو چکی تھیں جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے 86 سال کی عمر میں حضرت ہاجرہ سے عقد کیا تو ان کے بطن سے حضرت اسمٰعیلؑ تولّد ہوئے۔ جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ حضرت سارہؑ کو بھی فرزند عطا فرمانے کی بشارت دی جنکا نام اسحٰق علیہ السّلام رکھا گیا اُن کی نسل سے جلیل القدر نبی و پیغمبران مبعوث ہوئے۔ یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر منتج ہوا۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق حضرت اسمٰعیلؑ کا 130 برس میں انتقال ہوا تو انہیں انکی والدہ ماجدہ کے جائے مدفن جو حطیم اور میزاب رحمت والی دیوار کی درمیانی جگہ میں واقع ہے وہاں دفن کیا گیا۔ تورات میں انکی اولاد اور بیشتر اقوال سے بارہ ثابت ہے۔ دیگر اقوال کی رو سے زیادہ ہے۔ نصاریٰ کی تحریف شدہ اناجیل کے مطابق ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام نہیں بلکہ حضرت اسحٰق علیہ السّلام ہیں۔ حالانکہ حق و صداقت پر مبنی ہر قسم کی تحریف سے پاک نصوص قرانیہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کو بعمر 8 سال قربانی کے لیے پیش کرنے اور حضرت ہاجرہؑ کا پانی کی تلاش میں مکّہ مکرّمہ میں لق و دق صحرا میں دوڑنے کے فعل کا تا قیامت بصورت حجّ قربانی اور سعی کو زندہ جاوید بنا دیا گیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے ذبیح اللہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ آپؑ کی نسل سے ماسوائے نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ دیگر نبی یا پیغمبر معبوث نہ ہوا۔

11۔ حضرت اسحٰق علیہ السّلام: آپؑ حدود فلسطین میں حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے پانچ سال بعد ماقریہ جیرون ملک شام میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی عمر مبارک توریٰۃ کے مطابق 99 برس کی تھی جب کہ دوران سال 3423 ہبوط آدم علیہ السّلام حضرت اسحٰق علیہ السّلام کی ولادت ہوئی اور ساتویں روز ختنہ کرائی گئی۔ سن بلوغت کے پہنچنے پر اپنے خاندان کی ایک لڑکی رقبہ بنت تبویل بن ناحور سے آپؑ کا عقد کیا گیا بعد ازاں حسب ارشاد حضرت ابرہیم علیہ السّلام آپؑ کنعان کی جانب چلے گئے۔ چالیس سال دعوت تبلیغ اسلام دی۔ آخر میں نابینا ہو گئے مطابق 3603 ہبوط آدم علیہ السّلام بعمر 180 سال آپؑ کا انتقال ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے قدس خلیل میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس دفن کیا۔ انکی اولادوں سے بنی اسرائیل کی اصلاح اور ہدائت کے لیے کثیر تعداد میں جلیل القدر پیغمبران مبعوث ہوئے جو سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر منتج ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے پیروکاروں نے اپنی بائبل میں تحریف کر کے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کو ذبیح اللہ ہونے کے بجائے حضرت اسحٰق علیہ السّلام کو حکم الٰہی کے تحت حضرت ابراہیمؑ کو قربانی کیلئے پیش کرنا منسوب کر دیا اور اسی مفروضہ پر مبنی بڑے سرمایہ سے ہالی ووڈ نے فلم "ٹین کمانڈمنٹ"(Ten Commandments) بنائی۔ اسی طرح انجیل میں تحریف کر کے درج کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو یہودیوں نے نہیں بلکہ رومیوں نے مصلوب کیا تھا۔ اس مفروضہ پر مبنی کئی ملیّن ڈالر صرف کر کے ایک دیگر مشہور زمانہ فلم بن حُر (Ben Hur) بنائی تا کہ یہودیوں کی سفّاکیوں پر جو انہوں نے اپنے انبیا و رسل کے ساتھ روا رکھیں اسکی پردہ پوشی ہو سکے اور عوام کے ذہن یہودیوں کی نسبت صاف ہوسکیں۔ لیکن اس کی تردید میں فروری 2004ء میں امریکہ میں زرِ کثیر سے تیار ہو کر فلم Passion of Christ ریلیز ہوئی ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام کو یہودیوں نے ہی مصلوب کیا تھا۔ آپؑ کا شجرہ نسب بر صفحہ 58 ملاحظہ ہو۔

12۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام: آپؑ کی ولادت دوران 3482 ہبوط آدمؑ میں بمقام جیرون ہوئی۔ آپ علیہ السّلام اور انکے بھائی عیصو جڑواں (توام) پیدا ہوئے تھے۔ بوقت ولادت آپؑ

کا ہاتھ عیسو کی پشت پر تھا اس لیے یعقوب نام سے موسوم ہوئے۔ آپؑ کی والدہ عیسو کے مقابلہ میں آپؑ سے زیادہ انسیت رکھتی تھیں۔ حضرت اسحٰق علیہ السّلام جب آخیری عمر میں بینائی سے محروم ہو گئے تو ایک روز اپنے فرزند عیسو کو طلب کر کے گوشت کھانے کی خواہش کا اظہار کیا اور دعائے برکت کرنے کا وعدہ فرمایا جس وقت عیسو شکار کیلئے روانہ ہو گئے تو اُن کی والدہ نے حضرت یعقوب علیہ السّلام سے فرمایا کہ تم سبقت لیکر اپنے والد سے دعائے برکت حاصل کرلو۔ چنانچہ آپؑ نے عیسو کی واپسی سے پہلے اپنی بکریوں میں سے ایک عمدہ بکری ذبح کی اور آپ علیہ السّلام کی والدہ نے نہایت لذیذ کھانا تیار کر کے آپؑ کو دیدیا جو آپؑ اپنے والد حضرت اسحٰق علیہ السّلام کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت موصوف غذا تناول فرما کر خوش ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السّلام کے حق میں دعائے برکت کی اور بشارت دی کہ تمہاری اولاد ستارگان آسمان کے برابر ہوگی چنانچہ مئورخین نے لکھا ہے کہ آپؑ کی اولاد میں صرف انبیاء علیہم اسلام کی تعداد ستّر ہزار ہے اس طرح یہودا ابن یعقوب علیہ السّلام کی اولاد میں بڑے بڑے ملوک اور انبیاء کثرت سے مبعوث ہوئے۔ انکے بھائی کی اولادوں کو بھی یہی شرف حاصل ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے خروج مصر کے بعد بحکم باری تعالیٰ بنی اسرائیل کی تعداد شمار کی تو اولاد یہودا کے علاوہ انکے دونوں لڑکوں عیر اور اونان جن کا حضرت یعقوب علیہ السّلام کے مصر آنے سے پہلے کنعان میں انتقال ہو گیا تھا انکی ذریّت سے جو اولاد ہوئی انکی تعداد 76500 تھی۔ راد بن یعقوب کی 43730 اور شمعُون بن یعقوب کی 22200 جاد کی اولاد 4500 اور کار بن یعقوب کی نسل میں 64300 جبکہ زیلون کی 62500 احفاد منسا بن یوسف علیہ السّلام کی 52700 اور افرائیم بن یوسف علیہ السّلام کی نسل میں 32500۔ بنیامین بن یعقوب کی نسل میں 45000 دان بن یعقوب کے 64400۔ جبکہ اولاد دختری آشیر کی لڑکی سارح کی نسل نفتالی بن یعقوب علیہ السّلام کی نسل میں 45400 بچے پیدا ہوئے۔

عیسو جب شکار سے واپس آئے اور مذکورہ واقعہ کا علم ہوا تو حضرت اسحٰق کی خدمت میں گریہ زاری کی اور دعائے برکت کے خواستگار ہوئے۔ حضرت اسحٰقؑ نے انکے لیے بھی برکت اور اولاد کی دعا کی

جو انکے حق میں بھی مقبول ہوئی اس واقعہ کے بعد سے عیسو حضرت یعقوب علیہ السلام سے عداوت رکھنے لگے۔ تا آنکہ کچھ عرصہ بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بھائی تبویل بن ناحور بن تارخ کے پاس حاران ہجرت کر گئے۔ اس ضمن میں باری تعالیٰ نے آپؑ کو اسرائیل کا خطاب دیا۔ آپؑ کچھ عرصہ اپنے ماموں کے پاس رہے۔ انکی دونوں دختران سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی شادی ہوئی۔ پھر آپؑ اپنے مال مویشی کے ہمراہ نیز اپنے اہل وعیال سمیت کنعان تشریف لے گئے اور اسی علاقہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ جب آپؑ کا آخری وقت قریب پہنچا تو سب اولاد کو جمع کر کے یہودا کے حق میں دعا کی کہ اسکی اولاد میں سلطنت قائم ہو۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے جوار میں دفن کرنے کی وصیّت فرمائی۔ بالآخر آپؑ کو بیت المقدس کے قریب بمقام خلیل دفن کیا گیا۔ ڈیڑھ یا پونے دوسو سال آپ کی عمر مبارک بیان ہوئی ہے۔ آپؑ کا شجرہ نسب برصفحہ 60 ملاحظہ ہو۔

13۔ حضرت یوسف علیہ السلام: آپؑ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں راحیل کے بطن مبارک سے دوران 3556 ہبوط آدمؑ بمقام حاران تولدّ ہوئے۔ دوسال کی عمر میں جس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام حاران سے جبرون ہجرت کر کے جا رہے تھے کہ دوران سفر آپؑ کی والدہ نے وضع حمل میں انتقال فرمایا لیکن بن یامین آپؑ کے دوسرے بھائی پیدا ہو کر بقید حیات رہے۔ آپؑ کے حسن وجمال نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں بے پناہ محبت وانسیت پیدا کر دی تھی۔ روزانہ انکی شفقت بمقابلہ دیگر برادران زیادہ ہونے لگی اور یہ امر آپؑ کے دیگر سوتیلے بھائیوں کو شاق گزرنے لگا۔ اس حسد کی بناء پر 12 یا 14 سال کی عمر میں اُن بھائیوں نے آپؑ کو اندھے کنویں میں ڈال دیا۔ یہ معاملہ ایک غیبی اسرار تھا کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جو مدارج ومرتبہ ملنا تھا یہ اسکی ابتداء تھی۔ آپؑ حضرت آدم علیہ السلام سے مشابہت رکھتے تھے۔ آپؑ تین دن رات کنویں میں رہے اور اس چاہ سے نکالے جانے کے بعد مصر پہنچے۔ چھ برس عزیز مصر کے پاس رہے جہاں واقعہ زلیخا پیش آیا۔ بلاقصور اسکے جھوٹے الزام کی

پاداش میں سات برس قید میں گزارنے پڑے۔ تیس سال کی عمر میں ریان فرعون مصر کے عہد میں وزارت حاصل ہوئی۔ 57 برس کی عمر میں جدائی کے بعد حضرت یعقوب علیہ السّلام سے ملاقات ہوئی۔ 70 سال کی عمر کی مدت تک والد بزرگوار کی خدمت اقدس میں گزارے بعد وفات والد آپؑ مزید 36 سال زندہ رہے۔ کل 110 سال کی عمر پائی، بوقت نزاع تمام بھائیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے اولاد بنی اسرائیل تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ اسکے بعد فراعنہ جبّار پیدا ہونگے۔ جو بنی اسرائیل پر ہر قسم کا ظلم وستم روا رکھیں گے اور انہیں ذلیل ورسوا کرینگے۔ بعد ان سخت ایام کے لاوٰی کی اولاد سے ایک پیغمبر ہونگے جنکا نام موسیٰؑ ہوگا وہ دولتِ اِشرار کا قلع قمع کر دینگے۔ بنی اسرائیل کو مصر لیجائینگے۔ تم سب اپنی اولادوں کو نصیحت کرنا کہ انکی فرمانبرداری کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ اسکے بعد یہودا کو آگے بلا کر اپنا جانشین مقرر فرمایا اور اپنے صاحبزادوں کو انکے سپرد کیا۔ آپؑ کے وصال کے بعد آپؑ کا تابوت سنگِ رخام سے بنائے گئے صندوق میں رکھا گیا اور قعر دریائے نیل میں رکھدیا گیا۔ ایک زمانہ بعد حضرت موسیٰؑ نے آپؑ کی پیش گوئی کے مطابق وہاں سے مذکورہ صندوق نکالا اور قدس شریف میں حضرت یعقوب علیہ السّلام وحضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس دفن کر دیا۔ آپؑ کا شجرہ نسب برصفحہ 63 ملاحظہ ہو۔

14۔ حضرت ایوب علیہ السّلام: آپؑ کی ولادت 3642 ہبوط آدم علیہ السّلام بمقام جابیہ (درمیان رملہ ودمشق) ہوئی۔ جب سنِ رشد کو پہنچے تو خلعتِ نبوت سے سرفراز ہوئے۔ حمہ بنتِ فرائیم بن یوسف علیہ السّلام سے آپ کا عقد ہوا۔ جن سے سات پسران اور تین دختران تولد ہوئے۔ آپ علیہ السّلام کے مویشی واموال کثرت سے تھے۔ مال ودولت کے ساتھ مزاج میں بھی نہایت فیاضی تھی۔ مال واسباب میں ترقی پر شکر اور تکلیف وامتحان پر صبر فرماتے۔ 27 برس کی عمر تک دعوتِ اسلام دی لیکن قوم کی بدنصیبی کہ صرف تین افراد کے علاوہ کوئی ایمان نہ لایا بلکہ وہ آپ پر مصائب وآلام پیش آنے پر آپ کی جانب سے بدگمان ہوکر بدعقیدہ ہوگئے۔ آپ علیہ السّلام آزمائش سے اس طرح گزر گئے کہ تمام املاک واولاد تلف ہوگئے مگر صبر واستقلال کا دامن تھامے رکھا اور ہمیشہ شکر بجالاتے حتّٰی کہ دونوں کان، آنکھیں، زبان اور دل کے علاوہ تمام جسم زخموں سے گل وسٹر کر کیڑوں کی خوراک بن گیا۔ اس آزمائش کی گھڑی

میں ماسوائے آپؑ کی بیوی کے کوئی آپؑ کے پاس کھڑے ہونے والا نہ رہا۔ جسم سے بدبو کی وجہ سے شہر سے باہر نکال دیئے گئے لیکن آزمائش کی ہر گھڑی میں آپؑ ثابت قدم رہے تو اللہ تعالیٰ کی مشیّت ایزدی سے ابتلا کا دور ختم ہوا۔ سات برس بعد وہی دولت وثروت اور صحت و عافیت واپس عطا ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اولاد بھی ہوئی ان سب کے وہی نام رکھے جو پہلی اولادوں کے تھے۔ آپؑ جب 73 سال عمر کو پہنچے تھے تو ابتلاء کا دور شروع ہوا جبکہ بعد صحتیابی 146 برس زندہ رہے اور 226 سال کی عمر میں وصال ہوا۔ بلادحوران میں آپؑ کا جائے مدفن ہے۔

15۔ حضرت ارمیاء علیہ السّلام: آپؑ بنیامین بن حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ عبرانی زبان میں ارمیا کا معنیٰ برگزیدۂ خدا کے ہیں۔ آپؑ پوشیدہ طور پر احکام الٰہی کی پابندی کی تبلیغ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہویاقیم جب آل یہودا میں سے بادشاہِ وقت تھا تو آپؑ پر وحی نازل ہوئی کہ بنی اسرائیل چونکہ کفر وشرک میں حدّ سے گزر گئے تھے اس لیے ان پر عذاب الٰہی کا نزول ہوگا۔ آپؑ نے انہیں دین اسلام کی طرف راغب کرنے کی اَن تھک کوشش کی مگر آلِ یہود نے آپؑ کی نصیحت نہ مانی اس لیے آپؑ نے مجبور ہو کر ارضِ بنیامین بیت المقدّس کی جانب مراجعت فرمائی۔ آپؑ پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے حتّٰی کہ ایک بہت گہرے کنویں میں آپؑ کو قید کر دیا گیا لیکن فضل خدا سے آپؑ کو نجات ملی جس کے کچھ عرصہ کے بعد بنی اسرائیل پر عذاب الٰہی نازل ہوا جسکی وعید حضرت ارمیاء علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کو سنائی تھی۔

16۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام: آپ کی ولادت دوران 3748 ہبوط آدمؑ ہوئی اس وقت فرعون مصر قابوس بن مصعب حکمران تھا۔ فرعون نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ بنی اسرائیل سے ایک لڑکا پیدا ہوگا، جو سلطنت مصر کو تباہ کردے گا۔ اس اندیشہ اور بنی اسرائیل کی عددی کثرت سے خائف ہو کر بنی اسرائیل کے بچّوں کو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔ لیکن تدبیر فرعون کے برعکس نہ صرف یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام زندہ بچے بلکہ خود فرعون کے گھر میں پرورش پائی۔ جوان ہوئے تو ایک قبطی کے قتل پر آپؑ خوف زدہ

ہوکر چالیس سال کی عمر میں دوران 3788 ہبوط آدم مصر سے نکلے اور سات روز کی مسافت طے کر کے

مدین کے اطراف میں پہنچے جہاں شعیب کی بیٹیوں کے مویشیوں کو پانی پلانے کے صلہ میں

شعیب (ثانی) نے اپنے پاس بلوا کر اپنی دو دختران میں سے ایک کا عقد حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کر

دیا جس کے عوض آٹھ سال (ثانی) اُن کی خدمت کی۔ طے شدہ مدت کے بعد اپنی زوجہ صفور اور اہل و

عیال کے ہمراہ بحکم ربّانی مراجعت فرمائی۔ 136 سال کی عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے والد کا

انتقال ہو چکا تھا اس لیے آپؑ مدین سے نکل کر وادی ایمن کے قریب پہنچے تو وہاں تجلّی نور الٰہی کا کوہ سینا پر

مشاہدہ ہوا اس وقت آپؑ کی عمر 79 سال تھی آپؑ کو کلیم اللہ ہونے کا شرف حاصل ہوا جہاں سے اپنے

بھائی ہارون کے ہمراہ مصر روانہ ہوئے۔ تین روز مصر میں قیام کر کے فرعون کے پاس رشد و ہدایت کیلئے

گئے جس کا اُس پر کوئی اثر نہ ہوا، بلکہ گرفتار کرنے کے قصد میں فرعون معہ اپنے تمام گروہ کے غرقِ نیل ہوا۔

اس مرتبہ آپؑ نے مصر میں پندرہ یوم قیام فرمایا جسکے بعد حضرت موسیٰ علیہ السّلام ہمراہ اپنی قوم بنی اسرائیل

مصر سے روانہ ہو گئے۔ دوران 3868 ہبوط آدمؑ آپؑ کی حضرت خضر علیہ السّلام سے ملاقات ہوئی۔ جبکہ

مقام قادیس میں حضرت ہارون کا انتقال ہو گیا۔ آپؑ نے 120 سال عمر پائی۔ آپؑ کا مرقد بمقام غور بنا

جو بیت المقدس سے 20 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

17۔ حضرت خضر علیہ السّلام: ابن اسحٰق کا قول ہے کہ باری تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں سے ناشیہ

بن اموص (یشعیا علیہ السّلام) کے ساتھ حضرت خضر علیہ السّلام کو بھی مبعوث کیا۔ بنی اسرائیل حضرت

خضر علیہ السّلام کو اَرمیا بن حلقیا اور سبطہ ہارون علیہ السّلام بن عمران کہتے تھے۔ بہر حال قول صحیح یہ ہے کہ

آپ ایام افریدون اور سکندر ذی القرنین میں تھے۔ حضرت خضر علیہ السّلام سکندر کے ساتھ آب حیات پر

گئے اور وہ پانی پیا جس سے عمر طویل پائی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے حضرت خضر

علیہ السّلام سے ملاقات کی اور انکے ساتھ کچھ سفر اختیار کیا جس دوران یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ دنیا میں

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا علم وسیع نہ ہے اور وہ جتنا علم چاہے اپنے بندے کو بھی عطا کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ

کلیم اللہ علیہ السّلام کے زعم کہ ان کا علم زیادہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ علم کے حامل اپنے نیک بندے سے ملاقات کرائی جس کا تفصیلی ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے یہ سفر حضرت یوشع علیہ السّلام کے ہمراہ کیا تھا۔

18۔ حضرت یوشع علیہ السّلام: آپؑ کا ظہور 3869 ہبوط آدمؑ میں ہوا۔ آپؑ کی عمر 97 سال ہوئی۔ آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے تدبیر امور بنی اسرائیل کا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ آپؑ کا 1276 برس میں وصال ہوا۔

19۔ حضرت کالب علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام آل یہودا میں سے ہیں۔ حضرت یوشع علیہ السّلام کے بعد نبی مقرر ہوئے۔ قریہ جیرون کا علاقہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے آپؑ کے لئے مخصوص کیا تھا۔ وہیں آپ علیہ السّلام کا قیام رہا اور 130 سال کی عمر پائی۔ انکے بعد شانوس انکے پسر خلیفہ مقرر ہوئے۔ قریہ جیرون ہی میں 3922 ہبوط آدم علیہ السّلام میں آپؑ کی وفات ہوئی۔

20۔ حضرت جاد علیہ السّلام: آپؑ کا ظہور 4262 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ آپؑ پیغامبران بنی اسرائیل میں سے ہیں۔

21۔ حضرت شموئیل علیہ السّلام: آپؑ کی 4310 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ولادت ہوئی۔ آپ علیہ السّلام بنی سرائیل کے نبی تھے۔ 52 سال کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی۔ شاول اور داؤد علیہ السّلام کی لڑائی آپ علیہ السّلام کے زمانہ میں ہوئی۔ دین موسوی پر چلنے کی اپنی قوم کو تلقین کرتے تھے۔ آپ کا وصال بمقام مصفیا 4362 ہبوط آدمؑ میں ہوا۔ مقام سامہ آپؑ کا جائے مدفن بنا۔

22۔ ملک طالوت: آپ مشاہیر بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ حضرت شموئیلؑ سے جب بنی اسرائیل نے اپنا کوئی بادشاہ مقرر کئے جانے کی درخواست کی تو باری تعالیٰ نے حضرت شموئیلؑ کے پاس طالوت کو بھیج دیا جنہیں بنی اسرئیل کا بادشاہ مقرر کر دیا۔ چونکہ وہ بنی اسرئیل میں سے نہ تھے اسلئے انکی تقرری پر اعتراض کیا گیا کہ طالوت بادشاہ کیسے مقرر ہو سکتے ہیں کیونکہ ملوک آل یہودا سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ نیز طالوت چونکہ بنیامین کی نسل سے تھے اسلئے مستحق حکمرانی نہیں ہیں اور یہ کہ انکی مالی حالت

بھی ایسی نہیں کہ انکی اطاعت کی جائے۔ حضرت شموئیل نے بنی اسرئیل کو بہت سمجھایا کہ وہ طالوت کی
اطاعت قبول کرلیں کیونکہ وہ تن وتوش۔ قدوقامت اور علم وفضیلت کے حامل تھے بہت ردّ وکدّ کے بعد وہ
مطیع ہوئے۔ طالوت نے بادشاہ مقرر ہوتے ہی فلسطین پر حملہ کردیا۔ اس جنگ میں گو کہ بنی اسرائیل نے
تعاون نہ کیا لیکن حضرت داؤد علیہ السّلام کی اعانت ومدد سے اس موقع پر فتح نصیب ہوئی اور جالوت مارا
گیا۔ اس صلہ میں ملک طالوت نے حضرت داؤد علیہ السّلام سے اپنی بیٹی کی شادی کر
دی۔ تقریباً چالیس سال بنی اسرائیل پر حکمرانی کی۔ آخر میں حضرت داؤد علیہ السّلام کے غالب ہونے کا
جب طالوت کو اندیشہ ہوا تو انکے ستر آدمیوں کو قتل کردیا جسکے مکافات عمل میں طالوت اور اسکی اولاد اہل
فلسطین کے ہاتھوں قتل ہوئی۔ طالوت کے دو بیٹے ارمیا اور برخیا بعد وفات طالوت پیدا ہوئے جنکی
حضرت داؤد علیہ السّلام نے پرورش کی اور اپنا وزیر بنایا۔ ان دونوں فرزندان طالوت سے ایک ایک لڑکا
آصف اور افغنہ پیدا ہوئے جو حضرت سلیمان کے وزیر رہے۔ افغنہ چونکہ قوی ہیکل تھے اس واسطہ
حضرت سلیمان علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کے علاوہ جنّوں پر بھی حاکم مقرر کردیا حضرت سلیمان علیہ
اسلام کے بعد بنی اسرئیل میں پھر تفرقہ کی وجہ سے تباہی ہوئی۔ افغنہ کی اولاد میں کچھ لوگ مکہ مکرّمہ میں
سکونت پذیر ہوئے، اور دوسرا گروہ نواح ہندوستان میں گزرتا ہوا کسی محفوظ مسکن کی تلاش میں کوہ سلیمان
کے علاقہ افغانستان میں آباد ہوا انہی کی نسل سے قیس نامی مسلمان ہوکر افغانستان سے حجاز مقدّس
پہنچا اور حضور رسالتمآب ﷺ کی شفقت سے عبدالرشید نام سے موسوم ہوا۔ یہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے زیر
کمان لشکر مجاہدین میں شامل ہوا اور شجاعت بنی اسرائیل کے جوہر دکھائے۔ اکثر موقعوں پر قابل قدر
خدمات سرانجام دیں۔ اس اتباع کی وجہ سے افغنہ اپنے سلسلہ نسب کو عبدالرشید مذکور تک پہنچا کر فخر محسوس
کرتے جنکا نکاح حضرت خالد بن ولید کی دختر سے ہوا تھا۔ بہرنو ملک طالوت کا سلسلہ نسب اولاد بینامین
سے قائم ہے نا کہ آل یہودا سے اس طرح ملک طالوت کا تعلق اولاد یعقوب علیہ السّلام سے ہے جبکہ
افغاناں کا تعلق بنی اسرائیل سے ثابت ہے۔

23۔ حضرت داؤد علیہ السّلام: آپ یہودا ابن یعقوبؑ کی اولاد ہیں۔ 4333 ہبوط آدمؑ میں پیدا
ہوئے۔ مقام جبرون میں قیام رہا۔ 38 برس کی عمر میں بیت المقدس تشریف لے گئے اسکے علاوہ ملک

شام میں مقامات فلسطین، عمان، باب، حلب، نصیبین اور ملک ارمنی کے کچھ شہروں کو فتح کیا اور چالیس برس تک ان پر حکومت کی۔ 70 برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپؑ کا یہ معجزہ ہے کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اس لیے زرہ بکتر بنا لیتے تھے۔ حکیم لقمان آپؑ کے شاگرد تھے۔ آپؑ پر زبور کتاب الٰہی نازل ہوئی۔ آپؑ نہایت خوش الحان تھے۔ جب آپؑ زبور پڑھتے تو جن وانس اور جانور تمام سننے کیلئے جمع ہو جاتے۔ پانی بہنے سے رک جاتا اور ہوا چلنے کے بجائے رک جاتی۔ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن افطار کرتے تھے۔ اکثر رات کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی میں گزارتے آپؑ کی وفات 4363 ہبوط آدمؑ میں ہوئی۔ آپؑ کا شجرہ نسب برصفحہ 64 ملاحظہ ہو۔

24۔ حضرت لقمان علیہ السّلام: آپؑ حضرت ایوبؑ کی نسل سے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے آپ نے علم سیکھا۔ حضرت داؤد علیہ اسلام کی بعثت سے پہلے آپ فتویٰ دیا کرتے تھے اور بعض روایات کے مطابق آپؑ قوم میں عدل وانصاف کرنے کے لیے قاضی مقرر تھے لیکن جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ لقمان حکیم تھے نبی نہیں تھے۔ آپ نے 100 سال عمر پائی، آپ کا بعد وصال مرقد علاقہ مابین رَملہ وسوق علاقہ فلسطین بنا۔

25۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام: آپؑ داؤدؑ کے پسر تھے جو 4351 ہبوط آدمؑ میں پیدا ہوئے اور بارہ برس کی عمر میں اپنے والد کی وفات کے بعد بادشاہ بنے۔ آپؑ ایسے شہنشاہ ہو گزرے ہیں کہ دنیا میں اُن جیسا کوئی بادشاہ نہ ہوا۔ جن وانس اور طیور حتّٰی کہ ہوا وغیرہ ہر چیز پر انکی حکمرانی تھی۔ ایک ماہ کا سفر صبح اور ایک ماہ کا سفر شام کو طے کر لیتے۔ انکے بڑے بڑے کام سرانجام دینے کیلئے جنّوں کی کثیر تعداد مامور تھی۔ عہد حکومت کے چوتھے سال میں بیت المقدس کی عمارت تعمیر کروائی جسکی اسوقت 30 ہاتھ اونچائی 60 ہاتھ لمبائی اور بیس ہاتھ چوڑائی تھی۔ اسکے گرد دیوار پانچ سو ہاتھ لمبی بنوائی۔ سات برس اس میں قیام فرمایا۔ عہد حکومت کے پچیسویں سال میں یمن کی ملکہ بلقیس آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائی اپنا ملک حضرت سلیمانؑ کے سپرد کر دیا اور آپؑ سے نکاح کر لیا اس کے علاوہ دنیا بھر کے بادشاہ آپؑ

کے مطیع ہو گئے غرضیکہ کل دنیا پر آپؑ کی حکمرانی قائم ہوگئی۔ آپؑ نے 52 برس کی عمر میں وفات پائی۔
آپؑ کے بعد آپؑ کی اولاد کا اقتدار قائم رہا اور 261 برس تک پندرہ بادشاہوں نے حکمرانی کی۔ پھر آپؑ
کی اولادوں کے ہاتھوں ملک کا اقتدار نکل گیا۔ آپؑ کا شجرہ نسب بر صفحہ 64 ملاحظہ ہو۔

26۔ حضرت ناتان علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4388 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔
شریعت موسوی کے پابند تھے۔ آپ علیہ السّلام حضرت داؤد علیہ السّلام کے ہم عصر تھے۔

27۔ حضرت شمعیا علیہ السّلام: آپؑ کا ظہور رجعام بن سلیمان علیہ السّلام کے زمانہ میں
4442 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا، آپؑ آل یہودا سے ہیں۔

28۔ حضرت الیاس علیہ السّلام: آپؑ نے دراز عمر پائی، کئی عہد اور مختلف شہروں میں آپ کا قیام
ہوا۔ ابتداً آپؑ بادشاہ شہر بعلبک کی سلطنت میں مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے دور
کے بعد آپؑ نے عزلت اختیار کر لی اور ہمیشہ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ قریہ شومرون میں آپؑ کا
قیام رہتا تھا۔ کہ اسی اثناء میں احاب بادشاہ بنی اسرائیل نے حضرت الیاس علیہ السّلام کے معجزات کا اپنی
بیوی ایزابیل سے ذکر کیا۔ حضرت الیاس علیہ السّلام نے اس سے قبل چونکہ 450 جھوٹے مدعیانِ نبوت
کو قتل کرا دیا تھا۔ اس وجہ سے اس عورت کو آپ سے رنجش تھی۔ بادشاہ کے تذکرہ کرنے پر اس کی زوجہ کو
غصہ آیا اور اس نے حضرت الیاسؑ کو پیغام بھیجا کہ مذکورہ مقتولوں کی طرح تمکو بھی جلد قتل کر دیا جائے
گا۔ آپؑ اس عورت کے ناپاک عزائم سے بچنے کیلئے مقام سرج کوچ کر گئے تا کہ آلِ یہودا میں زندگی
گزاریں وسط راہ میں دامن کوہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور باری تعالیٰ کے حضور اپنی امان کی
دعا مانگی اس کے بعد آپ سو گئے۔ ملائکہ جب آ کر جگاتے تو پھر سو جاتے اس حالت میں حضرت الیاس
علیہ السّلام نے جمال وجلال الٰہی کا مشاہدہ کیا پھر حکم باری تعالیٰ کے مطابق دمشق پہنچے یہاں حضرت الیسع
علیہ السّلام آپؑ کے ساتھ ہو لیے اور مدت العمر خدمت کرتے رہے۔ آخری وقت قریب ہوا تو
دوران 4529 ہبوط آدم علیہ السّلام رود سے ناگاہ سوراران آتشیں ظاہر ہوئے اور ان میں سے ایک گھوڑا

مزّین نمودار ہوااس پر سوار ہونے کے لیے آپؑ نے رکاب میں قدم رکھا تو وہ آسمان کی جانب روانہ ہوا۔

اس طرح آپؑ خلق کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ حضرت خضر علیہ السّلام کی طرح آپؑ بھی زندہ ہیں۔

کتب معتبرہ کے مطابق حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ادریس علیہ السّلام آسمان میں اور حضرت خضر علیہ السّلام

اور حضرت الیاسؑ زمین میں بقید حیات ہیں۔

29۔ حضرت عوبدیاہو: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4507 ہبوط آدم علیہ السّلام ہوا۔

30۔ حضرت میخا علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4526 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ آپ علیہ السّلام میخا بن نملا ہیں۔

31۔ حضرت صفنینا علیہ السّلام: آپؑ کا ظہور 4527 ہبوط آدم علیہ السّلام ہوا۔ زمانۂ سلطنت یہوشافاظ بادشاہ بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے۔

32۔ حضرت الیسع علیہ السّلام: آپؑ کا ظہور حضرت الیاس علیہ السّلام کے بعد 4529 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ اور زمانہ سلطنت یواش یا یہواش 4585 ہبوط آدمؑ میں وصال ہو گیا تھا۔

33۔ حضرت زکریا علیہ السّلام (اوّل): آپؑ حضرت زکریا بن یحییٰؑ کے علاوہ ہمنام دوسرے نبی گزرے ہیں۔ آپؑ کا ظہور 4556 ہبوط میں ہوا۔ آل یہود کفر والحاد میں مبتلا ہو چکی تھی اور اتباع شرع موسوی کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ باری تعالیٰ نے انکی ہدایت کے لیے حضرت زکریاؑ کو اس وقت مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے اپنی قوم کو تبلیغ کی مگر اس نے کان نہ دھرے۔ بادشاہ یواش کے حکم سے آپؑ کو سنگسار کر دیا گیا اور آپؑ کے بھائیوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے عذاب الٰہی ان پر نازل ہوا اور بادشاہ یواش کو خود اس کی فوج نے ہلاک کر ڈالا۔

34۔ حضرت اَرموس یا عاموص علیہ السّلام: آپؑ کا ظہور 4585 یا 4614 ہبوط آدم علیہ السّلام ہوا۔ بنی اسرائیل میں اپنے بھائی امعیا کے زمانہ میں بادشاہ ہوئے۔

35۔ حضرت یوشع علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4615 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا

تھا۔ آپؑ بھی انبیا بنی اسرائیل سے ہیں۔ بنی اسرائیل کی لا تعداد اولاد تھی۔ حضرت یوشع علیہ السّلام انکو وعظ و نصیحت کرتے رہتے اور آئیندہ کے عذاب سے ڈراتے۔ آپ علیہ السّلام نے چار سلاطین بنی اسرائیل یعنی عوزیا۔ یواقیم۔ احاز اور حزقیا کا زمانہ دیکھا۔

36۔ حضرت یشعیا علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام حضرت اموص علیہ السّلام کے صاحبزادے ہیں 4698 ہبوط آدم علیہ السّلام میں آپؑ کا ظہور ہوا اور بادشاہ بنی اسرائیل حزقیا کے زمانہ میں آپؑ کی دعاء برکت سے قوم کو امن نصیب ہوا اور دشمنوں سے نجات ملی۔

37۔ حضرت یوئیل علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4727 ہبوط آدم علیہ السّلام ہوا۔

38۔ حضرت حبقوق علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4732 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ حضرت الیاس علیہ السّلام نے آپ کو بغل میں لیکر دعا کی تھی جس پر وہ دوبارہ زندہ ہوئے شریعیت موسوی پر دعوتِ تبلیغ کرتے تھے۔

39۔ حضرت اُوریا علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4816 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ پہلے بیت المقدّس میں سکونت رکھی۔ بعد میں قریہ یعاریم منتقل ہو گئے۔ حضرت ارمیاء علیہ السّلام مواعظ و نصائح کی تبلیغ کرتے تھے۔ یہی انکی شہادت کا باعث بنا۔ آپ علیہ السّلام اس وقت کے بادشاہ کی جانب سے ہلاک کردئے جانے کے خوف سے ارض مقدّس سے مصر چلے گئے۔ یہویاقیم فرمانروا نے وہاں آپ علیہ السّلام کو گرفتار کروا کر شہید کر دیا۔

40۔ حضرت دانیال علیہ السّلام: آپؑ کا 4817 ہبوط آدمؑ میں ظہور ہوا۔ آپؑ انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں۔ آپ علیہ السّلام کے والد کا نام یوحنا بن یوشا ہے۔ یوشا کے تین پسران تھے اوّل یوحاز جس نے اوّل یہودا پر حکمرانی کی۔ دوئم یہویاقیم جو آخری سلطان یہودا ہے۔ تیسرے یوحنا ولد حضرت دانیال علیہ السّلام جو یہودا بن یعقوب علیہ السّلام کی اولاد میں سے ہے۔ آپ علیہ السّلام نے بھی رسول مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت دی تھی۔

41۔ حضرت آرمیا علیہ السّلام (پسر بنیامین بن یعقوب کی اولاد 4819 ہبوط آدمؑ ظہور ہوا)۔

42۔ حضرت یونس علیہ السّلام: حضرت یونس علیہ السّلام کا ظہور 4819 ہبوط آدمؑ میں ہوا۔ حضرت یونس علیہ السّلام بھی حضرت عیسیٰؑ حضرت مریم کی طرح اپنی والدہ متّیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ انکے علاوہ اور کوئی نبی اپنی ماں کی جانب سے منسوب نہیں۔ اہل نینوٰی جب بت پرستی میں مبتلا ہو گئے تو باری تعالیٰ نے انکی طرف آپؑ کو معبوث کیا۔ حضرت یونس علیہ السّلام 33 سالوں تک اس قوم کو راہ ہدایت کی تبلیغ کرتے رہے مگر سوائے دو آدمیوں کے کوئی ایمان نہ لایا تو اہلِ نینوٰی کے حق میں بددعا دی اور عذاب کی وعید سنائی۔ حضرت یونسؑ کو بحکم الٰہی بہت بڑی مچھلی نے نگل لیا اور آپ تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہے جس سے رہائی کے بعد دوبارہ قوم میں واپس آئے اور تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رکھا۔

43۔ حضرت باروخ علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام حضرت نریا بن ماسواو کے صاحبزادے ہیں۔ آپؑ کا ظہور 4822 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ حضرت ارمیا علیہ السّلام کی خدمت میں رہتے تھے اور ساریا علیہ السّلام آپ علیہ السّلام کے بھائی ہیں۔

44۔ حضرت نریا علیہ السّلام: دور یہویاقیم میں 4823 ہبوط آدم علیہ السّلام میں آپؑ کا ظہور ہوا۔ شریعت موسوی پر عمل کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے کوشاں رہے لیکن کسی نے بات نہ مانی۔

45۔ حضرت ساریا علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4825 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ آپؑ ہمیشہ بیت المقدّس میں مقیم رہے اور عبادت الٰہی میں اپنا وقت صرف فرماتے۔ بخت نصر نے جب بیت المقدّس پر چڑھائی کی اور غلبہ حاصل کر لیا تو اس کے سپہ سالار نے حضرت ساریا اور حضرت صفنینا علیہ السّلام کر گرفتار کر لیا اور بخت نصر کے پاس لے گیا وہاں آپ علیہ السّلام کو شہید کر دیا گیا۔

46۔ حضرت ذوالکفل: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4830 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ آپ کا نام یحزقئیل بھی ہے امن العجوز بھی آپؑ کو اس مناسبت سے کہتے ہیں کہ آپ علیہ السّلام اپنے والد کی کبرسنی

میں پیدا ہوئے تھے۔ بخت نصر بادشاہ جس وقت بیت القدس کو فتح کرنے کے بعد بنی اسرائیل کو قیدی بنا کر لے گیا تو ان میں آپ علیہ السّلام بھی شامل تھے۔ آل یہود نے آپؑ کی خدمت میں گریہ وزاری کی اور کہا کہ فرمایئے کتنے عرصہ اس مصیبت اور ذلت وخواری میں گرفتار رہیں گے۔ حضرت ذوالکفل علیہ السّلام نے انکی تسلی کرتے ہوئے فرمایا کہ بنی اسرائیل پر 70 سالوں سے زیادہ یہ مصیبت نہیں رہے گی کہ اسکا میں ضامن ہوں۔ اس وجہ سے آپؑ کو ذوالکفل کہنے لگے جس کے معنیٰ ہیں ضامن کے چنانچہ ایسا ہی ہوا جسکی تفصیل کتب تاریخ میں درج ہے۔ آپ شریعیت موسوی پر بنی اسرائیل کو ہدایت کرتے تھے اور انہی میں تمام زندگی بسر کی۔

47۔ حضرت مُردَخائی علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4894 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ آپ علیہ السّلام پیغمبران بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ آپ 80 زبانیں جانتے تھے۔

48۔ حضرت حکی حجائی علیہ السّلام: آپ کا ظہور 4906ھ ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ آپؑ بھی انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپ علیہ السّلام کی ہدایت پر بیت المقدس کی منہدم عمارت کی تعمیر مسجد کا آغاز دور سلطنت داریوش ہوا۔

49۔ حضرت عزیر علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4912 ہبوط آدمؑ میں ہوا۔ توراۃ میں آپ علیہ السّلام کا نام تحمینیا ہے۔ زمانہ بخت نصر میں توراۃ کو نذر آتش کر دیا گیا تو ماسوائے آپ کے کسی کو مذکورہ الہامی کتاب حفظ یاد نہیں تھی چنانچہ آپ علیہ السّلام سے جب آل یہود اور بنی لادا نے اصرار کیا تو آپؑ نے منبر پر بیٹھ کر تمام توراۃ سنادی۔ اس وقت توراۃ کو از سر نو قلمبند کیا گیا۔ اس لیے آپ کا لقب سوفر پڑا جسکا مطلب ہے کاتب۔ حضرت عزیرؑ بتیسویں سال دور حکومت داریوش بادشاہ میں شوشتر کا ارادہ کیا۔ ایک ویرانہ میں آپ علیہ السّلام کا گزر ہوا جہاں مردوں کے ڈھانچہ اور بکھری ہڈیوں پر نظر پڑی تو خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان گلی ہوئی ہڈیوں سے کیسے مُردہ کو زندہ کرے گا۔ اسی خیال میں آپؑ سو گئے۔ باری تعالیٰ نے اسی خوابی کے عالم میں آپؑ کی روح قبض کرلی اور انکی سواری بھی ہلاک ہوگئی۔ سو برس کے بعد

آپ علیہ السّلام زندہ کئے گئے۔ فرشتہ نے حاضر ہو کر سوال کیا کہ آپؑ نے یہاں کتنے عرصہ قیام کیا تو جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم۔ قدرت الٰہی سے آپؑ کا جانور جو گل سڑ کر خاک ہو گیا تھا وہ بھی زندہ ہو گیا اور آپؑ اس پر سوار ہو کر شوشتر سے اپنے وطن واپس تشریف لائے۔ چونکہ سو برس کا عرصہ گزر چکا تھا۔ آپ علیہ السّلام کو کسی نے نہ پہچانا۔ البتّہ آپ علیہ السّلام کے معجزات کا مشاہدہ کر کے آپؑ پر یقین کر لیا۔ اس کے بعد پچاس سال آپؑ مزید زندہ رہ کر وصال فرما گئے۔

50۔ حضرت ملاخی علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام کا ظہور 4915 ہبوط آدم علیہ السّلام میں ہوا۔ عبرانی زبان میں ملاخی کا معنیٰ رسول کے ہیں۔ حضرت دانیال علیہ السّلام کے ہم عصر اور موسوی شریعت کے پابند تھے۔ بنی اسرائیل انکو آخری پیغمبر مانتے ہیں۔

51۔ حضرت زکریا علیہ السّلام (ثانی): آپ علیہ السّلام یوحنا بھی موسوم ہوئے۔ آپ علیہ السّلام کا ظہور 5577 ہبوط آدمؑ میں ہوا۔ آپؑ نبیِ وقت اور رئیس خدّام بیت المقدّس تھے۔ حضرت مریم کی بہن یا پھوپھی ایشاع سے آپؑ کا عقد ہوا تھا۔ 75 سال کی عمر تک آپؑ کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ حضرت مریمؑ چونکہ زیر کفالت حضرت زکریاؑ تھیں۔ انکے حجرہ میں عطائے غیبی دیکھ کر اپنے لیے اولاد کی دعا کی جو شرفِ قبولیت پائی۔ آپؑ کے پسر حضرت یحییٰؑ کی ولادت کی بشارت ملی نیز جو حکم الٰہی کے مطابق حضرت عیسیٰؑ بن مریم کی تصدیق کرنے والے ہونگے۔ پانچ سال چھ ماہ بعد حضرت یحییٰؑ پیدا ہوئے اسی زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی۔ بنی اسرائیل کے شر کے خوف سے ایک سو برس کی عمر میں ایک بڑے درخت کے تنے میں پوشیدہ ہو گئے جسکو بنی اسرائیل نے چیر ڈالا اور اس ظلم و بربریّت سے شہید ہو گئے۔ آپ علیہ السّلام کے پسر حضرت یحییٰؑ بہت برگزیدہ عابد و زاہد تھے جو تخلیہ میں روتے رہتے۔ ساری عمر شادی نہیں کی۔ بادشاہ ہر دوس نے اپنی بھتیجی سے آپ علیہ السّلام کا نکاح کرنا چاہا تو حضرت یحییٰؑ نے انکار کر دیا جس پر انہیں بھی قتل کرا دیا گیا۔

52۔ حضرت حزقیل علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام کا ظہور 6506 ہبوط آدم علیہ السّلام ہوا۔

53۔ حضرت یحیٰؑ علیہ السّلام: آپ علیہ السّلام حضرت ذکریاؑ کے فرزند تھے جو حضرت داؤد علیہ السّلام کی نسل سے تھے جو حضرت مریم علیہ السّلام کے والدین کی مَنّت کی بنا پر حضرت ذکریا علیہ السّلام کی تحویل میں دے دی گئیں جن پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے خصوصی عنایات کی بنا حضرت ذکریا علیہ السّلام نے اپنے لیے فرزند کی دعا کی جو شرف قبولیّت پائی۔ حضرت مریم علیہ السّلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی معجزانہ ولادت ہوئی جو حضرت ذکریا علیہ السّلام کے بھانجے تھے۔

54۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام و حضرت مریمؑ: باری تعالیٰ نے عورتوں میں حضرت مریم کو بڑا رتبہ عطا فرمایا تھا۔ سب سے بڑی بزرگی تو یہ کہ آپؑ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی والدہ ہیں جنکو بلا کسی بشر کے چھوئے جنم دیا۔ ولادت بمقام بیت اللحم نزد بیت المقدس ہوئی۔ بنی اسرائیل نے حضرت مریم پر تہمت لگائی تو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے شیر خوار ہونے کے باوجود آغوش مادر میں اپنی والدہ کی حرمت کی شہادت دی جب فرمایا

"میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب دی اور نبی بنایا"

مگر انکی قوم اس عظیم معجزہ کے باوجود ناشائستہ الفاظ کہنے سے باز نہ آئی۔ تو حضرت مریم، یوسف بن نجار کو ہمراہ لے کر مصر تشریف لے گئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جب 12 برس کے ہوئے تو معہ اپنی والدہ شام کے قریہ ناصرہ میں مقیم ہوئے۔ تیس برس کی عمر میں باقاعدہ نبوت پر سرفرازی پائی اور آپؑ پر انجیل نازل ہوئی۔ آپؑ کمال درجہ کے زہد و تقویٰ کے حامل تھے اور تارک الدّنیا تھے۔ یہود آپؑ سے عداوت دیرینہ رکھتے تھے۔ بادشاہ فیلاس آپؑ کے قتل پر آمادہ ہو گیا اور آپؑ کو صلیب پر چڑھانے کا حکم دے دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو مصلوب ہونے سے بچالیا اور کوئی دیگر ہمشکل شبہ میں مصلوب ہوا جبکہ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔ 5617 ہبوط آدمؑ میں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے 570 برس پہلے یہ واقعہ ہوا۔ 33 برس آپؑ دنیا میں رہے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت مریم مزید چھ سال زندہ رہیں۔

55۔ حضرت یونس علیہ السّلام: حضرت یونس علیہ السّلام کا ظہور 4819 ہبوط آدمؑ میں ہوا جن کی ولادت حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے 815 سال بعد ہوئی۔

سلسلۂ نسب آزر یا تارخ بن ناحور اولادِ آدم علیہ السلام

ھاران
حضرت لوط علیہ السّلام (پیغمبر)
مُوآبیؔ
مَارِط
عَمُون
اُیدُ
عَرُبا
یاعُورا
بلعام

ناحُور
تبریل
لَبَانؔ
رَفُقاء
لیّا
راحیل
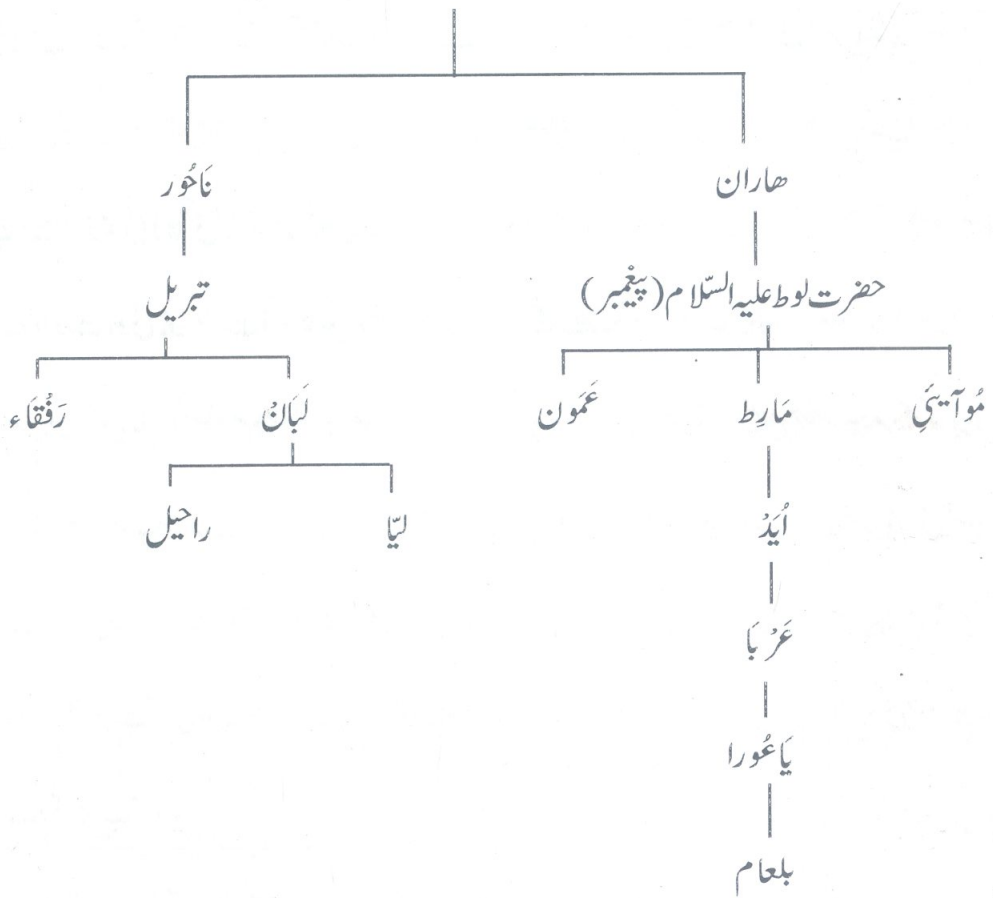
شجرہ نسب ناحور بن شاروخ (یا ساروغ) اولاد آدم علیہ السلام
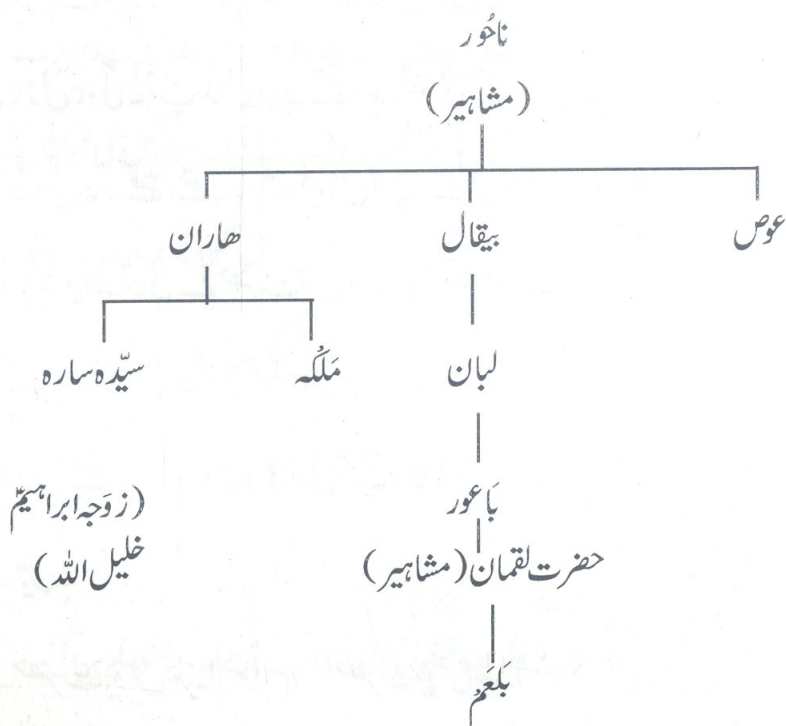
سلسلہ نسب ارغو اولاد حضرت آدم علیہ السلام
ارغو
بہرام
یعمان
طولان
طاشم
اسرع
سلسلہ نسب فالغ اولاد حضرت آدم علیہ اسلام
فالغ
شیری
ملکان
عینان
مدبر
حضرت خضر علیہ السلام
سلسلہ نسب عابر اولاد حضرت آدم علیہ السلام
عابر
قحطان
یعرب (1☆)
یشجب
سباء (اکبر) (2☆)
حمیر
ھمسع
ایمن
زھیر
عریب
قطن
غوث
وائل
جشم
معاویہ
قیس
عمرو
سھل
الجھور زید
گھف الظلم
سباء (اصغر)
صیفی
قیس
حارث
ایلی شرح
ذی جدل
ذی شرح
ملکہ بلقیس
(ملک یمن کی حکمران
دور حضرت سلیمانؑ)
(1☆) (2☆)
(نوٹ) یعرب اور
سباء اکبر سے سلسلہ
اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو
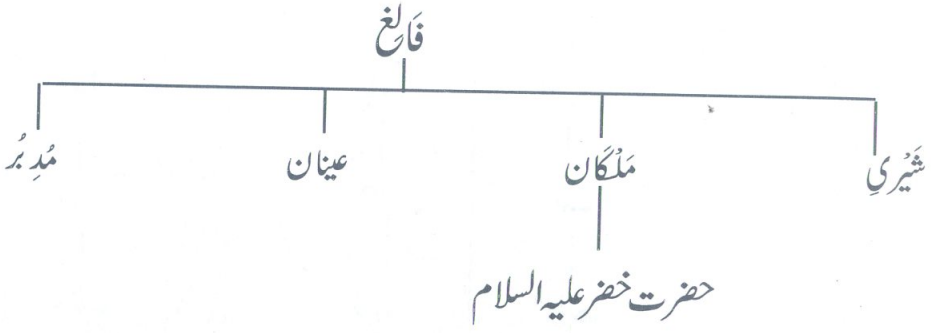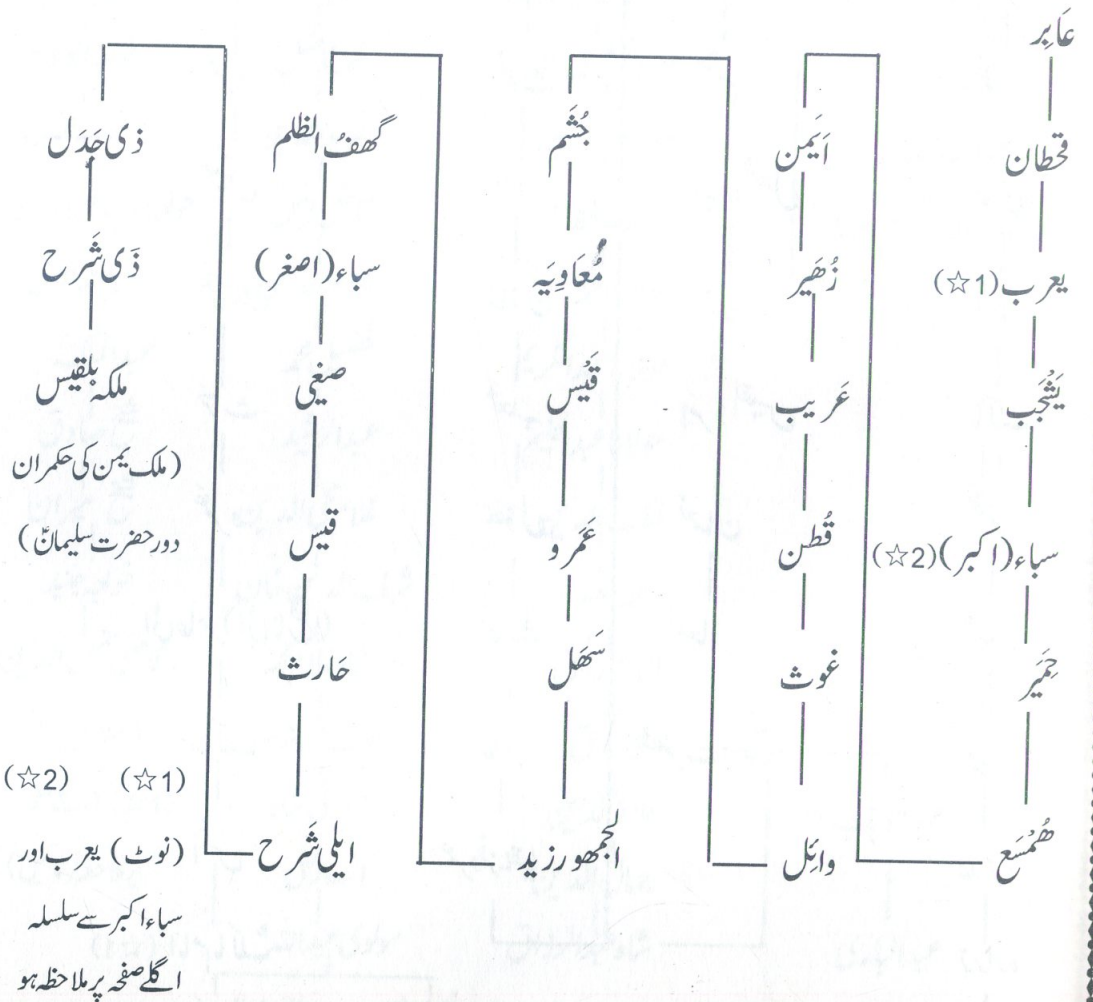
گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ نسب سباء اکبر اولاد عابر (اولاد آدم علیہ السلام)

عابر
|
قحطان
|
یعرب

یعرب ← زرعہ:

زرعہ | شداد | زید | مالک | عوف | مرثد | عمرو | جیشل | غیمان | حرث | عمرو | ابی عامر (ابی نافع) | مالک | انس | امام مالکؓ (☆1)

یعرب ← یشجب:

یشجب | سباء اکبر | کہلان | زید | مالک | نبت | غوث | اُزد | مازن | ثعلبہ | بھوُل | حارثہ | عامر | عمرو فزیقیا

عمرو فزیقیا ← ثعلبہ:

ثعلبہ | حارثہ

حارثہ ← اوس:

اوس | مالک | النبیت | خزرج | حارث | جشم | عبدالاشہل | زید | اِمرؤالقیس | نعمان | معاذ | حضرت سعدؓ

حارثہ ← خزرج:

خزرج | عمرو | ثعلبہ | تیم اللہ | مالک | عُمر | عدی | النجّار | مالک | غنم | ثعلبہ | عبید | عدس | زرادہ | حضرت اسعدؓ

(نوٹ: سلسلہ نسب غنم ابن مالک اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

گزشتہ سے پیوستہ غنم اولاد عابر اولاد آدم علیہ السلام
(☆1) امام مالک
غَنَم
عَبدِ عوف
ثعلبہ
کُلَیبُ
زید
حضرت خالد ابوایوبؓ
منصور مت
جعفر
علی
احمد
محمّد
ابی معاذ
ابوالمنصور
خواجہ عبداللہ انصاری
شیخ الاسلام (مشاہیر)
خواجہ اسمٰعیل
خواجہ سلیم
خواجہ جلال الدین
خواجہ حامد
خواجہ داؤد
خواجہ کلان
خواجہ فُضَیل
مخدوم شرف الدین
مخدوم بدر الدین
مخدوم نصیر الدین
مولانا علاؤالدین
مولانا نظام الدین
مولانا شرف الدین
مولانا فضل اللہ
محمد حافظ
مولانا احمد
مولانا عبدالکریم
مولانا عبدالحلیم
قطب الدین
محمد سعید
احمد عبدالحق
انوار الحق
علاؤالدین
جمال الدین
شاہ عبدالرزاق
عبدالوہاب
عبدالباری
خواجہ ہاشم بَرزَنُ
خواجہ منہاج الدین
خواجہ تاج الدین
خواجہ شرف الدین
خواجہ رکن الدین
خواجہ کبیر
خواجہ عبدالحمید
خواجہ شرف الدین
خواجہ نجم الدین
خواجہ رکن الدین
خواجہ علاؤالدین
خواجہ ہاشم
محمد فاضل
فرید الدین
قاضی امّن
نظام الدین
فُضَیل محمد
عبدالرشید
غلام محی الدین
شرف الدین خان
شاہ غلام محمد
قطب علی شاہ
احمد علی شاہ
انصار علی
مولوی عبداللہ
محمد میاں
احمد میاں
شیخ محمد ثانی
شیخ نصیر
شیخ محمد
شیخ اسعد
شیخ عبداللہ
شیخ فضل اللہ
شیخ محمد
ابواسحاق
ملک شرف الدین
شیخ نافع
شیخ رافع
شیخ علقہ
خواجہ ابوطاہر
خواجہ عثمان
خواجہ امام ناصر الدین
(جالندھری)
عبدالملک
شیخ صادق
شیخ میران
خواجہ جنید
قاضی شمس الدین
(مشاہیر)
(☆1) (اگلے صفحہ
پر ملاحظہ فرمائیں)

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ نسب غنم بن عابر اولاد حضرت آدم علیہ السلام
قاضی شمس الدین (☆1)
(اولاد امام ناصر الدین جالندھری)
قاضی محمد عادل
خواجہ عبدالملک
قاضی عثمان
شیخ سعد اللہ
قاضی میران
مولانا نور الدین
قاضی عبداللہ
مولانا وجیہہ الدین
قاضی عبداللطیف
قاضی محمد عارف
خواجہ صالح
قاضی محمد زاہد
محمد فُضَیل
محمد وارث
ابو محمد
ولی محمد
عبدالواحد
ابوالفضل
معین الدین
احسن اللہ
خیر الدین
حسین اللہ
وجیہہ الدین
نوازش علی
رَحَم علی
مخدوم بخش
شیر علی
منصب علی
شیخ صادق علی
محبوب علی
مولوی مشتاق احمد
شیر علی
مظہر علی
محمد علی
احمد علی
نُعمان

منجملہ اولاد حضرت ابراہیم علیہ السّلام
حضرت ابراہیم علیہ السّلام (پیغمبر)
یشوخ
کیسان
فروخ
اھیم
لوطان
نافس
سیق
یشفان
مدان
بسر
مدین
زمران
مداین
حیاق
اسمٰعیل
اسحٰق
ارمیم
سبا
ذان
طوسم
شور
لطوسیع
عصر
الزاعا
خنوخ
افیداع
عنقان
عتیق
حلجب
نو
نویب
اللھم
زغر
شعیب (پیغمبر)
مھدد
(امّ معد بن عدنان)
الو دلامہ مالک
نوٹ: (یہ وہی شخصیت ہیں جنکے قافلہ نے چاہِ کنعان سے حضرت یوسف علیہ السّلام کو بچپن میں نکالا تھا اور انہیں مصر لیجایا گیا، جہاں وہ عزیز مصر کے سپرد ہوئے)۔
شجرہ نسب منجملہ دیگر اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام جو دیگر ازواج کے بطن سے تولد ہوئیں
حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام (پیغمبر)
ذوما
ادد
وطور
نافس
مسمع
میثاء
بسمہ
ماش
قیدمان
بسام
نابت
(متولی بیت اللہ)
ادبیل
طما
(نوٹ)
ابن خلدون میں ان کا نام بسمت تحریر ہے آپ حضرت اسحاقؑ کے فرزند عیصو کی زوجہ تحریر ہیں۔

سلسلہ نسب مَعد اولاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام
مَعد
جُنید
قحم
عبدالرماح
حِیدان
ملک
قنص
جیادہ
فیض
قناصہ
ضحاک
فیض
قُضاعہ
ایار
سنام
عوف
عرف
شکّ
جنادہ
الحاف
عمران
حلوان
سَلیح
تغلب
وَبُرہ
کلب
اَسد
تیم اللہ
(جد بنی اسد)
تسیع اللہ
جسر
قین
کعب
مالک
فارج
عقیل
فَہم
عمرو
زُہیر
مالک
ثور
رفیدہ
زید الّات
عدی
عوف
عامر
عوف
کعب
عوف
بکر
عوف
کلب (جد بنی کلب)
عوف
عامر (اکبر)
بکر
عامر
خزرج
امرؤالقیس
زید
فُضالہ
فروہ
خلیفہ
دحیہ کلبیؓ
سیدہ شرافؓ
(نہایت حسین وجمیل خاتون جبرئیل امین اکثر اُن کی شکل میں وحی لیکر آئے)
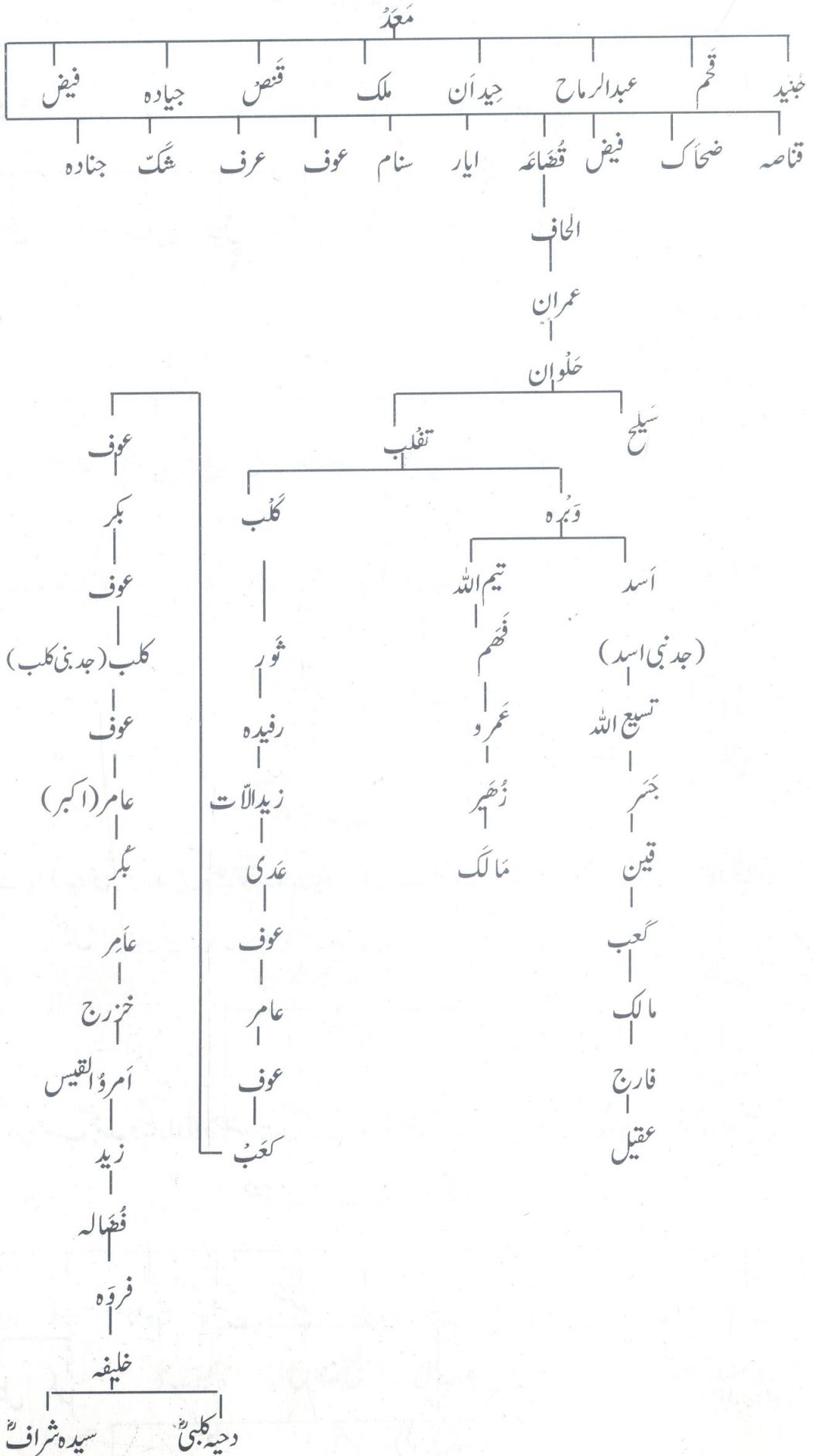
شجرہ نسب حضرت اسحاق علیہ السّلام
حضرت اسحاق علیہ السّلام (پیغمبر)
حضرت یعقوب علیہ السّلام (پیغمبر)
عِیصو (مشاہیر)
رَعُویل
یَعُوش
یعلدم
الیفار
روم
قُورَح
ناحسہ
زِیدم
مُرا
شَمّا
عمالق
قتال
کعتام
صفو
اوُمارُ
یتمال
عوص
رازِح
حضرت ایوب علیہ السّلام
(پیغمبر)
ذُوالکفل علیہ السّلام
(پیغمبر)
حضرت اسمٰعیل ثانی
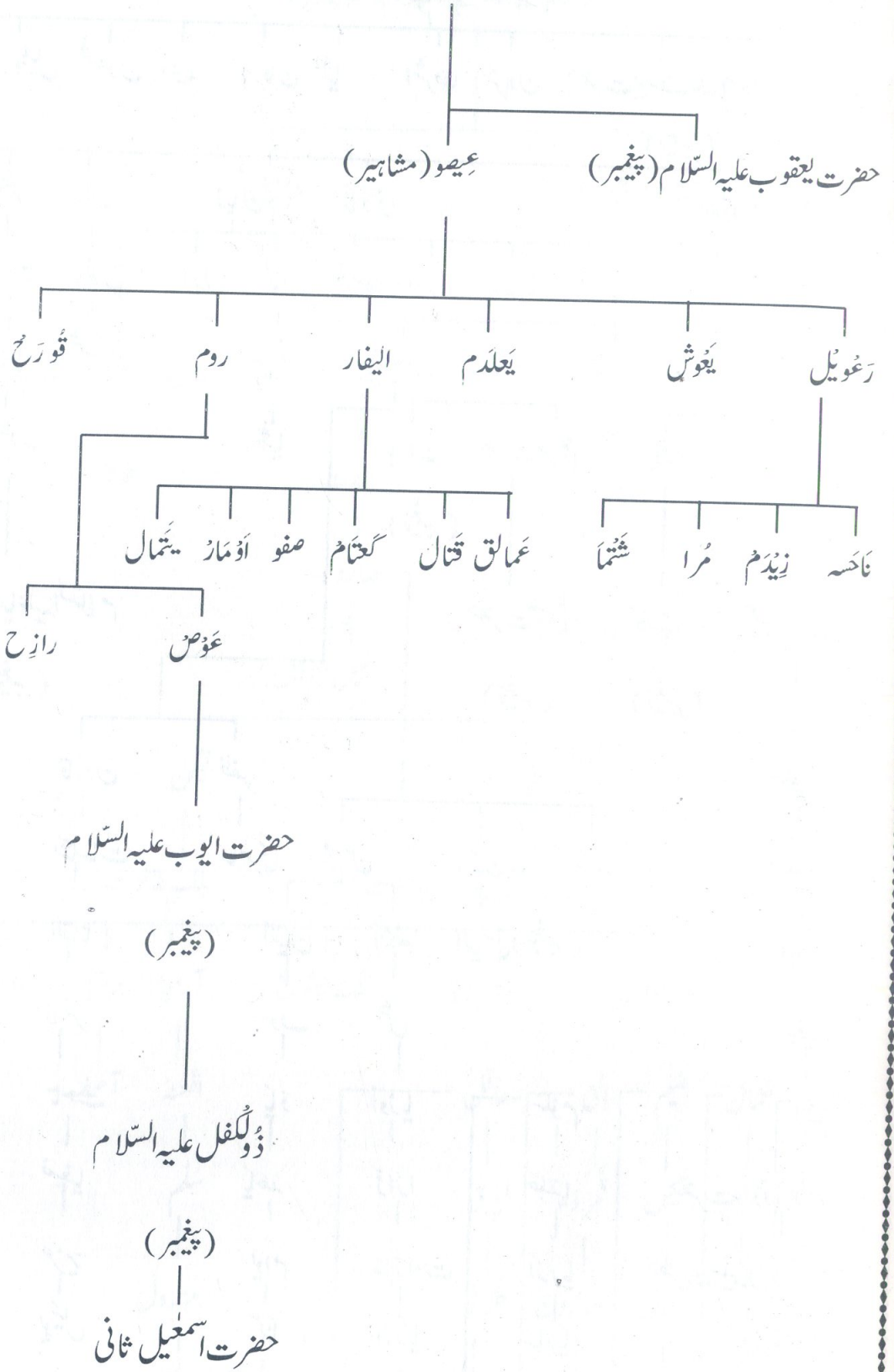
شجرہ نسب حضرت یعقوب علیہ السّلام پسر حضرت اسحاق علیہ السّلام
حضرت یعقوب علیہ السّلام (پیغمبر)
رُوبیل
شمعون
دِنیّہ
حرفان
لیّا
اَشرفقا
مخرون
حضرت یوسف علیہ السّلام (پیغمبر)
بنیامین
یسّجر
دان
زیان لو
لاوی
یہودا
متّیٰ
اصوتا
مانوح
ایون
گادٗ
غرشون
مزری
یوخائذ
قاہت
بارض
یونسؑ (پیغمبر)
اَجیا
شمسون
میاخم
یصعر
عمران
حصرون
یعشون
یحیا
ہارونؑ (پیغمبر)
حضرت مریمؑ
یوقنا
ارم
ایلیا علیہ السّلام (پیغمبر)
حضرت عیسیٰؑ (پیغمبر)
کالبؑ (پیغمبر)
عمینوذاب
قارون
ظفر
یخشون
نشاسات
سامری
فخاص
یاسین
حیزار
سلمون
القانا
اَلیان
اَبیہو
الیاسؑ (پیغمبر)
البصان
لاسر
سوف
بشی
عوفید
تاحت
یادَ
اُوزیا
سلوم
ایشا
ضیغیا
یاہد
زارا
حلقیا
حضرت داؤدؑ (پیغمبر)
عزیز
یوام
ماراوت
ازریا
حضرت سلیمانؑ (پیغمبر)
یوئیل
گنا
ازریا
ساریا
رجعام
حضرت شموئیلؑ (پیغمبر)
سامریا
عزیر علیہ السّلام (پیغمبر)
ابیا
اَبیا
اشیطوب
برخیا
آصف
صاروف

جاری سلسلہِ نسب حضرت یعقوب علیہ السّلام
حضرت یعقوب علیہ السّلام (پیغمبر)
حضرت یوسف علیہ السلام (پیغمبر)
بنیامین
(1☆) (شجرہ نسب اگلے صفحات پر ملاحظہ ہو)
انیس
متّی
ارِفیح
حضرت یونس علیہ السّلام
پیغمبر
نجورت
صَارو
اَفیل (ابیل)
نیَّر
قیس
اُفنین (وزیر طالوت)
ملک طالوت
اَبینا داف
یہونا تان
ملک یشوع
آرمیا
برخیا
تشبُھات
قاردد
عمّال
علیم
اِلیٰ
عاقل
افغنہَ
آصف
صلاح
کرمُ
قیس
قمرُود
لیوی
سَلم
سَلم
فیلول
فھّال
ھارُون
طَلال
مندول
بہلول
عتَم
حدیقہ
شموئیل
صَلیب
ارزند
تارُخ
(1☆) (اگلے صفحہ پر سلسلہ نسب حضرت یعقوب علیہ السّلام جاری ہے)

سلسلہ نسب جاری حضرت یعقوب علیہ السّلام

(گزشتہ سے پیوستہ)
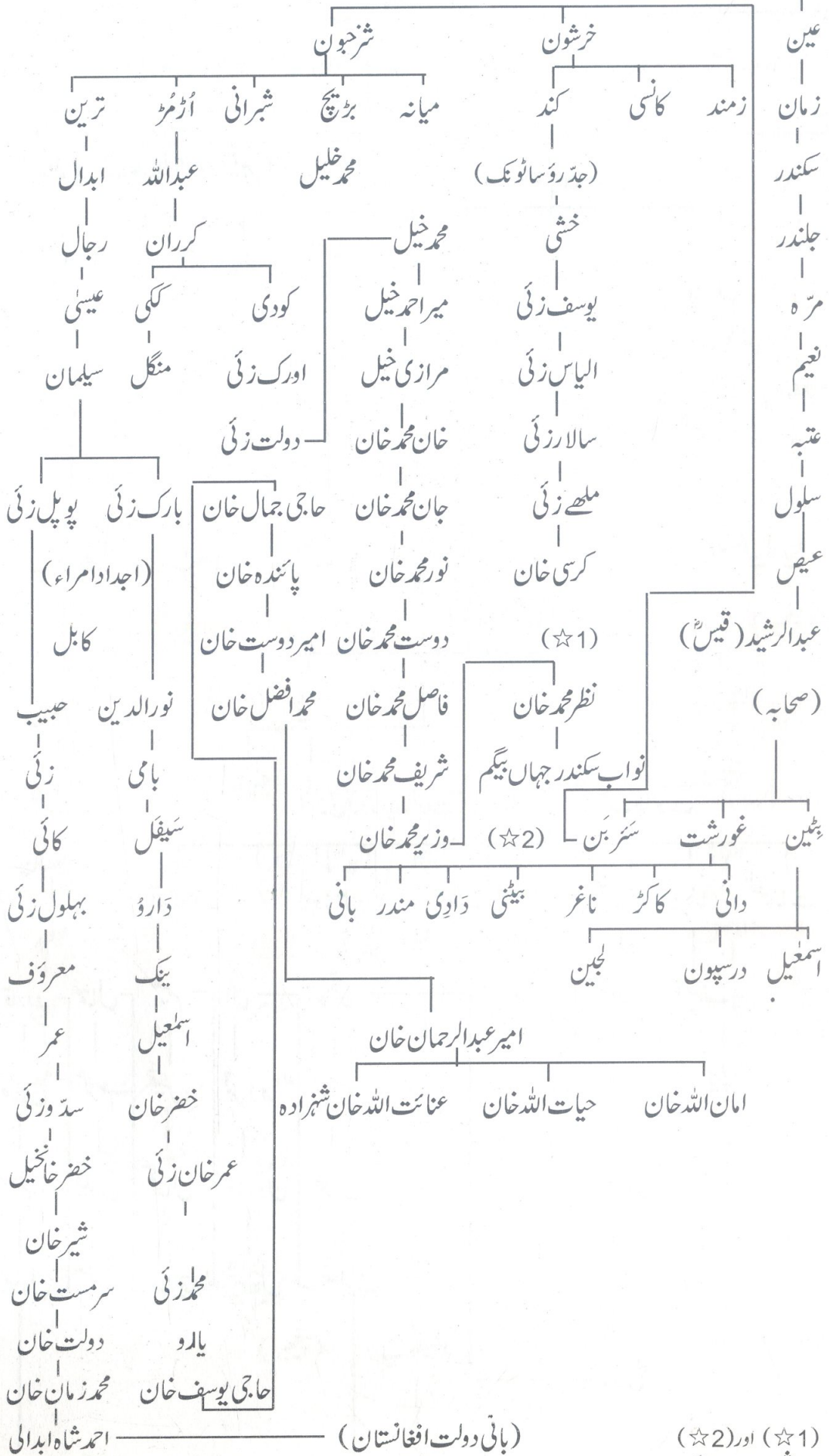
(1☆) اور (2☆)
بقایا شجرہ نسب اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ نسب حضرت یعقوب علیہ السّلام
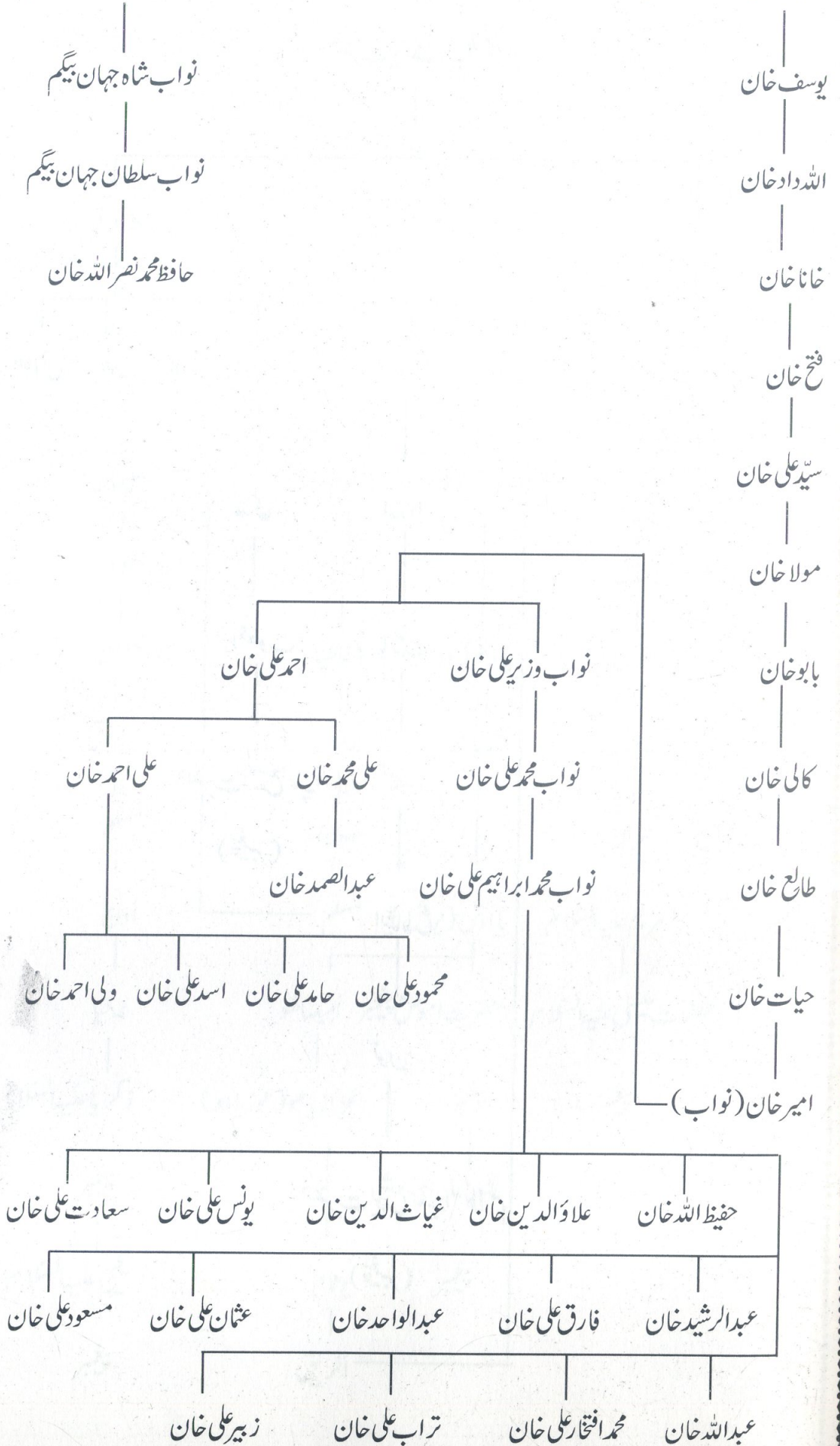
منجملہ دیگر اولاد حضرت یوسف علیہ السّلام
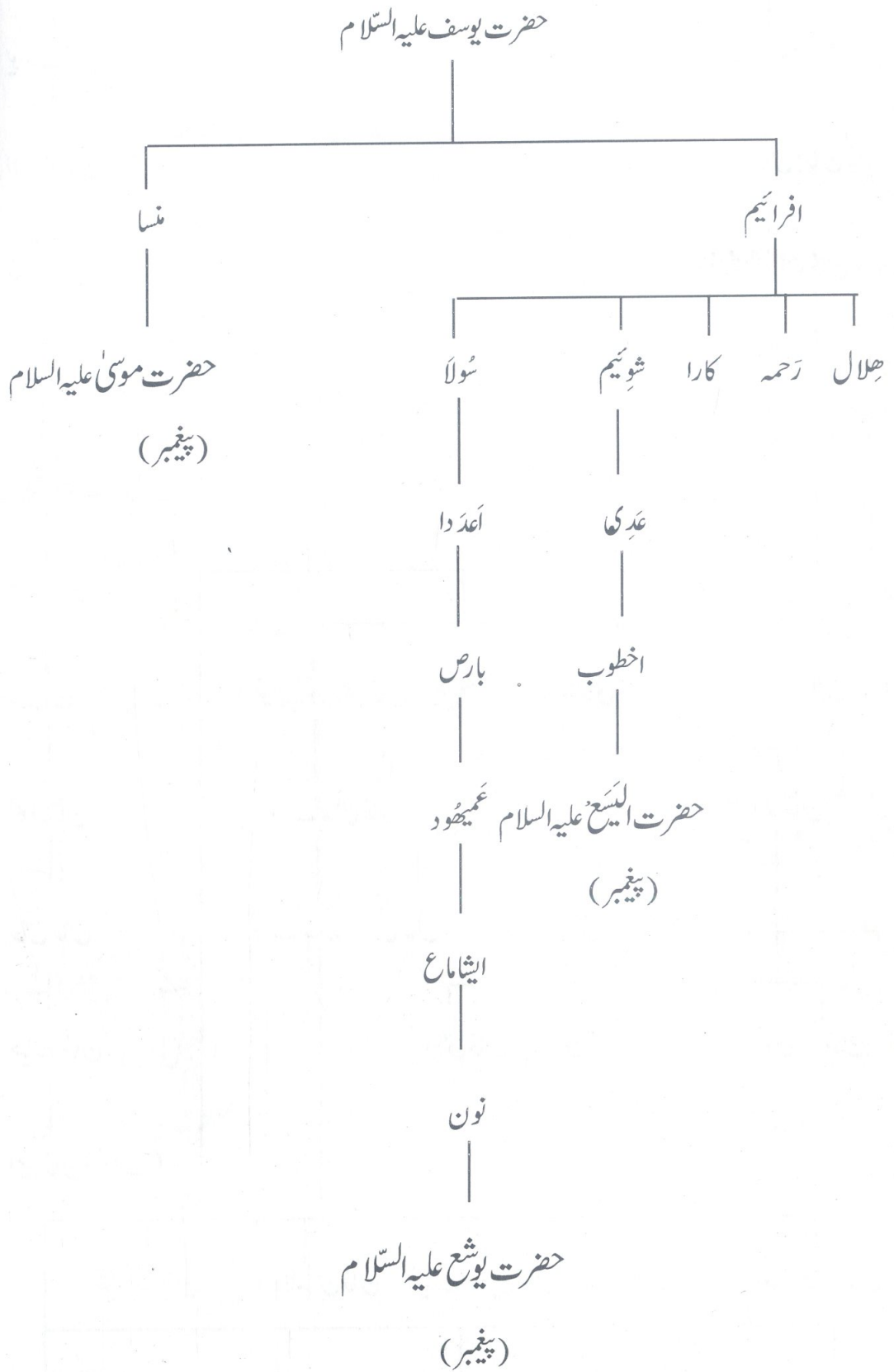
شجرہ نسب حضرت داوٗد علیہ السّلام
حضرت داوٗد علیہ السّلام (پیغمبر)
حضرت سلیمان علیہ السّلام (پیغمبر)
رَجعام
اَبیا
اُسا
حزقیا
یہُوشافاظ
شلوم
سلیمان
امریا
عُوزلیا
کوُش
حضرت صِفنیاؑ
پیغمبر
میشان
اَمُون
ماسان
عمران
مریم علیہ السّلام
حضرت عیسٰی علیہ السّلام
پیغمبر
یارَم (یورام)
اُخزِیاھو
یااُوش (یواش)
حضرت اموصؑ پیغمبر
پیغمبر
یَشعیا علیہ السّلام
پیغمبر
فاحور
شفاطیہ
برخیا
صَدِیقہ
مُسلم
اَمِیصاھو
عزَازِیاھو (عوزیاھو)
یوثام
اَخزیق
داوٗد
نحشان
صَدُوق
مُسلِم
اَدَن
برخیا
زکریا علیہ السّلام
پیغمبر
یحیٰی علیہ السّلام
پیغمبر
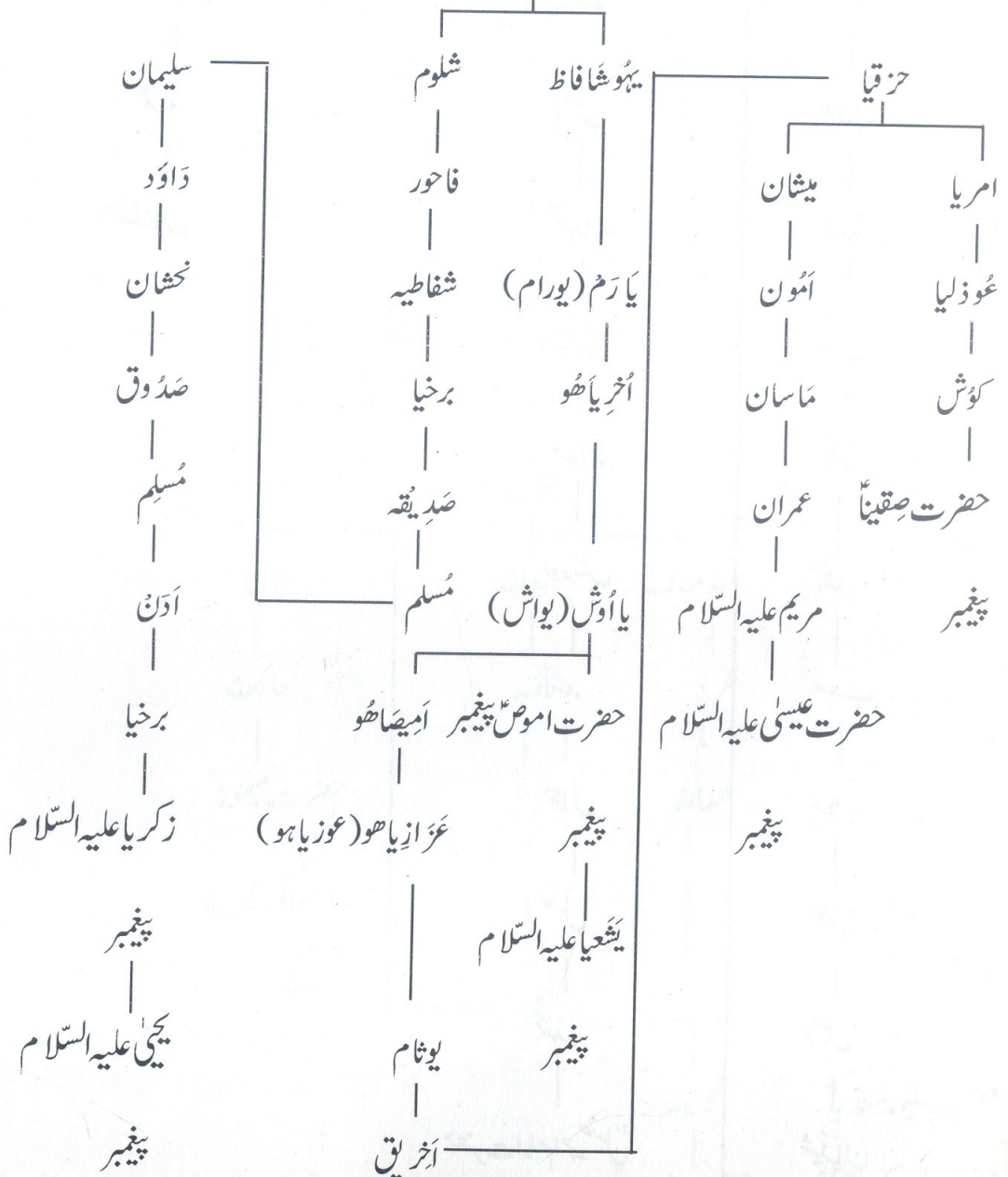
شجرہ نسب نزار اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام
نزار
ربیعہ
حارث
انمار
ایاد
اسد
ضریہ
زھر
دعمی
جدیلہ
شلل
یقدم
حارث
دعمی
قاسط
حارث
عودمناۃ
صنخ
افصی
عوف
زھر
طمنان
ھنب
انس
عمرو
قاسط
عبداللہ
غطفان
وائل
حیان
بکر
عبداللہ
علی
ادریس
صعب
اسد
عکابہ
ھلال
ثعلبہ
حنبل
ذھل
محمد
شیبان
حضرت امام احمد حنبلؒ
مازن
(امام وفقیہہ)
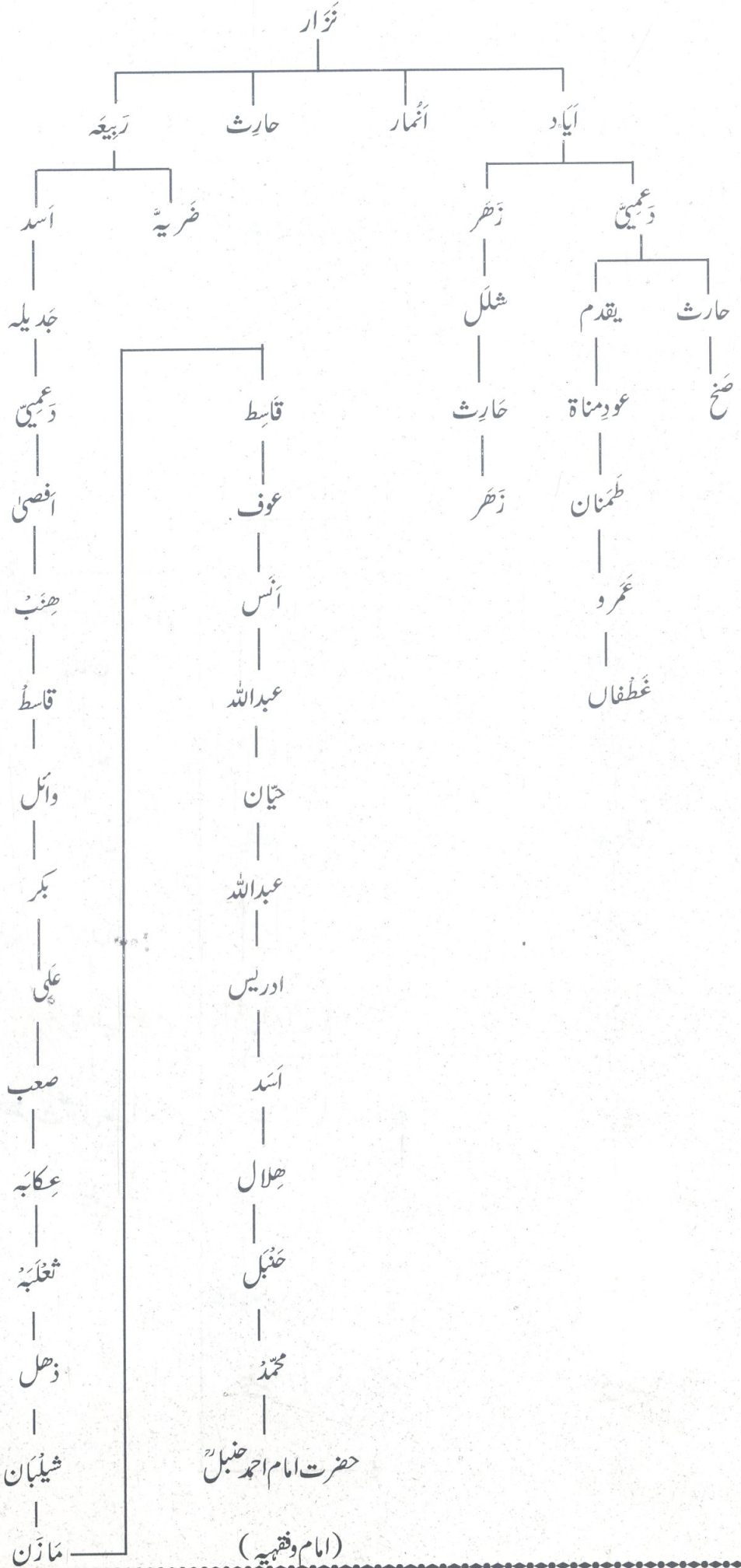
شجرہ نسب مُضر اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
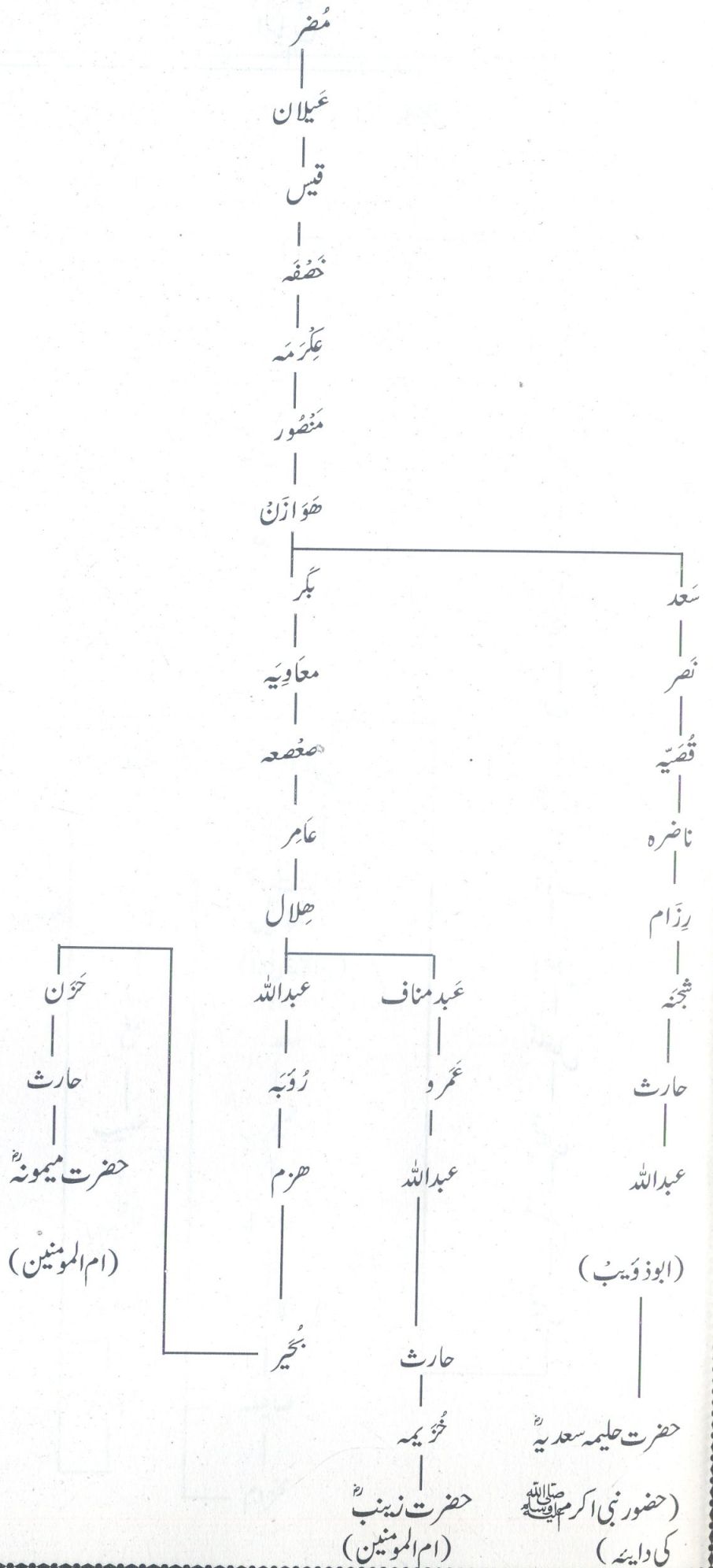
سلسلہ نسب الیاس اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام
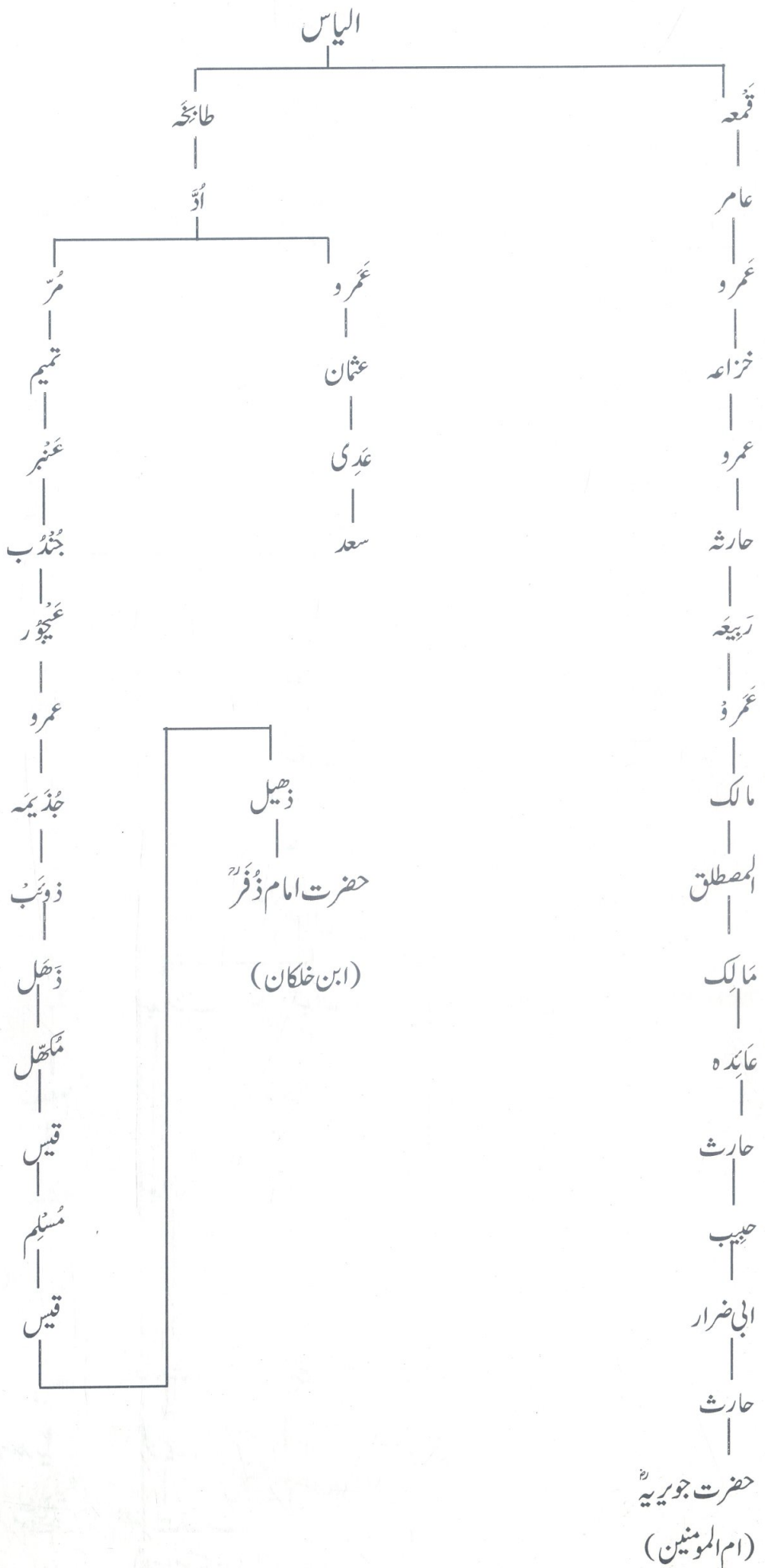
سلسلہ نسب خزیمہ اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام

خُزَیمہ

غنم — دوُران — اَسَد — ھون — اَسَدہ

غنم
کبیر
مُرّہ
صبرہ
یَعمر
ریاب

جَحش

ابواحمدؓ — عبیداللہ — حَبیبہ — حضرت زینبؓ (ام المومنین) — عبداللہؓ — اُمّ حبیبہؓ — حُمنہؓ
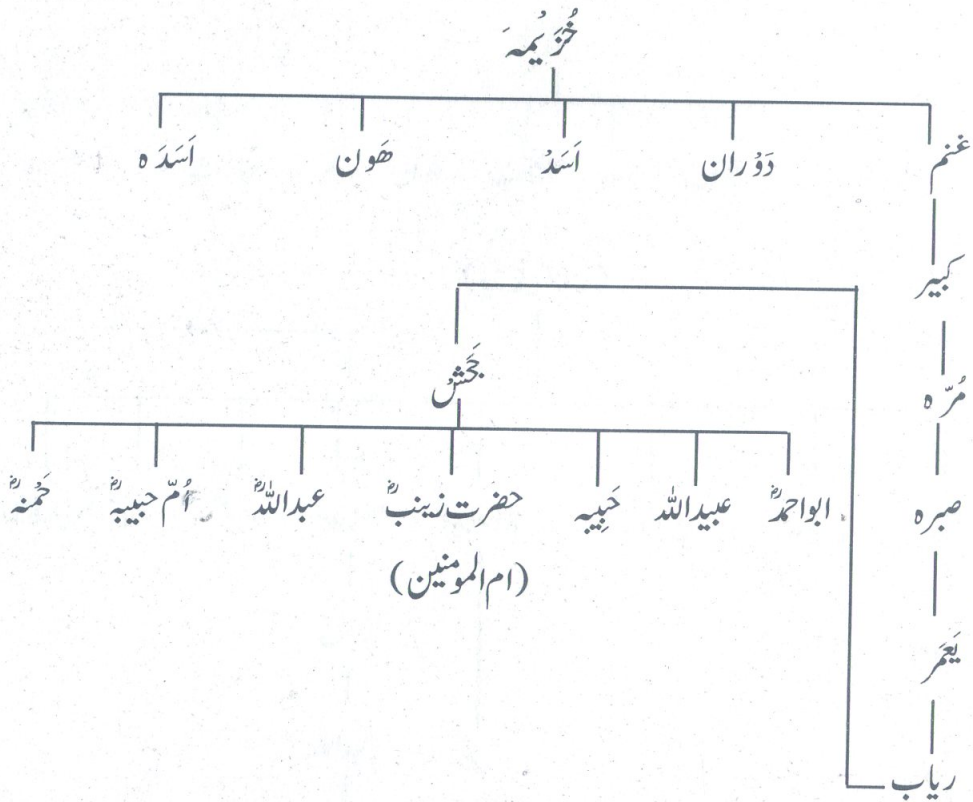
سلسلہ نسب مُدرِکہ اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام

مُدرِکہ (عمرو)

ھُذیل
سَعد
تمیم
حارث
کاھِل
صَاھِلہ
مخزوم

فار
سَمغ
حبیب
غافل
مَسعود
عبداللہ

ابوعبیدہ — عبدالرحمٰنؓ (بدری فقہاء صحابہ)

قاسم

شجرہ نسب کنانہ اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام
کنانہ
(جدّ بنی کنانہ)
ملکان
عامر
عُمرو
سعد
عبدامناۃ
غزوان
حدال
صخرمہ
بکر
(جد بنی بکر)
لَیث
وائل
حارث
غنم
جرول
عوف
بذیح
مالک
عبدمناف
نُضیر
مُرّہ
غنم
حارث
رَبیعہ
ثعلبہ
عامر
عامر
عاتکہ
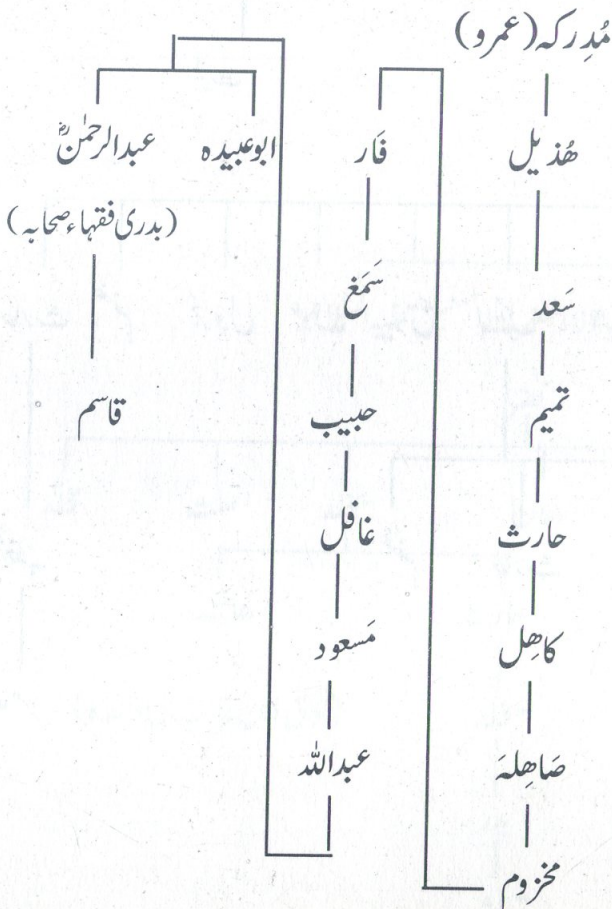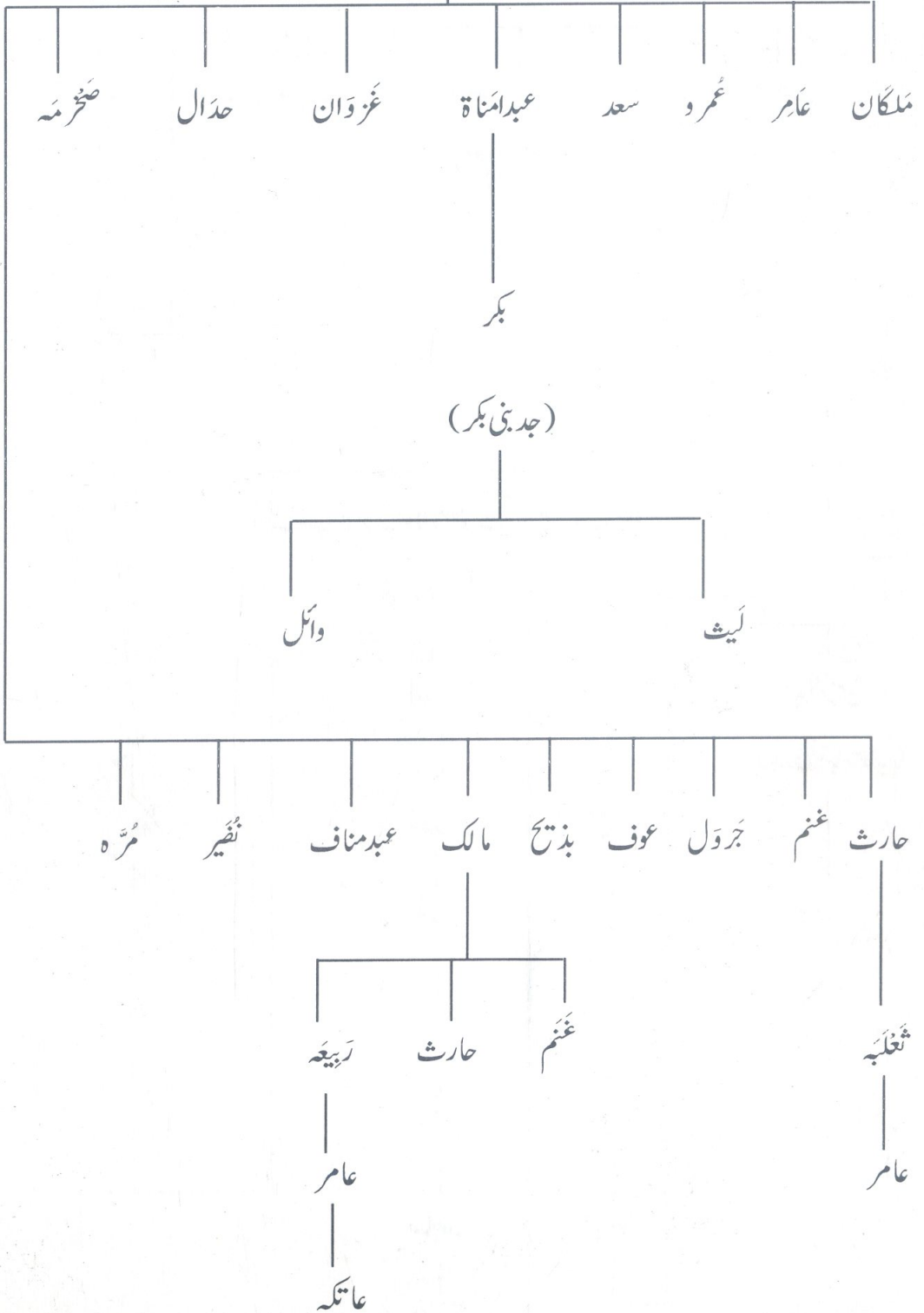
شجرہ نسب فہر اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام

فِہر

مُحاریب — عوف — اَسد — ذِیئب — جُون — عُمر — حارث

مُحاریب ← شیبان

شیبان ← عَمرو — وَحشیہ

عَمرو ← حَبیب ← اَحب ← حَسل ← عَمرو ← شدّادؓ ← مسورؓ (مِستَورد)

حارث ← فِتمہ

فِتمہ ← اَہیب — ثعلبہ

اَہیب ← ہِلال ← جرّاح ← عبداللہ ← ابوعبیدہؓ (عشرہ مبشرہ)

ثعلبہ ← سُریر ← ہِند
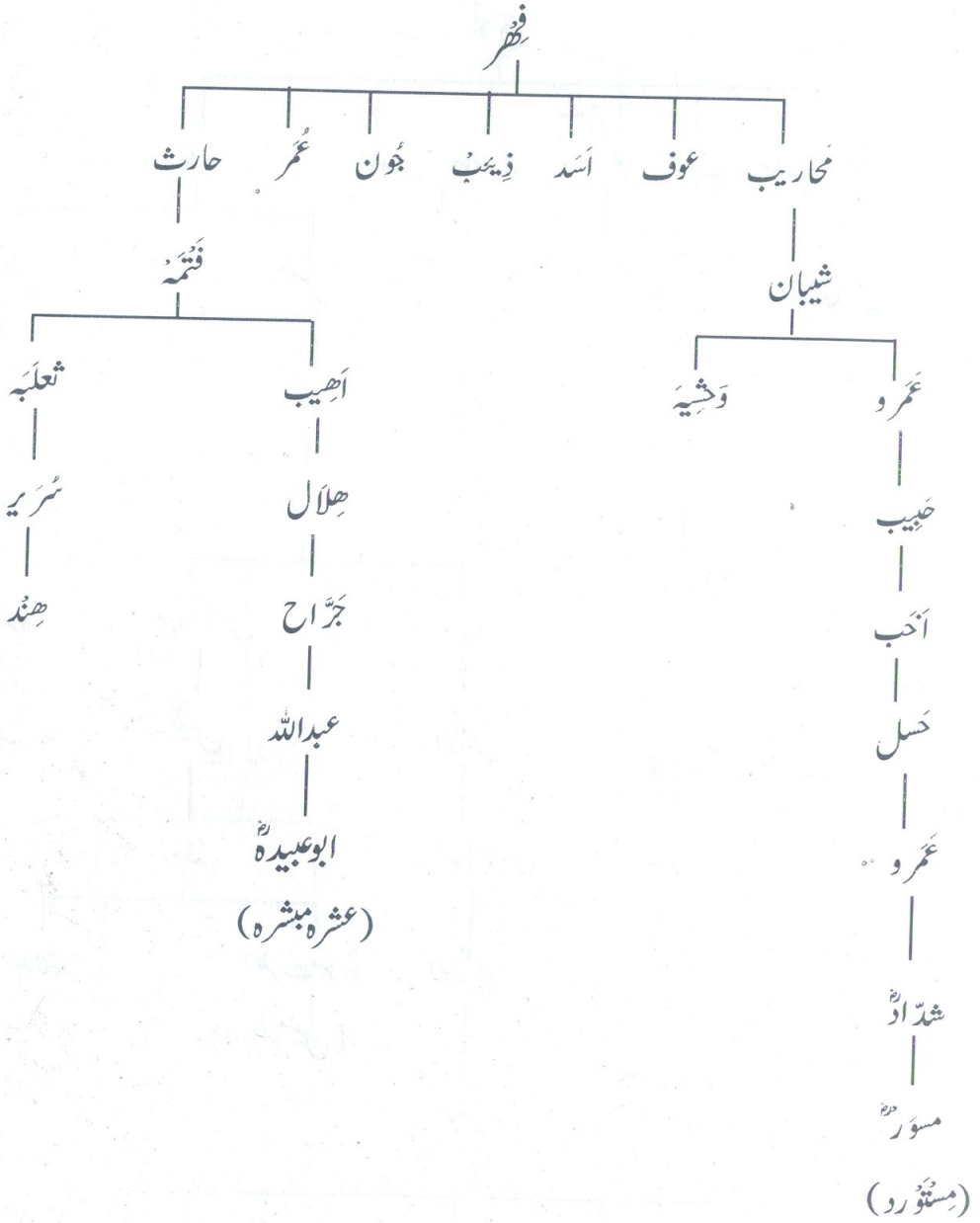
شجرہ نسب نضر اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام
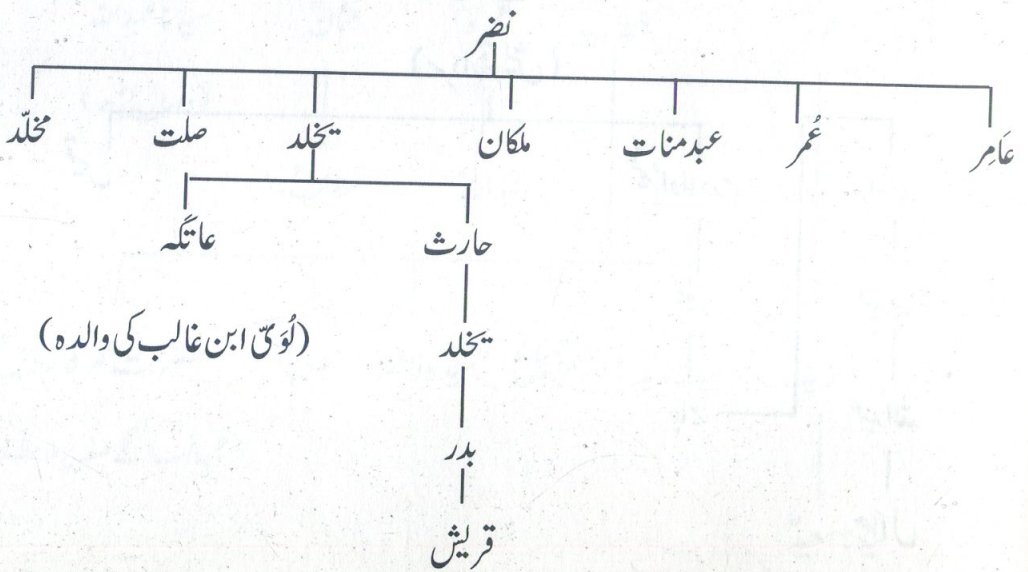
شجرہ نسب لُوَیّ اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام
لُوَیّ
عامر
سامہ
حارث
خَشَم
عوف
سعد
خُزَیمہ
(جدّ بنی خزیمہ)
بغیض
حَسَل
حَجَر
مالک
اَصَم
نصر
زائدہ
عبدالشمس
عَبدوَد
فاطمہ
قیّس
ابوقیس
زمعہ
عبدالعزیٰ
عبداللہ
حضرت سودہؓ
(ام المومنین)
ابورُھم
ابوسَبرہ
سلسلہ نسب غالب اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام
غالب
(سردار قریش)
قیس
تیّمُ اولادرم
اَسعد
کبیر
عبدمناة
جابر
عبداللہ
ھِلال
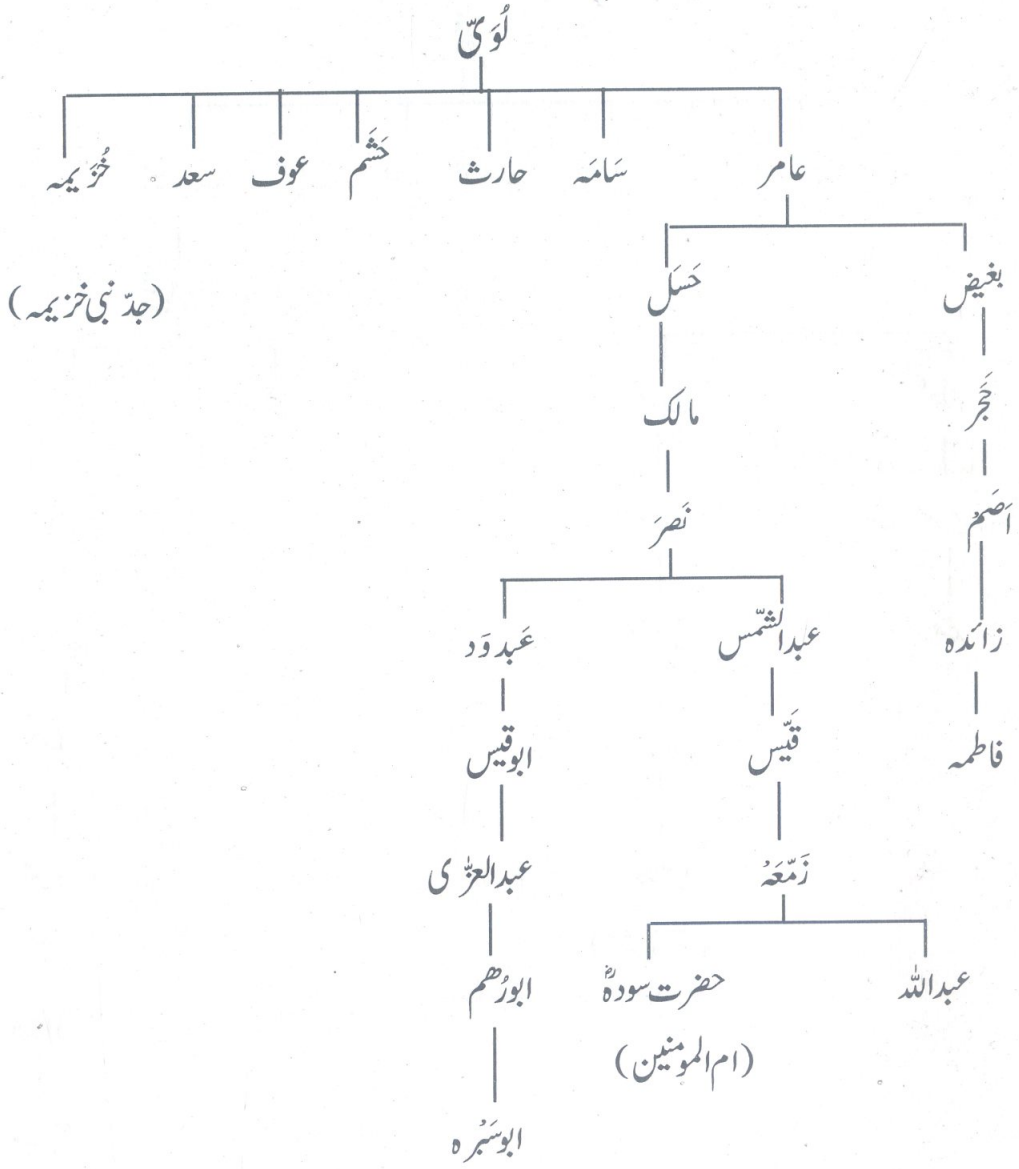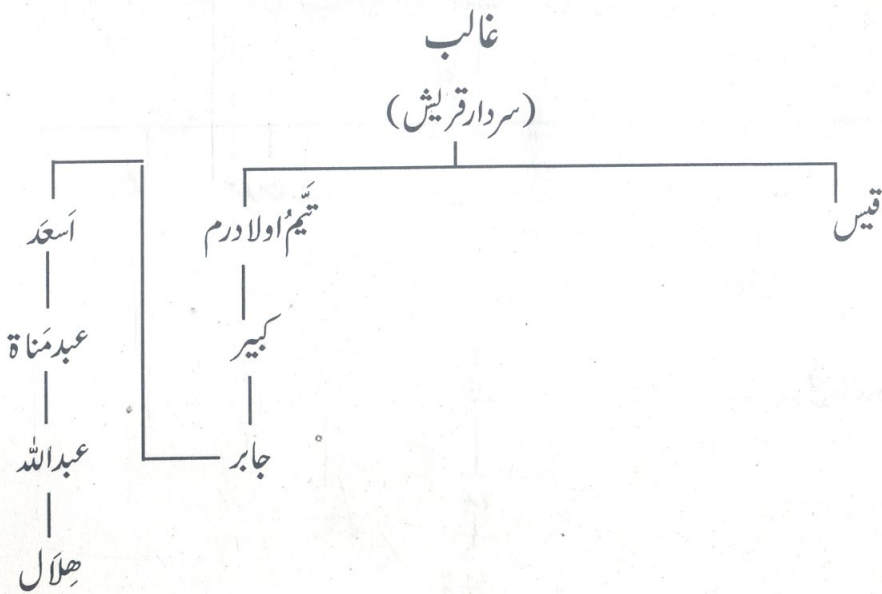
شجرہ نسب کعب اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

مہلائیل
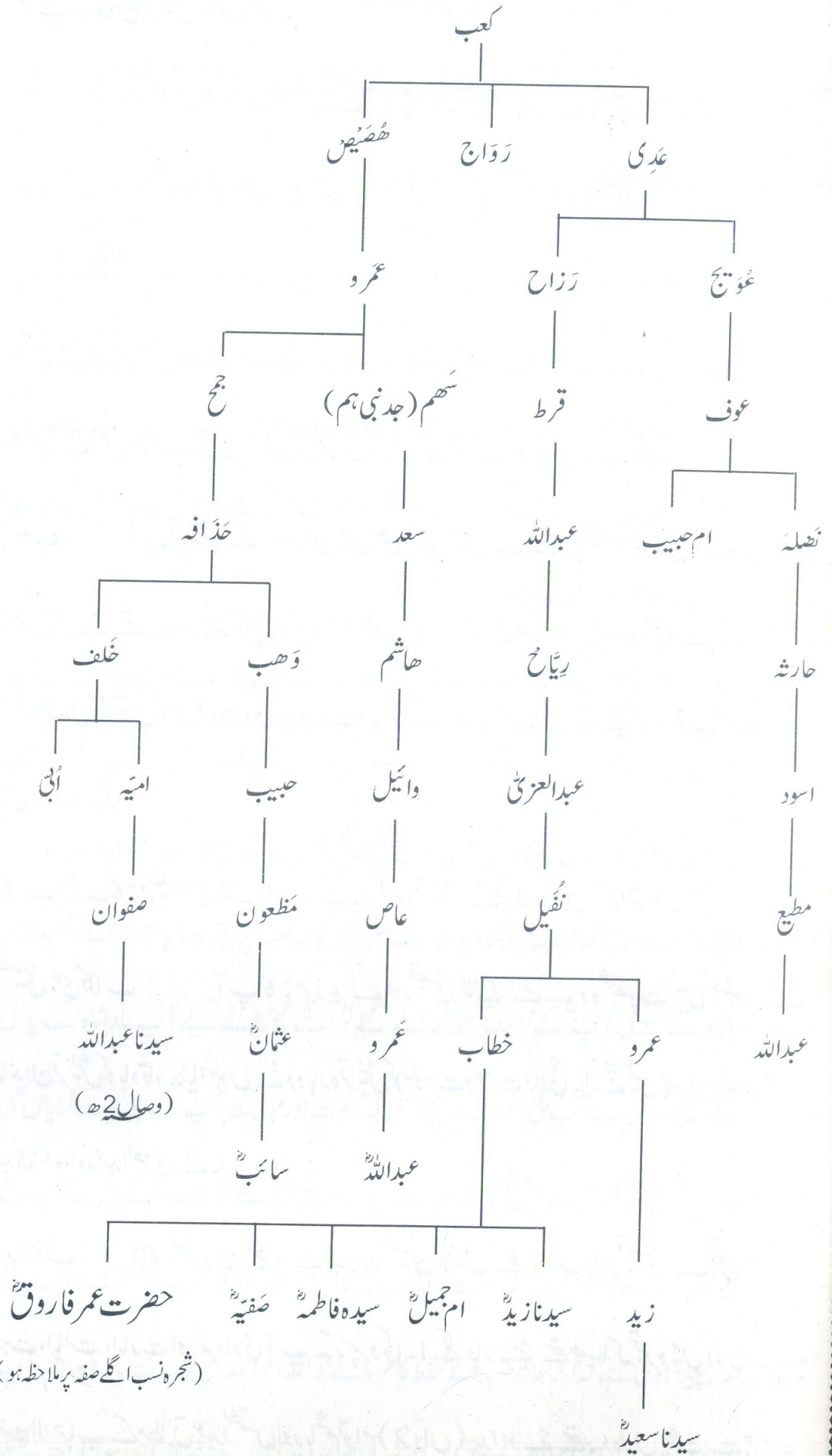
عرب خاندان قریش و بنو ہاشم

سلاطین فارس کا سلسلہ مہلائیل سے شروع ہوا۔ انکی حکمرانی کے دائرۂ سلطنت نے بیشتر دنیا کو احاطہ میں لیا ہوا تھا۔ نوشیرواں ان میں بڑا عادل اور نیک خصلت بادشاہ تھا جس کے زمانہ میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ مذکور بادشاہ کی اولاد میں یزدجرد بن شہریار کے دور میں اسلام کو ملک فارس میں غلبہ حاصل ہوا اور سلطنت فارس کا خاتمہ ہوگیا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جس وقت فارس کی طرف توجہ فرمائی تو رہی سہی شوکت کسریٰ بھی ناپید ہوگئی۔

کعب: آپ قریش کے سرداران میں اعلی شرفاء میں سے تھے۔ اکثر امور میں لوگ انکی طرف رجوع کرتے تھے۔ وہ ہر جمعہ کو اپنی قوم کو بلا کر خطبہ دیا کرتے تھے اور اسطرح وعظ و نصیحت کے ذریعہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کی ہدایت دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ آپ ہی کی اولاد میں سے ہونگے۔

کلاب: آپ کا نام حکیم جبکہ لقب کلاب ہے یہ سرکردہ قریش کے قبیلہ عدنان کے اشراف میں سے تھے۔

قصییٰ بن کلاب: آپ کا نام زید ہے اور قصیٰ لقب ہے۔ یہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے خاندان قریش کو باوقار بنایا انہوں نے دوبارہ قریش کو حکومت و عزت دلائی۔ انکے تین پسران عبد مناف، عبدالدّار، اور عبدالعزیٰ تھے۔

عبد مناف: انکا اصل نام مغیرہ ہے نہایت حسین و جمیل تھے۔ انکہ والد قصییٰ نے قبل انتقال نقابت، ایالت، امارت اور سرداری آپ کے سپرد کی۔ انکے چار بیٹے تھے جیسا کہ شجرہ میں درج ہے۔ روضۃ الاحباب کے مطابق عبدالشمّس اور ہاشم توام (جڑواں) پیدا ہوئے تھے۔ دونوں پشت سے جڑے

ہوئے تھے۔ جنہیں تلوار سے جدا کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق یہ تلوار سے علیحدگی بعدازاں خاندانی

رقابت پر بھی منتج ہوئی جو ابوسفیان و حضرت علیؓ، یزید بن معاویہ اور حضرت امام حسینؓ میں باہمی رقابت

خونریزی اور معرکہ کربلا میں جنگ وقتال کا سبب بنی جس میں بہرنومشیت ایزدی کا دخل تھا جبکہ مذکورہ بالا

ظاہری اسباب بھی بنیاد بنے۔

ہاشم: آپ کا نام عمرو ہے اور لقب ہاشم جس سے مشہور ہوئے۔ ہاشم کے لغوی معنی روٹی اور مٹھاس کا ملیدہ ہے۔ آپ قحط سالی میں یہی ملیدہ ثرید کھلایا کرتے تھے۔ سخاوت میں ضرب المثل تھے۔ عربوں میں آپ کے ہی زمانہ سے ثرید کی ضیافت شروع ہوئی۔ ملک شام تشریف لیجایا کرتے تھے۔ اسی سفر کے دوران عالم شباب میں انتقال ہوگیا۔ آپ کا مرقد شام میں عرفہ کے مقام پر ہے۔ بعض روایات کے مطابق بمقام عزّ ہے (سیرۃ الحبیب)۔

عبدالمطلب: جناب عبدالمطلب اپنے والد ہاشم کی وفات کے بعد پیدا ہوئے آپ کا اصل نام شیبہ ہے اسلیئے کہ آپ کے سر میں سفید بال تھے۔ آپ کی پرورش مطلب بن عبدمناف نے کی۔ جس وقت آپ کو کوئی مہم پیش آتی آپ کی پیشانی چاند کی طرح چمکنے لگتی اس نور کے چمکنے سے معلوم کر لیتے کہ فتح نصیب ہوگی، روایت ہے کہ ابرہہ بادشاہ ہاتھی کے لشکر لیکر خانہ کعبہ پر چڑھ آیا تاکہ اسے منہدم کر دے۔ بادشاہ کے لشکری آپ کے اونٹ پکڑ کر لے گئے تو انکے چھڑانے کیلئے آپ بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس نے آپ کی صورت دیکھتے ہی کہ عظمت اور مہابت آپ کے چہرہ سے نمایاں تھی اس لیے نہایت تعظیم اور تکریم سے پیش آیا اور دریافت کیا کہ کس غرض سے تشریف لائے ہیں۔ آپ نے وجہ بیان کی تو باشاہ نے فوراً حکم دیا کہ اونٹ چھوڑ دیئے جائیں۔ اور کہا کہ آپ کی عظمت میرے دل میں اس قدر پیدا ہوئی ہے کہ اگر خانہ کعبہ کے تحفظ کا فرماتے تو اقدام انہدام کعبہ سے باز آجاتا۔ آپ نے فرمایا کہ اس گھر کا خدا خود محافظ ہے میری سفارش کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب لشکر

اصحاب فیل بیت اللہ کو مسمار کرنے کو چلا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کو بھیجا کہ انکی کنکریوں سے تمام لشکر تباہ ہو گیا۔ لشکر کشی کا مقصد یہ تھا کہ ابرہہ پہلے یمن کا امیر لشکر مقرر ہوا۔ رفتہ رفتہ یمن پر اسکو اقتدار حاصل ہو گیا اسکے شکرانہ کے طور پر اس نے بمقام صناء ایک کلیسا بنوایا جسمیں قیمتی پتھر لگائے اور شیشہ سے آراستہ کیا۔ نجاشی اور قیصر روم جنکی بدولت ابرہہ کو یہ اقتدار حاصل ہوا تھا انکو یہ تحریر بھیجی کہ میرا مقصد ہے کہ عربوں کو حج کعبہ سے روک دوں اور اپنے کلیسا کے طواف کیلئے مائل کروں۔ حضرت عبدالمطلبؓ نے 80 سال عمر پائی۔ 3 نبوی ھ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات کے 35 یا 55 یوم بعد وصال ہوا۔

حضرت عبداللہ: حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے بعد مدت دراز سے چاہ زم زم بند تھا خواب میں حضرت مطلب کو اس کنواں کی نشاندہی کرائی گی تا کہ چشمہ زم زم بازیاب ہو سکے۔ جب آپ نے اس جگہ کو کھود کر کنواں برآمد کرنے کا عزم کیا تو قریش مانع ہوئے۔ آپ اپنے ایک پسر کے ہمراہ قریش سے لڑے اور غالب آئے۔ اولاد کی کمی کا رنج ہوا اسپر آپ نے منّت مانی کہ اگر انکے دس پسران ہوں تو چاہ زم زم کھود کر نکال لونگا اور ایک بیٹا قربان کردونگا۔ چنانچہ آپ کے دس پسران تولّد ہوئے اور جنکی مدد سے چاہ زم زم بھی برآمد ہو گیا۔ جس پر حضرت عبداللہ نے کسی ایک فرزند کی قربانی کا عزم کیا اور اپنا وعدہ پورا کرنے کیلئے کسی بیٹے کے انتخاب کیلئے قرعہ ڈالا تو حضرت عبداللہ کے نام نکلا اسلئے آپ کا لقب ذبیح بھی ہے۔ آپ کے دیگر پسران اور اہل قریش کی محبت میں کسی صاحب الرائے سے مشورہ کیا تو اس نے رائے دی کہ پہلے دس اونٹ کا قرعہ عبداللہ کے بدلہ میں ڈالا جائے اور جب تک عبداللہ کے بدل کیلئے اونٹوں کا قرعہ نہ نکلے اسوقت تک اونٹوں کی تعداد بڑھا بڑھا کر بار بار قرعہ ڈالا جائے لیکن ہر مرتبہ حضرت عبداللہ کا نام ہی نکلتا حتی کہ نوبت سو اونٹوں تک پہنچ گئی تب اونٹوں کے نام کا قرعہ نکل آیا جس پر سو اونٹوں کی قربانی کر کے اپنی منّت سے عہدہ براہ ہوئے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تین ماہ قبل مدینہ منورہ میں انتقال ہوا، وہیں مدفن بنا۔
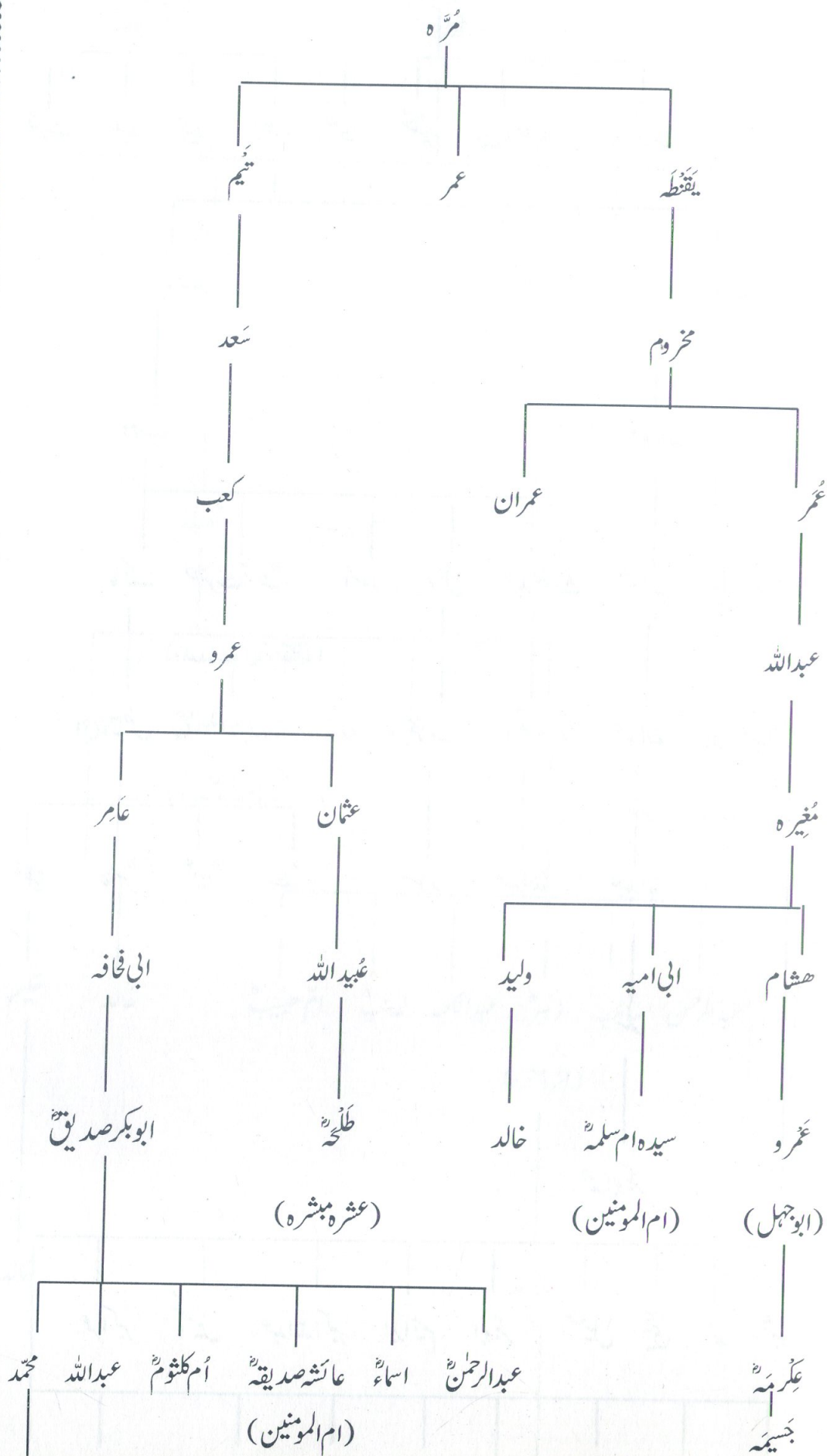
سلسلہ نسب مُرّہ اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام
مُرّہ
یقظہ
عمر
تیم
مخزوم
سعد
عُمر
عمران
کعب
عبداللہ
عمرو
مُغیرہ
عثمان
عامر
ھشام
ابی امیہ
ولید
عُبیداللہ
ابی قحافہ
عمرو
(ابوجہل)
سیدہ ام سلمہؓ
(ام المومنین)
خالد
طلحہؓ
(عشرہ مبشرہ)
ابوبکر صدیقؓ
عبدالرحمٰنؓ
اسماءؓ
عائشہ صدیقہؓ
(ام المومنین)
اُم کلثومؓ
عبداللہ
محمد
عِکرمہؓ
جسیمہ
(والدہ حضرت عمرؓ)
(بقیہ شجرہ صفحہ 138 پر ملاحظہ ہو)

سلسلہ نسب کلاب بن مرہ اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام
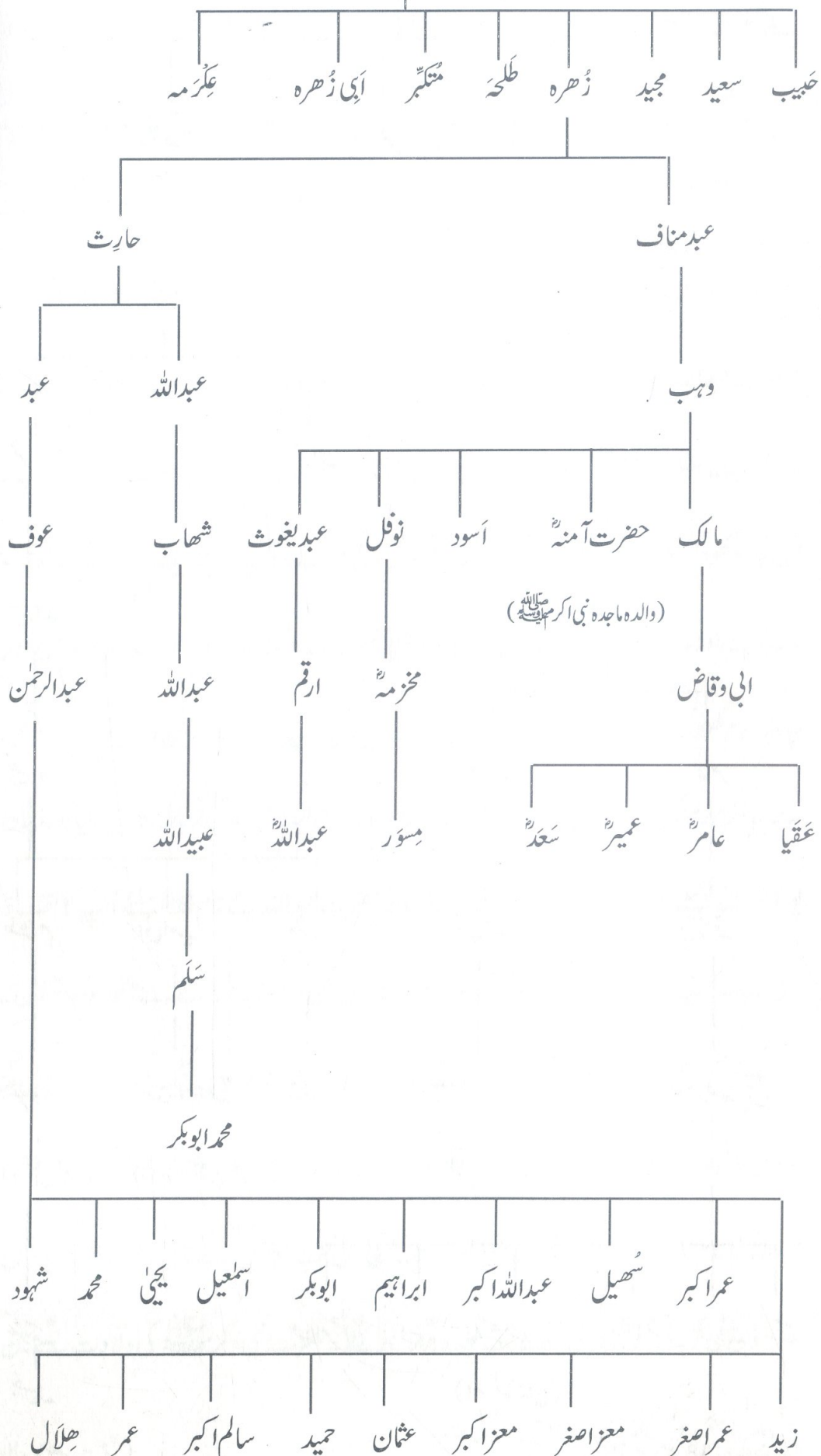
شجرہ نسب قُصَئِی بن کلاب اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام
قُصَئِی
عبدِ قُصَیٰ
عبدالدّار
عبدالقہر
عبدالعُزّیٰ
عبدِ الشمّس
برّہ
اسد (جد بنی اسد)
نوفل
ام حبیب
خُویلدُ
ورقہ
(کتب سماوی کے بڑے عالم)
عوّام
رقیّہ
طاہرہؓ
ہالہؓ
خدیجۃ الکبریٰؓ
(اُم المومنین)
حزام
عبدالرحمٰن
سائب
زبیرؓ
(عشرہ مبشرہ)
عبدالکعبہ
زینبؓ
امّ حبیبؓ
خالد
حکیم
عبداللہ
خالد
حمزہ
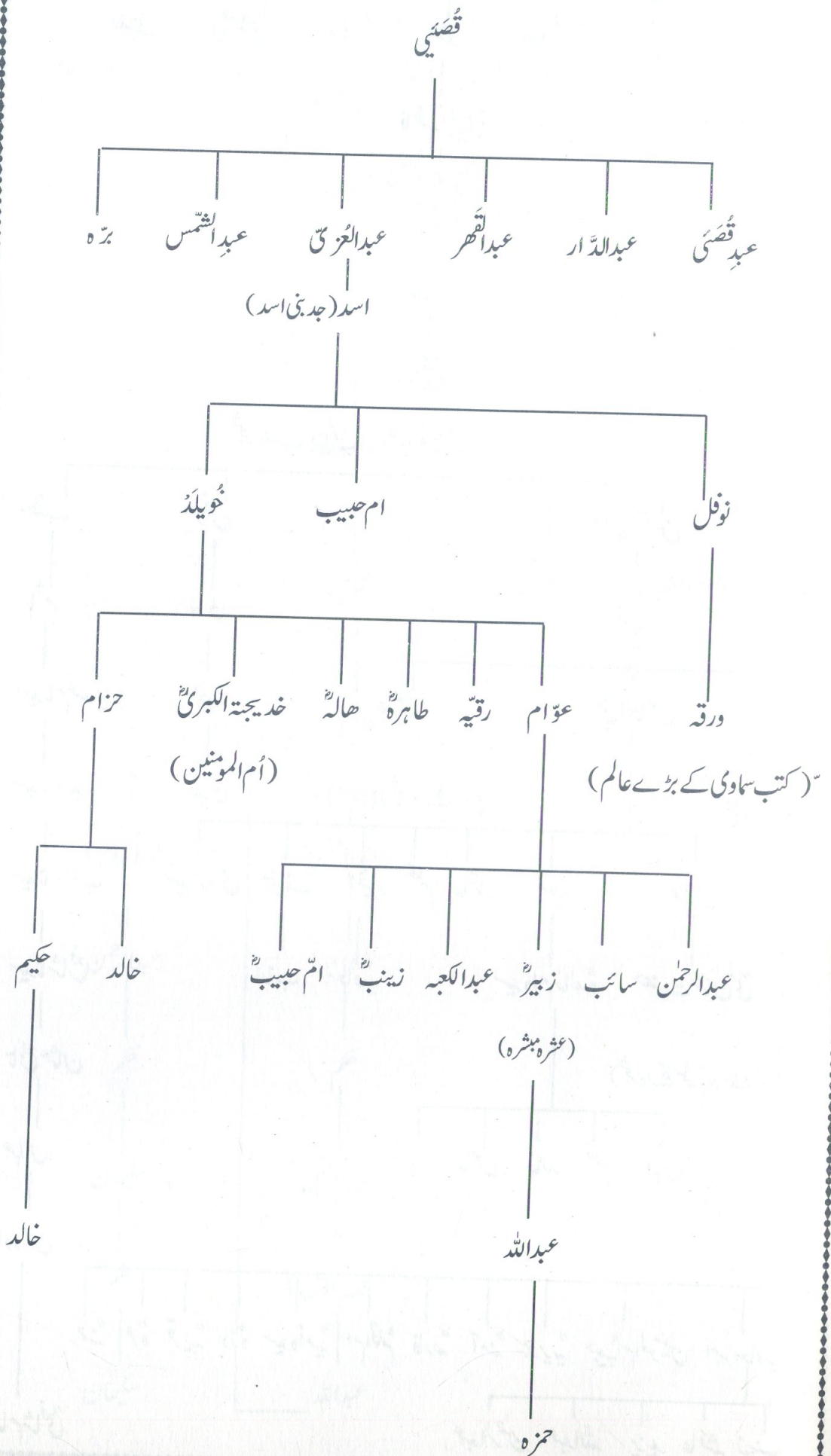
گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ نسب عبدالمطلب
ھاشم
فُضَیلَہ
ابوصیفی
مطلب
اسد
ابواسد
یزید
عبد
فاطمہ اُمّ علیؓ
اُمّ ھانیؓ
جَعدَہ
یحییٰ
شجرہ نسب جناب عبدمُناف
مطلّب
نوفل
عبدالشمس
ہاشم
عدِی
اُمیہ
سیدنام عبد یزید
خیار
عاص
ابی العاص
حرب
سیدنا عبید
عدِیٌ
(1☆) (شجرہ اگلے صفحہ پر)
ابی سفیان
سیدنا سائب
سیدارویٰ
عفیف
مغیرہ
حکم
عاتکہ
سعید
عفّان
سیدنا شافع
ارنب
معاویہ
سیدہ ام خالدہؓ
حضرت عثمان غنیؓ
(شجرہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)
تابع عثمان
سعید
عاص
خالد
حکم
ابان
عباس
ادریس
حمنہؓ
عزہؓ
قریبہؓ
درّہؓ
سیدہ اُمیہؓ
ام الحکمؓ
فارعہؓ
آمنہؓ
جویریہؓ
حبیبہ اُم المومنین
امیر معاویہ
امام شافعیؒ
عبدالرحمٰن
عبداللہ
یزید
عائشہ
زینب

گزشتہ سے پیوستہ شجرہ نسب ھاشم
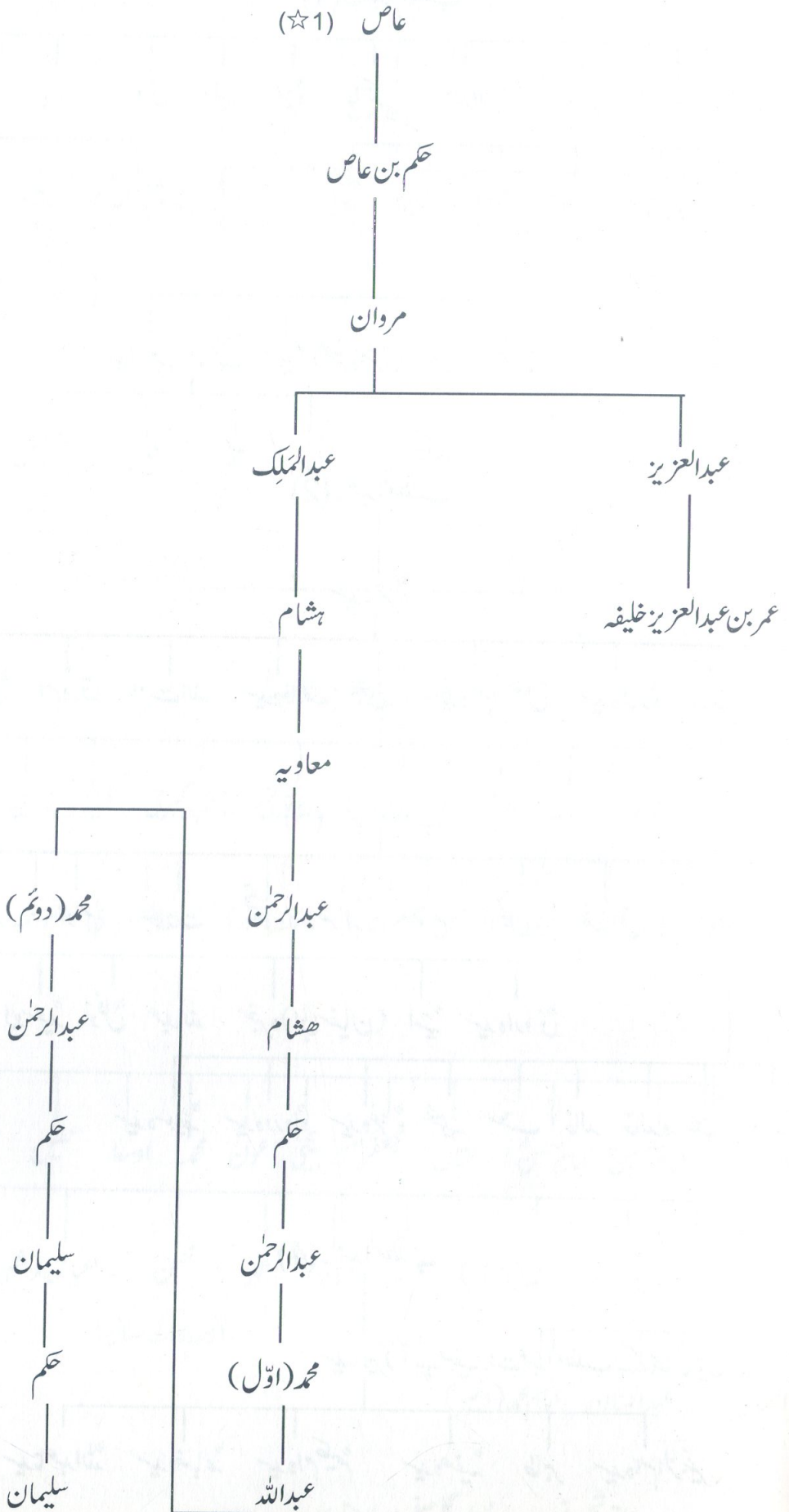
سلسلہ نسب عبدالمطلب
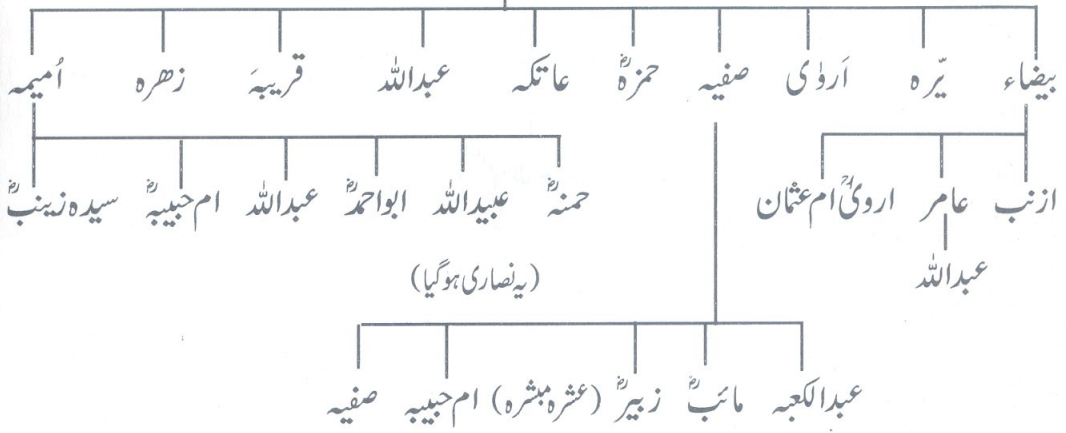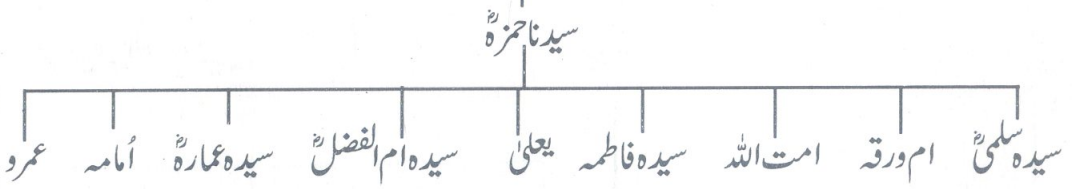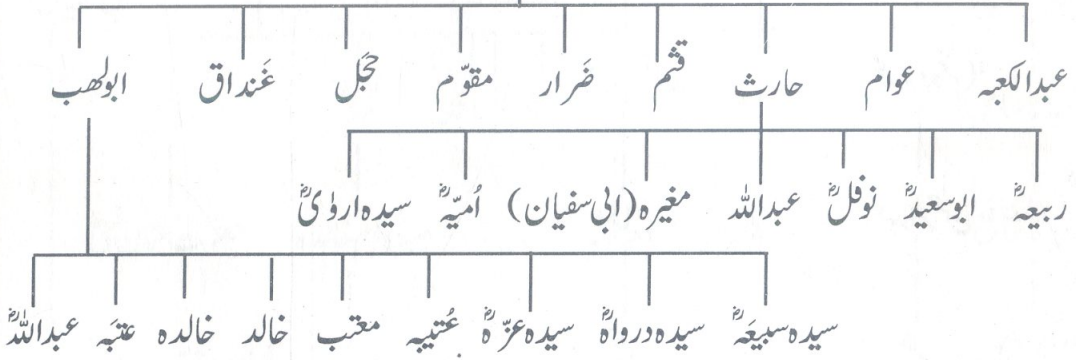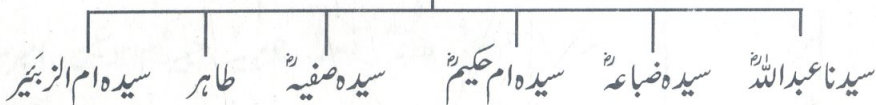
گزشتہ سے پیوستہ شجرہ نسب عبدالمطلب
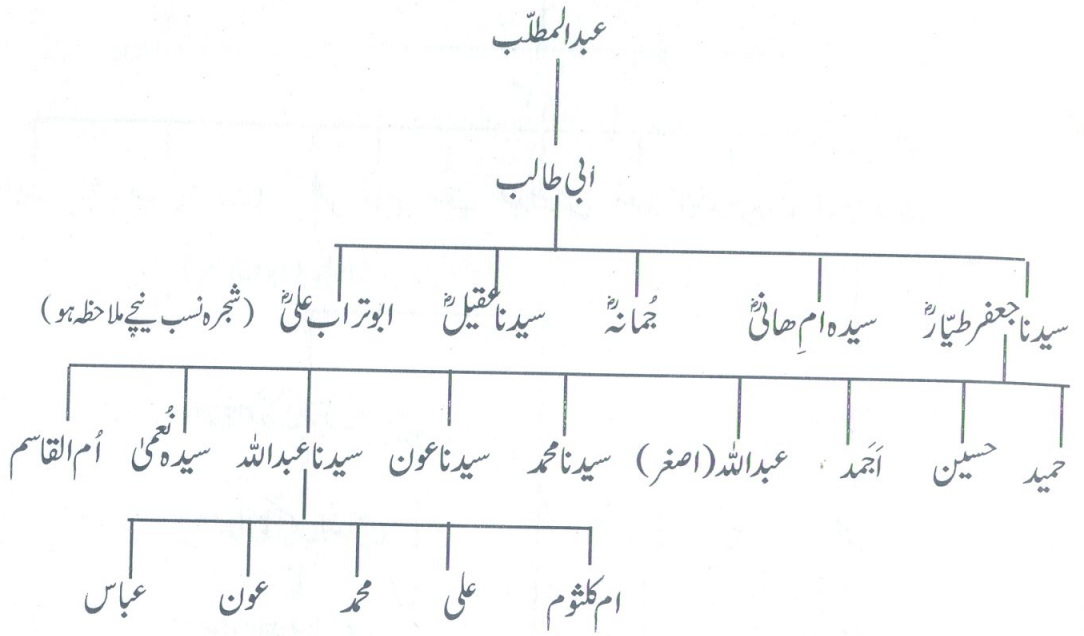
شجرہ نسب علی ابن ابی طالبؓ

سالم حمایہ فاطمہ میمونہ ام جعفر ام الکرام زینب صغریٰ زینب کبریٰ فقیہ خدیجہ امینہ

ام کلثوم (کبریٰ) ام کلثوم (صغریٰ) ام الحسن اُم ھانی رَملتہ الکبریٰ رمتہ الصغریٰ ام سلمہ رقیہ

زید

عبداللہ امام حسینؓ امام حسنؓ عثمان جعفر یحییٰ عون محمد اوسط عقیل سَھل

حنیفہ ابوبکر محمد (اصغر) زید عفّان عمر محسن عباس (شہید کربلا)

(بعد ولادت وصال)

الفتاح عبدالمنان امام محمد (اکبر)
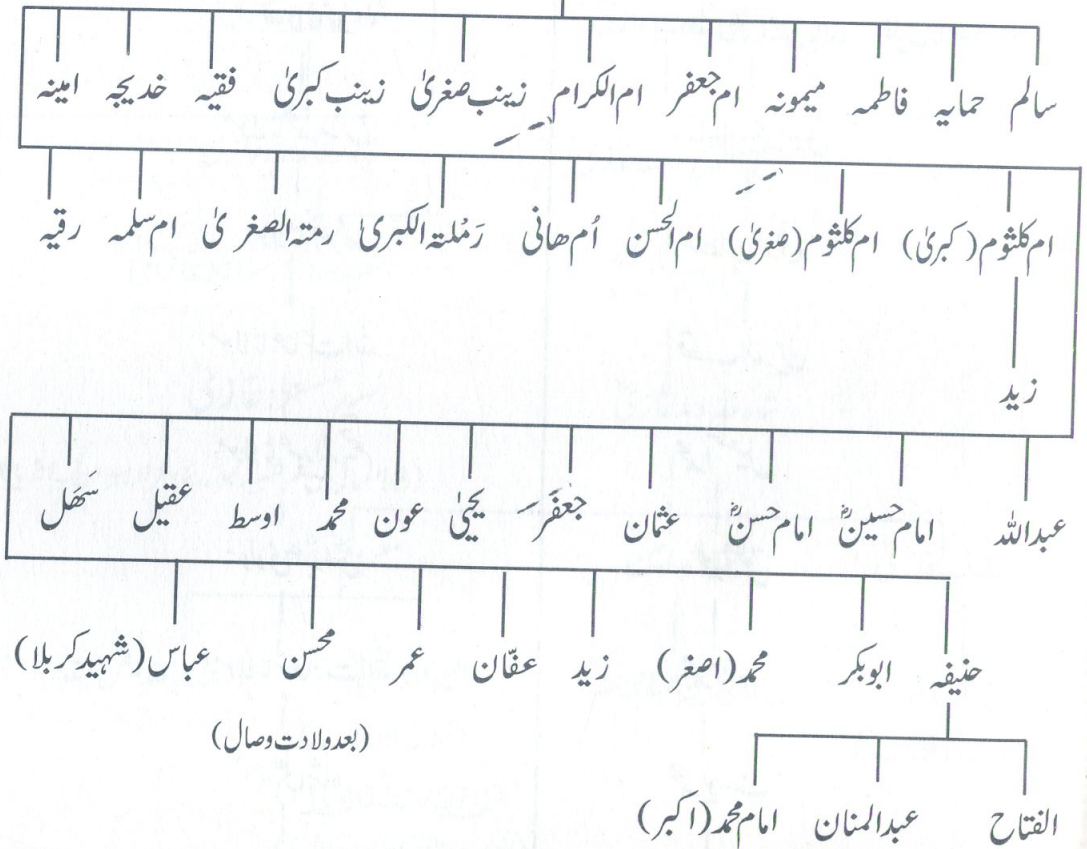
بقیہ شجرہ نسب جاری اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ نسب عبدالمطلب
عبدالمطلب
عباسؓ
امینہ
کیثر
صالح (حارث)
مُسُھر
تمام
صفیّہ
عبدالرحمٰن
مُعبد
ابومحمد عبیداللہ
امام عبداللہ
قثم
فضلؓ
ام حبیبہ
علی
محمد
خلیفہ منصور
خلیفہ مہدی
خلیفہ ہارون الرشید
خلیفہ محمد امین باللہ
خلیفہ مامون الرشید
سلطان محمد موسیٰ
سلطان محمد نقی
قطب الدین
محمد اسمٰعیل
محمد اسحٰق
محمد حمزہ
محمد یوسف
ملک تاج الدین
ملک معین الدین
عمدۃ الملک شرف الدین
مولانا شمس الدین
مولانا نظام الدین
مولانا رکن الدین
مولانا بابَن
مولانا محمد
مولانا محمد صالح
مولانا نظر محمد
مولانا عنائت اللہ
مولانا عبدالرحیم
مولوی عبدالحی
مولانا سعادت اللہ
احمد علی شاہ
مولوی علی محمد
مولوی حکیم فرید احمد

شجرہ نسب اولاد حنیفہ ابن علیؓ
حضرت علی ابن طالبؓ
عباسؓ (شہید کربلا)
حنیفہ
امام محمدؒ (ابو القاسم)
امام ابو ہاشم عبد اللہؒ
شاہ محمد سیف غازیل
شاہ عبد اللہ غازیؒ
شاہ عبد المنان غازیؒ
سالار عادے غیب غازیؒ
شاہ محمد بطل غازیؒ
سالار اسرار غیب غازیؒ
شاہ محمد طاہر غازیؒ
شاہ گلاب غازیؒ
شاہ عطاء اللہ غازیؒ
شاہ محمد یوسف غازیؒ
سید سالار ساہو غازیؒ
شاہ احمد غازیؒ
سید مسعود غازیؒ
شاہ خداوند غازیؒ
(18 سال کی عمر شہید ہوئے، مزار بہرائچ۔انڈیا)
معروف شاہؒ
شاہ محمد امینؒ
محمد عارف غازیؒ
عارف باللہ فیض اللہؒ
شاہ عبد المجیدؒ
(قطب الاقطاب
(970ھ سنے 1046ء)
(مزار بمقام امروہہ انڈیا)
بہاؤ الدین مہاجر مکہؒ
فاضل الوینا شاہؒ
(قطب الاقطاب
(نوٹ) ملاحظہ حالات زندگی وکوائف دیگر کتاب مقاصد العارفین۔اسیراریہ اور معارج الولایت)۔

شجرہ سیّد سالار مسعود غازی علیہ رحمتہ مزار مقام بہرائچ یو پی (انڈیا)

- حضرت علی ابن ابی طالبؓ
  - عباسؓ (شہید کربلا)
  - محمد حنفیہؒ
    - امام محمدؒ ابو القاسم
      - شاہ عبد المنان غازیؒ
        - شاہ بطل غازیؒ
          - شاہ ملک آصف غازیؒ
            - شاہ عمر مدنی غازیؒ
              - شاہ محمد غازیؒ
                - شاہ طیب غازیؒ
                  - شاہ طاہر غازیؒ
                    - شاہ عطا اللہ غازیؒ
                      - شاہ سالار ساہو غازیؒ (عقد ہمراہ ستر معلیٰ حقیقی ہمشیرہ سلطان محمود غزنوی)
                        - سید سالار مسعود غازیؒ
                          (شادی نہیں ہوئی لاولد شہید ہوئے)
                  - شیخ سالار رکن الدین بغدادیؒ
                    - سالار اسمٰعیل عرف سالار ارجیؒ
                      - بندگی محمد سلیمان شیرازیؒ
                        - شیخ فتن
                          - شیخ ملامیؒ

(نوٹ)

سید سالار مسعود غازیؒ 19 سال کی عمر میں شہید ہوئے، آپکی شادی نہ ہوئی تھی لیکن کتاب مراۃ الانساب مرتبہ جناب ضیاء الدین علوی امروہی۔ مبطع رحیمی سوائی جےپور 30 اپریل 1917ء میں انکا سلسلہ نسب آگے دس نسلوں تک قطب الاقطاب شاہ عبد المجید (مزار امروہہ) اور سید فاضل الونیا شاہ، سید شاہ بہاء الدین مہاجر مکہ تک دکھایا گیا ہے، جو مستند تاریخی کتب سے ہم آہنگ نہ ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب مقاصد العارفین اور روضہ الاصفیاء معارج الولایت) جبکہ درست سلسلہ نسب مستند کتاب تاریخ "آئینہ مسعودی" مرتبہ اقبال احمد طبع شدہ 31 اکتوبر 1937ء مطبع رزاقی پریس کانپور (انڈیا) میں درج ہے، اُس شجرہِ سلسلہ نسب مندرجہ بالا کو مؤلف کتاب مذکور نے کشف کے ذریعے بھی تصدیق کر کے درست قرار دیا۔

خانہ کعبہ کا رات کا دلکش منظر، حجر اسود، مقام ابراہیم اور حطیم نمایاں نظر آ رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کلدانیہ کے شہر اُر میں پیدا ہوئے جب انہوں نے دنیا سے رخصت فرمائی تو انہیں جبرن میں مکفیتہ (MachphelaH) کے غار میں دفن کیا گیا اس مقام کو الخلیل کہتے ہیں جو سابقہ علاقہ ملک شام میں بیت المقدس (حال اسرائیل) سے ایک منزل سے کم فاصلہ پر واقع ہے (نودی) تصویر ہذا میں حضور نبی اکرمؐ کے جدّ امجد ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے روضۂ اقدس کا اندرونی منظر جس کی زیارت کا شرف بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا ہوگا۔
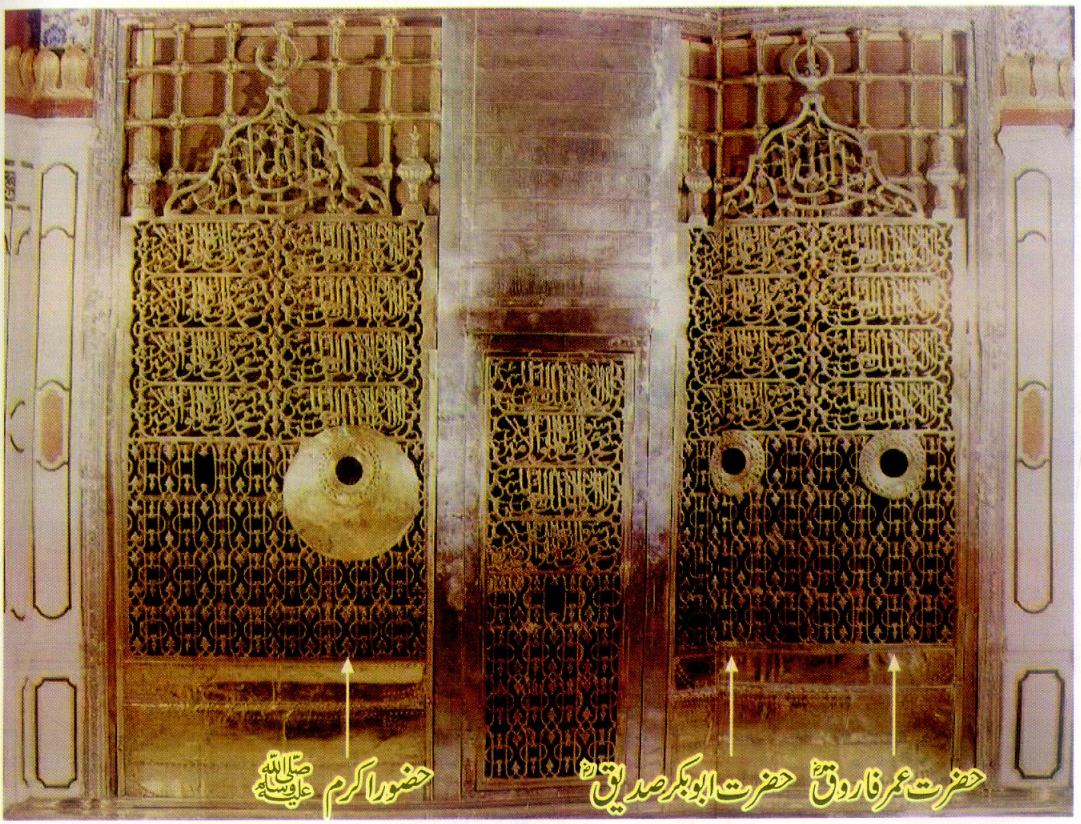
مواجیہہ شریف کی بیرونی جالیاں جسکے اندر ایک پختہ پتھر کی چاردیواری اور دوسری پنج پہلو دیواروں کے اندر لحد مبارک نبی اخرالزماں ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نچلے تہہ خانہ میں واقع ہیں۔

حرم قدس کی حدود میں واقع دوسری اہم اور خوبصورت عمارت ''گنبد صخرہ'' جو حرم کے صحن میں واقع ایک قدرتی چٹان پر تعمیر کی گئی ہے۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک نے اسے انتہائی توجہ اور محنت سے تعمیر کروایا تا کہ مسلمان عیسائیوں کے شاندار گرجا گھروں سے مرعوب نہ ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ شاہکار تعمیر عجائبات عالم میں سے ہے مگر مسلمانوں کی نااہلی ہے کہ وہ اپنے اس ورثے کی اہمیت اور سحر انگیز خوبصورتی سے دنیا کو آگاہ نہیں کر سکتے۔ دائیں طرف مسجد کے مرکزی ہال کا گنبد اور سلاطین اسلام کے تعمیر کردہ دیگر تاریخی آثار نظر آ رہے ہیں۔

امام الانبیاء نبی آخر الزماں محسنِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات، وجود مظاہر کائنات سے عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے۔کائنات کی جملہ رونقیں اللہ کے نور اور حسن لازوال کی وجہ سے ہیں۔ اسکا نور، جمال نہ ہوتو سب ویران ہو جائیں۔اس کائنات کی جملہ مخلوق کو نور اور وجود اسی خالق حقیقی سے ملا ہے۔ حسن وجمال یا خوبی وکمال کی کوئی رمق اگر کہیں نظر آتی ہے تو اسی کی ذاتِ مبارکہ کا پرتو ہے۔ البتہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات ہر قسم کی مثال سے مبرا ہے۔ملاحظہ ہو سورۃ شوریٰ آیت 11:

لَیسَ کَمِثْلِهِ شَیٌ - لا مِثَالَ لَهُ

ترجمہ "اسکی تشبیہ کسی چیز سے نہ دی جاسکتی ہے۔وہ بے مثال ہے"

پھر بھی انسانوں کی راہ ہدایت کیلئے اسکے نور کی مثال سورۃ النور کی آیت 35 کی ابتدائی اور آخری سطور میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔اللہ راہ دکھاتا ہے اپنے اس نور سے جس کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لیئے ایسی مثالیں بیان فرماتا ہے"

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں اکمل اور "**احد**" ہے جسکا مفہوم ہے کہ وہ ذات واحد اور لاشریک لہٗ ہے قرآن میں صرف ایک جگہ سورۃ اخلاص میں اپنے احد ہونے کا اعلان کیا اس طرح کہ قُل ھُوَاللّٰہ اَحَدْ۔

اللہ تعالیٰ کا گنجینہِ حُسن مخفی تھا۔اس نے چاہا کہ پہچانا جائے۔اسلئے تخلیق کائنات اسکی کچھ صفات کا مظہر ہے۔گو کائنات اپنی تمام تر رعنائیوں، لطافتوں اور حکمت کے ساتھ معرض وجود میں آئی مگر اس سے فیضیاب ہونے والا کوئی نہ تھا۔کوئی اسکی حکمتوں کو سمجھنے والا نہ تھا۔اسکی تخلیق کردہ اشیاء کو تصرف میں لانے والا کوئی نہ تھا کہ دنیا ومافیہا کی تخلیق کے مقصد کو سمجھ سکے حتّٰی کہ اپنے خالقِ حقیقی تک رسائی حاصل کر کے وہ خالق کائنات کا رازدان بن جائے۔اس مقصد کیلئے باری تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ورنہ اس کی عبادت وحمد وثناء کیلئے لاتعداد ملائکہ اور جنات موجود تھے۔جنکو ماسوائے عبادت کے اور دیگر امور سے غرض نہیں تھی اس لیے انہیں علومِ ظاہری وباطنی سے بہرہ ور نہ کیا گیا۔

اس لئے حدیث قدسی کی رو سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اَلْاٰ دَمُ سِرّیِ وَاَنَا سِرّ ہٗ

" کہ آدم میرا بھید ہے اور میں اسکا راز ہوں"

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ربانی ہوا کہ

کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً.......الخ

" کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے اس کو ظاہر کر دیا تا کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں"

حضرت آدم علیہ السّلام کی تخلیق بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی ابتدا میں جب آدم کو علوم سے بہرہ ور کر دیا گیا تو وہ مسجودِ ملائکہ بن گئے۔ جسکی انتہا یہ ہوئی کہ معراج کے ذریعہ اپنے اکمل ترین بندے کو اللہ تعالیٰ کا نہ صرف قرب حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا بلکہ اس کو آخرت کا مشاہدہ بھی کرا دیا گیا تا کہ مسلمان آخرت کے جس عقیدہ پر بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اسکا چشم دید گواہ بھی یوم حساب موجود ہو۔

ارواح انسانی سے پہلے حضرت محمد ﷺ کی حیثیت ستارہ نور کی مانند تھی۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ

"میں اللہ تعالیٰ کے پاس اسوقت بھی خاتم النّبیّن لکھا ہوا موجود تھا جب آدم علیہ اسلام اپنی تخلیق سے قبل روح وخاک کی آمیزش کے مراحل میں تھے"

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے نام "**اَحَدْ**" میں "**م**" کا اضافہ کر دیا اور عرش اعظم پر "**احمد**" کندہ کر دیا۔ یہ وہ نور ہستی ہے جنکا نام عرش بریں کے ہر حصہ میں طوبیٰ وسدرہ کے پتوں پر نقش تھا۔ اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اپنی تخلیق کے بعد آنکھ کھولتے ہی عرش اعظم پر اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا اسم مبارک "**احمد**" لکھا ہوا پایا۔

ملائکہ عالم ملکوت میں اپنی تخلیق کے وقت سے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے چلے آرہے ہیں جو تا ابد اس طرح کرتے رہنے کے پابند ہیں کیونکہ انکی تخلیق اسی مقصد کیلئے ہوئی جس پر انہیں ناز اور فخر ہے کہ جن وانس اور نفوسِ جملۃ العرش میں باری تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد وثناء کرنے کا صرف انہیں شرف حاصل ہے۔ اس طرح وہ عبادت الٰہی میں خود کو سرخیل سمجھتے تھے لیکن عالم ملکوت میں انہیں ایک ذاتِ اقدس جو ان سے بھی افضل نظر آتی تھی ان کا اسم "**احمد**" تھا جس کا لغوی معنی ہے "**سب سے زیادہ حمد و ثناء کرنے والا**"۔ نزول قرآن سے ہزارہا سال قبل تورات وانجیل میں نبی آخرالزمان کی حیثیت سے آپ ﷺ کا ذکر آیا۔ انجیل یوحنا کے باب میں حضور ﷺ کی جانب حوالہ لفظ

فارقلیط سے ملتا ہے جس کا مفہوم بجز "**احمد**" کچھ اور نہیں بنتا۔ تفسیر حقانی میں فاضل مؤلف نے فارقلیط کی آمد کی بشارت پر سورۃ صف کی تفسیر میں تفصیلی بحث کی ہے۔ اسکی تائید میں کلام حکیم کی سورۃ الصّف 61 آیت 6 میں یوں ذکر آیا ہے

"عیسیٰ بن مریم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تصدیق کرتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جسکا نام "**احمد**" ہے"۔(6:61)

مندرجہ بالا استدلال کی تائید تحریر انجیل برناس سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں اسطرح آیا ہے:

"مرحبا تجھ کو اے میرے بندے آدم اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے، جو اس وقت بہت سال بعد دنیا میں آئے گا اور میرا رسول ہوگا۔ اس کے لیے میں نے چیزوں کو پیدا کیا۔ وہ رسول جب آئے گا تو دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔ یہ وہ نبی ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی (نور) میں ساٹھ ہزار سال قبل اس لئے رکھی گئی تھی کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں۔ پس آدم علیہ السّلام نے بمنّت یہ کہا کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کو دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں پر عطا کی۔ داہنے ہاتھ کے ناخن پر عبارت لا الٰہ الا اللہ اور بائیں ہاتھ کے ناخن پر محمد رسول اللہ"۔ تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پوری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں سے ملا۔ (انجیل برناس 60)۔

حضرت آدم علیہ السّلام کے بعد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؤ رسل مبعوث ہوئے جو سلسلہ حضرت محمد ﷺ پر منتج ہوا۔ جنکی ولادت کی دعا انکے جدّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کعبۃ اللہ کی دیواریں استوار کرتے وقت مانگی اور جنکی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے دی۔ عالم ملکوت میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام "**احمد**" رکھا اور عالم ناسوت یعنی کائناتِ دنیا میں آپ ﷺ کا نام "**محمدؐ**" رکھا اس کا لغوی مفہوم ہے "**جسکی سب سے زیادہ تعریف کی گئی**"۔ یہ انعام نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے سب سے زیادہ حمد وثناء کرنے کی ستائش کے صلہ میں عطا فرمایا کیونکہ آپ ﷺ اپنی تخلیق سے لیکر تا ابد حتّٰی کہ جنّت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے کے بعد بھی ہمیشہ باری تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے رہیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ اور

جن وانس اللہ سبحانہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ کی تعریف وتوصیف کرتے رہیں گے۔ جس کا کوئی اختتام نہیں۔ علاوہ ازیں کلام حکیم میں بھی چار مرتبہ اس نام سے خطاب فرمایا گیا۔

اللہ سبحانہُ تعالیٰ نے مذکورہ ناموں سے کائنات میں کسی شخص، نبی، پیغمبر یا رسول کو سرفراز نہ فرمایا۔ اس میں یہ حکمت کارفرما ہے کہ ہمارے نبی ﷺ سے بڑھ کر نہ تو کوئی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے والا ہوا اور نہ ان سے بڑھکر کسی کی تعریف وتوصیف کبھی کی گئی۔ بلکہ تاابد ممکن نہ ہے، اس لیئے آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو ہر دوصورت میں زمان ومکان کی قیود کے تناظر میں نہ دیکھا جا سکتا ہے بلکہ ایسا کرنا نبی آخرالزماںؐ کی قدرومنزلت کو کم کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس مقام ومرتبت کا اندازہ سورۃ احزاب کی آیت 56 سے لگایا جاسکتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"بے شک اللہ تعالیٰ، اسکے فرشتے درود اور سلامتی بھیجتے ہیں ان پیغمبر (نبی آخرالزماںؐ) پر،

اے ایمان والو تم بھی ان پر خوب درود اور سلام بھیجا کرو"

یہ وہ مقام، منزلت اور رتبہ ہے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا، رسول وپیغمبران میں سے کسی کو نہ ملا کیونکہ اپنے عمل وکردار اور مرصّع صفات سے صرف حضرت محمد ﷺ اس کے مستحق قرار پائے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کو اپنی امت کی زندگی کی کسی ایک برائی کی اصلاح کیلیئے مبعوث کیا گیا۔ اس مقصد کے حصول کیلیئے انہیں ہزار سالوں تک طویل عمریں بھی عطا ہوئیں لیکن نہ امت کی اصلاح ہوئی نہ ایمان لانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ جبکہ رسالتمآب حضرت محمد ﷺ نے بعثت نبوی کے بعد 23 سالوں کے دوران نہ صرف یہ کہ ایک اُمّتِ مسلمہ بنادی بلکہ انکے لیے مکمل ضابطہ حیات جاری وساری کر دیا۔ انہیں ابدی ضابطۂ حیات قرآن اور اپنی سنّت کی صورت میں دیا۔ جس پر خود عمل کر کے دکھادیا کیونکہ رسول مقبول ﷺ قرآن کی مجسّم تفسیر ہیں جنکی اِتّباع کر کے امتِ مسلمہ میں آلِ رسول، خلفائے راشدین، کبار صحابہ کرام اور ولیوں کو رسولوں جیسا مرتبہ حاصل ہوا۔

امت مسلمہ کی اس فضیلت اور اسکے ہادی وراہنما نبی آخرالزماں ﷺ کے مرتبہ واعزاز کی بناء پر انبیا اور رسولوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کا امتی ہونے کی خواہش کا اظہار کیا جبکہ حضرت جبرائیل امین نے بھی اتنے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود حضور رسالتمآب ﷺ کا امتی ہونے کی تمنّا کی تھی۔ ان میں سے صرف حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہ السّلام کی نسل سے جلیل القدر پیغمبران کی آخری کڑی حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی خواہش پوری ہوئی جن کو صلیب دیتے وقت آسمان پر اٹھا لیا گیا اور انہیں قیامت سے پہلے کرہ ارض پر اتارا جائیگا جو بطور نبی نہیں بلکہ بحثیت امتی نبی آخر الزمان ﷺ دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کریں گے، بعد وصال حضور نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں انکی تدفین عمل میں آئے گی بروز قیامت نبی اکرم ﷺ اور ان کے دونوں مقتدر خلفائے راشد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ہمراہ اٹھیں گے۔

حجتہ الوداع کے موقع پر کم و بیش اتنے ہی صحابہ تھے جتنے تمام انبیا، رسول و پیغمبر مبعوث ہوئے وہاں اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے پیش کردہ دینِ اکمل کی حاضر صحابہ کرام سے تائید حاصل کی اس وقت آپ ﷺ نے آسمان کی جانب منہ کر کے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ سُن لے کہ میں نے اپنا فرض منصبی پورا کر دیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کا اس طرح اظہار ہوا اسکا حوالہ کلام حکیم میں یوں آیا:

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا ؕ (المائدہ 3:5)

" آج کے دن تمہارے لیے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا، میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا"

یہاں ایک اور مقامِ مرتبت کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اسمائے گرامی **"احمد"** اور **"محمّد"** کی مناسبت سے ایک تیسرا نام آپ ؐ کی ذات والاصفات سے منسوب ہے جو لفظ **"محمود"** ہے جسکا معنیٰ ہے **"خوبیوں کا سب سے اعلیٰ درجہ"**۔ ملاء اعلیٰ میں بعد روز قیامت اللہ تعالیٰ حضور نبی آخر الزماں ﷺ کو افضل ترین مقام پر متمکن فرمائے گا اور وہ ہے **"مقامِ محمود"** جسکا حوالہ قرآن مجید میں آیا اور ہر اذان کے بعد دعا میں اسکا اعادہ کیا جاتا ہے یعنی کائنات میں آپ ﷺ جیسی پاک و مطہرہ ذات اور اعلیٰ و ارفع صفات سے مرصّع حامل کوئی ذات نہ تھی نہ ہے اور نہ ہو گی جو اس افضل ترین مقام پر فائز ہونے کی مستحق ہوتی کہ یہ وہ مقام ہے جہاں سرفرازی کا مقام کسی نبی، پیغمبر یا رسول کو حاصل نہ ہوا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سورۃ بنی اسرائیل آیت 79۔ احادیث صحیح مسلم و بخاری اور فتح الباری) پس پاک ہے وہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ جس نے اپنے نبی کا پاک نام رکھا اور پاکیزہ ہے وہ نبی جسے اسکے معبود نے ایسی فضیلتوں سے سرفراز فرمایا۔

ولادت باسعادت نبی اکرم ﷺ:

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اور بعثت باکرامت سے قبل یونان اپنی عظیم الشّان تہذیب کے صرف کھنڈرات کا منظر پیش کرنے کے لیے رہ گیا تھا۔ اہل یونان اس کھنڈر کے ملبے تلے دب کر رہ رہے تھے۔ یونانی حکماء نے اپنے فلسفہ کے زور پر ہر مسئلہ حل کرنا چاہا۔ اس دور کا یونان فلسفیوں سے بھرا پڑا تھا اور ارشمیدس، اقلیدس، بطلیموس، سقراط وبقراط، ارسطو اور افلاطون موجود تھے۔ لیکن یونان کی چمکتی دمکتی اکیڈمیوں میں گھمبیر اندھیرا جاگزیں تھا۔ جبکہ یہ دنیا منوّر ہوئی تو غارحرا کے گوشہ سے طلوع ہونے والے آفتابِ نبوت ﷺ سے، دنیا کو امان ملی تو پیغمبر ﷺ کے گوشۂ دامن میں، حبش، روم، فارس اور نجد سے آنے والے ارقم کے چھوٹے سے گھر میں بحر و برّ بن کر گوشہ نشین ہوگئے۔

حضرت کعب بن زبیرؓ نے فرمایا کہ میں نے توراۃ میں لکھا دیکھا ہے کہ محمد ﷺ میرے (خدا کے) رسول اور بندۂ مختار ہیں۔ نہ درشت خو، نہ سخت گو۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ عفو سے کام لیتے ہیں۔ مکہّ میں پیدا ہوں گے اور ہجرت کر کے مدینہ طیبہ جائیں گے۔ ان کی زبان بے حد حمد وثناء کرنے والی ہوگی۔ خوشی وغمی، راحت وتکلیف دونوں حالتوں میں اللہ کا شکر اور اس کی تعریف کرے گی۔ یہ لوگ جہاں مقیم ہوں گے اللہ کی بڑائی (اللہ اکبرؔ) بیان کریں گے۔ جنگ اور نماز میں مساوی صفیں باندھیں گے اور رات کے وقت ان کی آواز پست اور مکھیوں کی بھنبھناہٹ ایسی ہوگی (یعنی چھپ کر عبادت کریں گے)۔

ہادیِ رحمتِ عالم ﷺ کی تشریف آوری کا مژدہ حضرت مسیحؑ وحضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے ہی نہیں دیا بلکہ تمام انبیا کرام دیتے چلے آئے تھے۔ حتیٰ کہ اُن تمام انبیاء و رُسل کی امامت کا فرض حضور ﷺ کو سپرد کیا گیا تھا۔ اسی لیے معراج سے قبل مسجد اقصیٰ میں حضور ﷺ کی اقتداء میں تمام انبیا و رُسل نے نماز ادا کی۔

یہ وہ نورِ ہستی ﷺ تھی کا نام عرش اور جنّت کے ہر غرفہ۔ ہر قصر، ہر طوبیٰ وسدرۃ کے پتّوں پر اور ملائکہ کی آنکھوں میں مکتوب تھا۔ وہ خلیفہ مطلق جن پر ایمان لانا انبیا سابقین اور ان کی اُمتوں پر لازم کیا

گیا۔ وہ حق کا نور جو پیشانئ آدمؑ میں آفتاب کی طرح چمکا اور اس نور کی وجہ سے ملائکہ کو سجدہ کا حکم ہوا جن کے بارے میں حضرت آدم علیہ السّلام نے یہ وصیّت فرمائی کہ یہ نور ارحام طیّبہ اور اصلابِ طاہرّہ میں منتقل کیا جائے۔ اسی لئے وہ آسمانِ نبوّت کے منبر اعظم جس کے نور کی روشنی اس کے آباؤ اجداد وخزیمہ مدرکہ عبدمناف۔ ہاشم وعبدالمطلب وغیرہ کی پیشانیوں میں جگمگاتی تھی۔

علامہ جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم خصائص کبریٰ میں اس مضمون کی حدیثوں کا ذکر کیا ہے کہ جنّت کی ہر چیز پر۔ حوروں کی پیشانیوں پر جنّت کے درختوں کے پتّوں پر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ط کے الفاظ مسطور ہیں۔

حضرت آدم علیہ السّلام نے آنکھ کھولتے ہوئے عرشِ اعظم پر اللہ کے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام لکھا ہوا پایا۔ جبرئیل امین فرماتے ہیں کہ میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو کھنگال ڈالا مگر حضور ﷺ سے افضل کسی کو نہ پایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے نبی اکرم ﷺ کی بطور نبی آخر الزماں ہونے کی بشارت دی۔ انجیل میں آپ کا نام "احمد" تحریر ہے۔ خود نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دُعا اور حضرت عیسیٰ علیہ لسّلام کی بشارت ہوں"

ظہور قدسی ﷺ سے قبل کے حالات اور سلسلہ نسب:

پچیس سو سال قبل مسیحؑ خطۂ عرب کاروان تجارت کی گزرگاہ تھا جس کو دو ہزار سال قبل مسیحؑ حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہ السّلام نے آباد کیا۔ توراۃ میں خطۂ عرب کا ذکر "فاران" کے نام سے آیا ہے۔ خطۂ عرب میں چار مذاہب کے پیروکار آباد تھے۔

1۔ ستارہ پرست 2۔ مجوسیت 3۔ یہودیّت (یمن) 4۔ عیسائیّت (شام)

لیکن مذکورہ مذاہب اپنی اصل صورت میں باقی نہ رہے تھے۔ اخلاقی حالت ابتر تھی خانہ کعبہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ ہر قبیلہ کا علیحدہ بت تھا جہاں حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ کا سلسلہ نسب پچاسویں پشت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام سے جا ملتا ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی اولاد میں سے حضور اکرم ﷺ سے اکیسویں پشت میں سب سے مشہور شخصیت جناب "عدنان" کی تھی جو ملّتِ ابراہیمی پر قائم اور حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی نسل

میں مشہور ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ کے جدامجد میں سے ان کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ ان کے بعد حضرت عدنان کی اولاد میں سے سب سے زیادہ شہرت یافتہ شخصیت جناب " قصیؒ بن کلاب " کی تھی جو سابقہ ریاست مکہ کے قومی ہیرو اور فرمانروا تھے۔ اُن سے سرورِ کائنات ﷺ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں ملتا ہے۔ ان کا قبیلہ قریش تھا جو دس خاندانوں پر مشتمل تھا۔ حضرت قصیؒ ابن کلاب کلید کعبہ کے حامل تھے۔ جناب قصیؒ کے دورِاقتدار میں اہل قریش کو باقی عرب اقوام پر عظمت و برتری حاصل تھی۔

رسول مقبول ﷺ کے والدین کا مقام منزلت:

حضرت قصیؒ بن کلاب کے چھ فرزند تھے جس میں ایک عبد مناف تھے۔ نبی اکرمؐ کا خاندان انہی کی اولاد ہیں۔ حجاج کرام کی مہمان نوازی انہی کے سپرد تھی۔ عبد مناف کے چار بیٹے تھے جن میں سے ایک جناب ہاشم تھے جو نہایت حسین و جمیل۔ مدبّر اور صالح تھے۔ حضرت قصیؒ کے بعد ان کی تمام اولاد میں جناب ہاشم کو سب سے زیادہ عزّت وشہرت حاصل ہوئی۔ بنو ہاشم کا خاندانی پیشہ تجارت تھا اور حاجیوں کا قیام وطعام ان کے سپرد تھا۔ آپ جاڑوں میں یمن اور گرمیوں میں شام کی طرف تجارّت کے قافلے لیکر جاتے تھے۔ جناب ہاشم کے حسن و جمال اور عزّت وشہرت سے متاثر ہوکر ہرقل بادشاہ نے اپنی بیٹی آپ کے عقد میں دینا چاہی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

جناب ہاشم کے ماتھے پر نورِ نبوّت چمکتا تھا۔ اسی لئے یہودی علماء آپ کو سجدہ کرتے تھے جناب ہاشم کے بیٹے حضرت عبدالمطلب تھے جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی دو سال کفالت کی جو رسالتمآب ﷺ کے دادا تھے جن کے سب سے چہیتے فرزند عبداللہ تھے۔ حضرت عبدالمطلب کے سپرد خانہ کعبہ کی تولیّت تھی اور حجاج کرام کی خدمت کرنا سپرد تھی جو اہل قریش کی سب سے مقتدر شخصیّت تھے۔ حضرت عبدالمطلب کو رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادّت کی نسبت بشارت خواب میں دی جا چکی تھی۔ انہوں نے خانہ کعبہ میں بھی دُعا کی تھی۔ کیونکہ انہیں اپنے سب سے چھوٹے بیٹے حضرت عبداللہ سے بے پناہ محبّت تھی۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی وصال فرما گئے تھے۔

واقعاتِ ظہورِ قدسی ﷺ:

عالم دہر میں حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری کی دھوم مچی ہوئی تھی دیوار و در چمک رہے تھے۔ ماہِ چرخِ نبوّت منازل طے کرتا ہوا اپنی آخری منزل پر پہنچا۔ قلبِ پدر سے رحمِ مادر میں آیا تو یہی وہ شب تھی کہ آسمانی انوار نے زمین کو بقعہ نور بنا دیا تھا۔ ملائکہ کا نزول ہو رہا تھا۔ وحوش وطیور محوِ شادمانی تھے۔ بے زبانوں کو نطقِ گویائی مل گئی تھی۔ اس موقع پر نجومی اور اہل علم کہنے لگے کہ کتبِ سابقہ کی تحریروں کے مطابق تو یہی نورِ الٰہی کے ظہور کے آثار ہیں۔ الغرض خشکی وتری، بحر و برّ، صحراء و کوہسار اور شہر و قریہ میں سید المرسلین ﷺ کی تشریف آوری کا غلغلہ تھا۔ اہل علم و نظر نے اُس ستارہ کو پہچان لیا تھا۔ جو اُس سلطان ذی شان کے ظہور کی علامت بتایا گیا تھا۔ یہ وہ مبارک ساعت تھی جب فرشِ زمین، عرشِ بریں کی روشنی سے جگمگانے لگا۔ آسمان کے ستارے زمین سے اتنے قریب ہوئے کہ دیکھنے والوں کو یہ ڈر ہونے لگا کہ یہ کہیں زمین پر نہ گر پڑیں۔ عالم غیب سے کارکنوں نے تین پرچم اس خطّہِ ارض پر نصب کئے۔ ایک مشرق۔ دوسرا مغرب اور تیسرا بام کعبہ پر جو اس بات کی غمازی کرتے تھے کہ ان کا دین شہر مکّہ کے خانہ کعبہ سے ظاہر ہو کر مشرق و مغرب تک پھیلے گا۔

"چمنستان دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں۔ چرخِ نادرہ کار نے بزم عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دئے۔ سیّارگانِ فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جاں نواز کے لئے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنان قضاء و قدر کی بزم آرائیاں، عناصر کی جدّت طرازیاں، ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں، ابر و باد کی تردستیاں، عالم قدس کے انفاسِ پاک، توحید ابراہیمؑ، جمال یوسفؑ۔ معجز طرازئ موسیٰؑ۔ جاں نوازی مسیحؑ، سب اسی لئے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں اور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کام آئیں گے"۔

"آج کی صبح وہی صبح جواں نواز، وہی ساعت ہمایوں، وہی دور فرخ فال ہے۔ ارباب سیر اپنے محدود پیرایۂ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے ۱۴ کنگرے

گر گئے ۔ آتش کدہ فارس بجھ گیا.... دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شانِ عجم۔ اور شوکت روم ۔ اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر آتش کدہ کفر، آذر کدہ گمرہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی ۔ بت کدے خاک میں مل گئے ۔ شیرازہ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے ۔ توحید کا غلغلہ اٹھا۔ چمنستان سعادت میں بہار آ گئی، آفتابِ ہدایت کی شعائیں ہر طرف پھیل گئیں، اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اُٹھا۔ یعنی یتیمِ عبداللہ، جگر گوشۂ آمنہ، شاہِ حرم، حکمران عرب، فرمانروائے عالم، شہنشاہ کونین عالمِ قدس سے عالمِ امکاں میں تشریف فرمائے عزت و اجلال ہوا۔ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ۔

(اقتباس ازاں سیرت النبیؐ از علامہ شبلی نعمانیؒ ، علامہ سید سلیمان ندویؒ)

ماہ ربیع الاوّل میں صرف ظہور قدسی ﷺ نہیں ہوا بلکہ عالم نو طلوع ہوا۔ جس روز نبی اکرم ﷺ نے جہاں خاکی میں قدم رکھا اس روز سے تاریخ عالم نے نئے سفر کا آغاز کیا اس روز ایک ماں سے سعادت مند فرزند کا جنم نہیں ہوا بلکہ مادرِ گیتی نے ایک انقلاب کو جنم دیا۔ اس دن محض آمنہ بی بیؓ کا گھر منوّر نہیں ہوا بلکہ تیرہ و تار خاکدان ہستی روشن ہوا۔ جس کے قدم رنجہ فرمانے سے زندگی پر شباب آ گیا اور صدیوں سے دیکھے جانے والے خواب کی تعبیر مل گئی۔ اس کی بارگاہ نسبّت سے زمین ارجمند بنی اور اس کی پائیگاہ کے بوسے سے آسمان بلند ہو گیا۔ اس کی تاب رو سے شش جہت کائنات کو روشنی ملی اور اس کے حلقہ نو میں حیاتِ منتشر کو آسودگی نصیب ہوئی۔

آدمیّت کو اپنی حرمت اور مقام و مرتبّت کا علم نہ تھا۔ اسے اپنی وسعت کا ادراک ہی نہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے آ کر بتایا کہ اس کی حرمت کعبۃ اللہ سے افضل اور اس کی ذات رازِ الٰہی کی مظہر ہے۔ اس کی تخلیق صرف حرف " کُن " سے نہیں بلکہ خاص دستِ قدرت سے ہوئی، وہ امانت الٰہی کا حامل بنا۔ اسے ارادہ اور اختیار کا وصف عطا کیا گیا۔ وہ اپنے ذرہ ہستی میں صحرا ہے اور قطرہ وجود میں قلزم۔ درحقیقت کائنات کا اعتبار بلند ہوا کہ انسانیت کا وقار یہ سب کچھ صاحب لولاک ﷺ کے دم قدم سے ہے۔

ہمارے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جان جہاں اور روح کائنات ہیں آپ ﷺ کے پھیلائے ہوئے نور سے یہ کائنات منوّر ہے۔ آپ ﷺ کی پھیلائی ہوئی خوشبو سے پورے آفاق معطّر ہیں۔ آپ ﷺ ہی وہ ہستی ہیں جن کے آنے سے دنیا میں بہار آئی جن کی آمد سے خالق اور اس کے بندوں کے درمیاں ٹوٹا ہوا رشتہ بحال ہوا۔ جن کے آنے سے انسانیت کو معراج نصیب ہوئی۔ کمزوروں و ناداروں کو قوت ملی۔ بے سہاروں کو سہارا ملا۔ حق کے طلب گاروں کو راہِ حق و عدل اور اپنے رب سے حقیقی شناسائی ملی۔ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ " کَانَ خُلُقُہٗ القرآن " کہ پورا قرآن آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ میں جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ اسی ضمن میں مولانا قاری محمد طیّب جیّد عالم دین دیوبند نے کیا خوب فرمایا کہ جو چیز قرآن کریم میں " قال " ہے وہ ہمارے محبوب کریم ﷺ کا "حال" ہے۔ جو الفاظ قرآن مجید میں نقوش ہیں وہی ذات مصطفوی ﷺ کے اعمال ہیں۔

امام الانبیاء حضرت محمّد ﷺ دُنیا میں اُس وقت تشریف لائے جب آفتابِ توحید کفر و شرک کی گھٹاؤں میں پنہاں ہو چکا تھا۔ کواکب پرستی، آتش پرستی، عناصر پرستی کا رواج تھا۔ منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے سینکڑوں مذاہب تھے۔ لیکن اللہ کا نور ان میں کسی کے پاس نہ تھا۔ سارے ادیان و مذاہب مسخ ہو چکے تھے۔ مُنزّل مِنَ اللہ کتابوں کا لوگ نام تو لیتے تھے لیکن ان کی تعلیمات میں کثرت سے تحریفات شامل تھیں۔ خدا کے وجود سے منکر تو ظاہر مگر ماننے والے پوشیدہ تھے۔ حضور اقدس ﷺ کی بعثت سے دُنیا کفر و شرک کی نجاستوں سے پاک ہوگئی اور فضاء آسمانی توحید کے نغموں سے گونج اُٹھی۔

حضرت محمّد الرسول اللہ ﷺ کا کوہ صفا کا خطبہ مکہّ کی فضاؤں میں گونجا اور کچھ ہی عرصہ بعد کُل جہاں نغمۂ توحید سے معمور ہو گیا۔ آفتابِ توحید چمکا اور سارا عالم بقعۂ نور ہو گیا۔ مخلوق اپنے خالق کے آگے جھک گئی۔ عبد و معبود کا ٹوٹا رشتہ جوڑ دیا گیا۔ شریعتِ حقّہ پر لوگ گامزن ہو گئے۔ معرفتِ الٰہی کے بند دروازے کھل گئے۔ بت کدے سرنگوں ہو گئے۔ آتش کدے سرد ہوئے اور کفر و شرک کے خس و خاشاک دریائے وحدت میں بہہ گئے۔ آپ ﷺ ہی کی بابرکت بعثت سے دنیا کو بے پناہ سعادتیں نصیب ہوئیں۔ جن سے کائنات کا وجود ہوا۔ آپ ﷺ کے اس احسان عظیم کے بارِگراں سے کبھی صرفِ

نظر ممکن نہیں۔ آپ ﷺ سچ مچ رحمت اللعالمین ہیں۔ محمد ﷺ عبدِ کامل ہیں۔ خاتم الانبیاء ہیں۔ علم کے دریائے رواں ہیں۔ معرفت کے بحرِ زخار ہیں۔ مساوات کے سب سے بڑے داعی اور راہنما ہیں۔ امن وانصاف کے سب سے بڑے علمبردار ثابت ہوئے۔ جنہوں نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ بنی نوع انسان کے لئے دین اسلام کی صورت میں ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کیا۔

فَاِنَّ مِنۡ جُوۡدِكَ الدُّنۡيَا وَضَرَّتَهَا ☆ وَمِنۡ عُلُوۡمِكَ عِلۡمَ اللَّوۡحِ وَالۡقَلَمِ

ترجمہ: ہر دو عالم حضور ذات اقدس کے طفیل ظہور میں آئے اور لوح وقلم کا علم آپ ﷺ کے علم کا ایک جزو ہے۔

(شعر از قصیدہ بردہ شریف از اںشرف الدین محمد بوصیریؒ)

اصل تاریخ پیدائش:

تاریخ ولادت باسعادت حضور اکرم رسالت مآب ﷺ کے متعلق مصر کے مشہور زمانہ ہیئت دان محمود پاشا فلکی نے ایک تحقیقی مقالہ لکھا جس میں انہوں نے دلائل ریاضی وعلم نجوم سے ثابت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت 9 ربیع الاول بروز دوشنبہ مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو ہوئی۔ تاریخ ولادت کے متعلق مختلف آراء جو مشہور سوانح حیات ﷺ میں درج ہیں ان کے حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

1۔ سیرۃ النبی از علامہ شبلی نعمانیؒ ...... سوموار 9 ربیع الاوّل ۲۰ اپریل ۵۷۱ء

2۔ رحمۃ اللعالمین از سید سلیمان ندوی .... " " " ۲۰/۲۱ "

3۔ تاریخ ابن ہشام از ابن ہشام ...... " " " ۲۲ "

4۔ سیرۃ المصطفیٰ از مولانا محمد ادریس کاندھلوی....... ۸ ربیع الاوّل ۵۷۰ء

5۔ قصص القرآن از مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاری...... ۹ ربیع الاوّل ۲۱ اپریل ۵۷۱ء

6۔ محسن انسانیت از نعیم صدیقی .... ۹ " " ۲۲ " ۵۷۱ء

7۔ ترجیحی قول .... 9 ربیع الاوّل مطابق ۲۲ / ۲۰ اپریل ۵۷۱ء

حضور نبی اکرم ﷺ کا شجرۂ نسب اور خاندان

حدیث نبوی:- بروایت حضرت ابن عباس، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"اللہ تعالیٰ نے خلق کی تخلیق فرمائی تو مجھے سب سے اچھے گروہ میں بنایا۔ پھران کے دو گروہوں میں سے زیادہ اچھے گروہ کے اندر رکھا۔ پھر قبائل کو چنا تو مجھے سب سے اچھے قبیلے کے اندر بنایا، پھر گھرانوں کو چنا تو مجھے سب سے اچھے گھرانے میں بنادیا۔ لہٰذا میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب سے اچھا اور اپنے گھرانے کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں"

منصبِ نبوت پر سرفرازی سے پہلے حجاز مقدّس کی عظیم ہستی جو صادق اور امین موسوم تھی ان سے عقد کے لیے حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے بڑی عمر اور بیوہ ہونے کے باوجود خود پیغامِ عقد بھیجا جو اُس ذاتِ اقدس ﷺ نے قبول فرمایا۔ اسی طرح بعثتِ نبوی ﷺ کے بعد کلام حکیم کی اس درج ذیل آیات کی رُو سے کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو اللہ تعالیٰ دوسری عورتوں کی نسبت ان کی نیکیوں کا دُگنا اجر عطا فرمائے گا، اور انہیں اُم المومنین قرار دیگا۔ اس لیے بیشتر نیک، صالح اور اعلیٰ حسب ونسب کی خواتین نے خود نبی اکرم ﷺ سے عقد کی خواہش کا اظہار کیا جس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے کثرتِ ازدواج کی اجازت ملنے پر نئی امت کی تربیّت اور اصلاحِ معاشرہ کی خاطر رسول مقبول ﷺ نے ان بیوہ گان، یتیم اور بے سہارا معزّز خواتین سے عقد فرمایا۔ جس سے مُسلم خواتین میں تبلیغ اسلام اوران کے نسوانی مسائل کی راہنمائی مہیّا کرنا بھی مقصود تھا۔

حجاز اور گردونواح کے ممالک کی اقوام میں صدیوں سے جس طرح غلاموں کی خرید وفروخت عام تھی اسی طرح کثرت ازدواج کا رواج عام تھا۔ اسلام نے اس رواج کو ختم کرنے کے لیے، عام مسلمانوں کو غزوات میں شہید ہوجانے والے صحابہ کرام کی بیوہ گان اور یتیم بچوں کی سرپرستی کا حکم دیا، لیکن ان کے حقوق کی انجام دہی میں کوئی امر مانع ہونے کے سبب ان سے چار کی حد تک شادی کرنے کی اجازت دی گئی۔ یہ اجازت عام حالات میں تمام مسلمانوں کے لیے نہ تھی کیونکہ کثرت ازدواج یا

باندیوں، غلام اور کنیزوں کو ذاتی ملک میں رکھنے کی بجائے انہیں آزاد کر کے یا انکی باہمی شادیاں کروا کر اس قبیح رواج کو بتدریج ختم کر دیا گیا۔

ہشام بن محمدؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمراہ معزز خواتین سے حسبِ حکم الٰہی عقد فرمایا۔ 13 کے ساتھ قربت و مباشرت قائم ہوئی۔ ایک وقت میں گیارہ ازواج مطہرات موجود تھیں جبکہ بوقت وصال 9 حیات رہیں جنہیں اُمّ المومنین کہلانے کا شرف، اعزاز اور مرتبہ حاصل ہوا۔ انکی صراحت کلامِ حکیم میں اس طرح ملتی ہے:

"جو مومن عورت مہر لئے بغیر نکاح میں آنا چاہے بشرطیکہ پیغمبر بھی اُس سے نکاح کرنا چاہیں (وہ حلال ہے) لیکن یہ اجازت (اے محمد) خاص تم ہی کو ہے عام مسلمانوں کو نہیں" (۳۳:۵۰)

"اے نبی اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ جو کوئی تم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اُس کو دوہرا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے" (۳۳:۳۱)۔

"اے نبی ہم نے آپ کے لئے وہ بیویاں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کے حصہّ میں آپ کو دلوادی ہیں (سورۃ 33 آیت 50)"

ازواج مطہرات، اُم المومنین کے اسمائے گرامی:

1۔ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بنتِ خویلد جن کا تعلق قبیلہ اسد قریش سے تھا۔ آپؓ بیوہ تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب عقد ہوا تو آپؓ کی عمر چالیس سال تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی تھی۔ ان کی زندگی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عقد ثانی نہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد تقریباً انہی کے بطن مبارکہ سے تولّد ہوئی۔ آپؓ کا وصال بعمر 65 سال، 8 ماہ اور 21 یوم ہجرت مدینہ سے تین سال قبل حضرت ابو طالبؓ کے انتقال کے تین روز بعد ہوا اور جائے مدفن مکّہ مکرّمہ میں جنّت المعلیٰ بنا۔

ترتیب وار عقدِ مزید:

2۔ اُمُّ المومنین حضرت سودہؓ بنتِ زمعہ جن کا تعلق قبیلہ عاجر بن لدی قریش سے تھا۔ آپؓ بیوہ تھیں آپؓ کی عمر 30 برس کی تھی جب ہجرتِ مدینہ سے تین سال قبل آپؓ کا عقد ہمراہ نبی اکرم ﷺ قرار پایا۔ آپؓ کا وصال 22ھ میں حضرت عمرؓ کی خلافت کے آخری ایام میں ہوا۔ وہ کُفو سے تھیں۔

3۔ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بنتِ ابوبکر صدیقؓ جن کا تعلق قبیلہ قریش کی تیم شاخ سے تھا۔ آپ واحد ناکتخدا خاتون تھیں جن کا بہت کم عمری میں بحکم خدا عقد ہمراہ رسالتمآب ﷺ ہجرت سے تین برس قبل ہوا اور خانہ آبادی ہجرت کے ایک سال بعد 19 سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ آپؓ کا وصال بعمر 66 سال، 17 رمضان 58ھ میں مدینہ طیّبہ میں ہوا۔ آپکی ابدی آرام گاہ جنّت البقیع قرار پائی۔

4۔ اُمُّ المومنین حضرت حفصہؓ بنتِ عمر فاروقؓ کا تعلق قبیلہ قریش کی عدی شاخ سے تھا۔ بوقت نکاح آپؓ کی عمر مبارک 18 سال تھی جو بیوہ تھیں۔ 3ھ میں حضور اکرم ﷺ سے نکاح ہوا اور 45ھ میں روزہ کی حالت میں وصال ہوا۔

5۔ اُمُّ المومنین حضرت اُم حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ جن کا تعلق قریش کی شاخ شمس سے تھا آپؓ کے پہلے خاوند عبداللہ بن جحش نے ہجرت حبشہ کے بعد مرتد ہو کر عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ لیکن آپؓ دین اسلام پر قائم رہیں۔ 35 سال کی عمر میں 6ھ میں عقد ہمراہ حضور اکرم ﷺ ہوا اور آپؓ کا وصال 44ھ میں ہوا۔ نجاشی بادشاہ حبشہ کے کہنے پر عقد ہوا، اُس نے چار سو دینار حق مہر دیا اور حضور ﷺ کے پاس بھیج دیا۔

6۔ اُمُّ المومنین حضرت اُم سلمہ کا اصل نام ہندہ بنت ابی اُمیہ مخزومی اور والدہ کا نام عاتکہ تھا بنت عامر بن ربیعہ تھا۔ پہلا نکاح ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی سے ہوا۔ آپؓ کی عمر 29 برس تھی 4ھ میں عقد ہمراہ رسول پاک ﷺ قرار پایا، بعمر 84 سال 63ھ میں وصال ہوا۔ ابدی آرام گاہ جنّت البقیع ہے۔

7۔ اُمُّ المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش جن کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ اسد سے تھا۔ آپؓ

رسالتمآب ﷺ کی حقیقی پھوپھی زاد ہمشیرہ تھیں۔ جن کی پہلی شادی حضور نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام منہ بولے بیٹے زید بن حارث سے ہوئی۔ جن سے نباہ نہ ہوسکا۔ مجبوراً حضرت زیدؓ کو اپنی زوجہ محترمہ کو طلاق دینا پڑی۔ اس طرح آپؓ کا عقد ثانی ہمراہ نبی اکرم ﷺ 5ھ میں ہوا۔ جب آپؓ کی عمر 38 برس تھی۔ اس طلاق اور پھر حضور اکرم ﷺ سے شادی کی اجازت کا ذکر کلام حکیم میں موجود ہے۔ آپؓ کا وصال 20ھ میں ہوا۔

8۔ اُمُّ المومنین حضرت میمونہؓ بنت الحارث جن کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ عامر صعصعہ ہلالی سے تھا۔ جو خالد بن ولید اور عبداللہ بن ابنِ عباس کی خالہ تھیں۔ آپؓ بیوہ خاتون تھیں جن کا 27 سال کی عمر میں عقد ہمراہ رسالتمآب ﷺ سال 7ھ میں قرار پایا۔ آپؓ کا وصال 51ھ میں ہوا۔ مکّہ مکرمہ سے چند میل فاصلہ پر وادی حلیمہ سعدیہؓ کی جانب رونده روڈ پر بمقام سرف آپؓ کا نکاح ہوا اور اسی مین روڈ پر آپؓ کا مزارِ اقدس آپؓ کی ابدی آرام گاہ ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے حضور اکرم ﷺ کا یہ نکاح حالت احرام میں پڑھا گیا۔

9۔ اُمُّ المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ بن الحارث جن کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ عامر بنو صعصعہ سے تھا۔ آپؓ بیوہ تھیں جن کا عقد 3ھ میں بعمر 30 سال میں ہمراہ نبی اکرم ﷺ قرار پایا۔ آپؓ کا وصال 4ھ میں ہوا۔ آپؓ کو صرف دو یا تین ماہ عقد میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینبؓ کا وصال نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے دوران ہوا۔

سراری / کنیزائیں / باندیاں: جو بصورت حصہ مال غنیمت مملوک قرار پائیں

1۔ حضرت جویریہؓ بنت حارث بن ابی ضرّار جن کا تعلق قبیلہ بنی خزاعیہ سے تھا۔ جو بیوہ تھیں آپؓ کی عمر بیس برس تھی وہ واقعیہ مریسیع میں حضور نبی اکرم ﷺ کے حصہ میں زیر حراست آئیں تو انہیں آزاد کر کے آپؓ کا عقد 5ھ میں حضور اکرم ﷺ سے قرار پایا۔ آپؓ کا وصال 50ھ میں ہوا۔ پہلے آپؓ کا نام برّہ تھا۔ عقد کے بعد آپؓ کا نام "جویریہ" رسالتمآب ﷺ نے رکھا۔

2۔ حضرت صفیہؓ بنت حییّ بن اخطب جن کا تعلق مدینہ کے قبیلہ بنو نضیر سے تھا، جبکہ اصل نام زینب تھا۔ وہ مطلقہ تھیں جو دورانِ غزوہ خیبر اسیر ہو کر آئیں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہوئیں۔ آپؓ کا عقد 17 سال کی عمر میں ہمراہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم قرار پایا اور آپؓ کا وصال 50ھ میں ساٹھ سال کی عمر میں ہوا اور جنّت البقیع جائے مدفن بنا۔ ان کی آزادی ہی حقِ مہر کا بدل قرار پایا۔

3۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ مصری خاتون تھیں، وہ اور انکی بہن سیرین کو مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ مقوقش نے بطور نذرانہ عقیدت پیش کیا تھا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے 7ھ میں ماریہ قبطیہ سے عقد فرمایا۔ ان کے بطن مبارک سے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرزند حضرت ابراہیمؓ تولّد ہوئے۔ آپؓ کا وصال 16ھ دورِ خلافت حضرت عمر فاروقؓ میں ہوا۔

4۔ حضرت ریحانہؓ بنت زید کا تعلق مدینہ کے خاندان بنو قریظہ سے تھا۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت میں عطا فرمایا۔ 9ھ میں انتقال ہو گیا۔

درج ذیل معزز خواتین سے بتوسط وکیل یا کبائر صحابہ اکرام کی ایماء پر عقد کرنا قبول کیا لیکن بوقت ملاقات کسی نہ کسی وجہ سے مقاربت سے پہلے اُنہیں آزاد کر دیا یا انہوں نے دنیاداری کو آخرت کے انعام واکرام پر ترجیح دی۔ اس سلسلہ میں آیت تخییر بھی قابل ملاحظہ ہے۔

1۔ فاطمہ بنت شریح: انکا اصل نام غزّیہ بنت جابر تھا۔ ضعیف العمر تھی۔

2۔ اسماء بنت النعمان: ابرص کے مرض میں مبتلا تھی۔

3۔ ام حبیب بنت العباس بن عبدالمطلب: دودھ شریک بھائی کی اولاد تھی۔

4۔ ضباعہ بنت عامر: بذریعہ وحی علم ہوا کہ بہت ضعیف تھی۔

5۔ ام ہانی بنت ابی طالب: انکا اصل نام ہند ہے، پہلے سے صاحب اولاد تھی۔

6۔ صفیہ بنت بشامہ اعور: جنگ میں اسیر ہو کر آئیں۔ اس کو طلاق کا حق تفویض کر دیا گیا تھا اس لیے وہ خاوند کے پاس واپس چلی گئیں۔

7۔قتیلہ بنت قیس: قربت سے پہلے نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔وہ بھی مرتد ہو گئی۔

8۔شراف بنت الخلیفہ۔ 9۔عالیہ بنت ظبیان۔ 10۔خولہ بنت الھذیل۔ 11۔عمرہ بنت یزید کلابیہ

12۔ جمرہ بنت الحارث۔ 13۔نفیسہ زینب بنت جحش۔ 14۔ماریہ بنت شمعون۔

15۔نشاۃ بنت رفاعہ یاسناء یاسباء بنت اسماء۔16۔شباء بنت عمر الغفاریہ۔

17۔فاطمہ بنت ضحاک (ملاحظہ ہو زرقانی ص 271 تا 274 و تاریخ الطبری۔ سیرت النبیؐ از ان ابی جعفر جریر الطبری۔شائع کردہ نفیس اکیڈمی کراچی)۔

فرزندان والاتبار وبناتِ طیّبات:

حضور ﷺ کے فرزندان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

1۔ حضرت قاسمؓ : یہ حضور اکرم ﷺ کی سب سے پہلی اولاد ہیں اور ان کی نسبت ہی سے آپ ﷺ کی کنیّت ابوالقاسم مشہور ہوئی جو شادی کے دو سال بعد تولّد ہوئے۔دو سال کی عمر ہی میں اُن کا انتقال ہو گیا تھا۔

2۔ حضرت عبداللہؓ: بعض علماء نے دونوں فرزندان کو طیّب اور طاہر سے بھی موسوم کیا ہے۔آپؓ کا وصال بھی اوائل عمر میں ہو گیا تھا۔ان دونوں کی والدہ اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ تھیں۔

3۔ حضرت ابراہیمؓ: ان کی والدہ ماجدہ حضرت ماریہ قبطیہؓ تھیں، ذوالحج 8 ہجری میں ان کی ولادت ہوئی اور 10 ہجری میں ان کا انتقال ہو گیا۔

حضور ﷺ کی بناتِ طیبات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

1۔ حضرت فاطمۃُ الزّہرہؓ : خاتونِ جنّت اُن کا لقب ہے۔غزوہ بدر کے بعد ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰؓ سے ہوا۔3 رمضان المبارک 11 ہجری میں رسالتماب ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ان کا انتقال مدینہ منوّرہ میں ہوا اور جنّت البقیع جائے مدفن قرار پائی۔ان کے بطن مُبارک سے دو پسران حضرت محسنؓ (اوائل عمر میں وصال ہو گیا)، حضرتِ اِمام حَسنؓ اور اِمام حُسینؓ اور تین دختر ان تولّد ہوئیں۔

2۔ حضرت زینبؓ : اُن کا عقد ہمراہ 14 ہجری ابو العاصؓ بن ربیع سے ہوا جو اُم المومنین حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ بنت خولد کے بیٹے تھے۔ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔ 8 ہجری میں مدینہ منوّرہ میں اُن کا انتقال ہوا۔ ان کے بطن سے ایک بیٹا علیؓ اور دختر اُمامہؓ تولّد ہوئے۔

3۔ حضرت رقیّہؓ : مکہّ مکرمہّ ہی میں قبل از ہجرت حضرت عثمان غنیؓ سے اُن کا نکاح ہوا، 2 ہجری میں مدینہ منوّرہ میں انھوں نے وفات پائی۔ آپؓ کا پہلے نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا۔ لیکن رخصتی یا خانہ آبادی نہ ہوئی تھی، بعد اعلان نبوت ﷺ اس نے اپنے والدین کی ایما پر حضرت رقیہؓ کو طلاق دے دی تھی۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ کے بطن مبارک سے ایک فرزند عبداللہؓ تولّد ہوئے جو چھ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

4۔ حضرت اُمّ کلثومؓ : حضور اکرم ﷺ نے حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد اُن کا عقد بھی حضرت عثمان غنیؓ سے کر دیا۔ 9 ہجری میں اُن کا انتقال ہوا۔ پہلے ان کا نکاح بھی بعثتِ نبوی ﷺ سے پہلے ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا لیکن رخصتی یا خانہ آبادی نہ ہوئی تھی بوجوہ بالا حضرت اُمِ کلثومؓ کو بھی طلاق دے دی گئی۔ انکے عقد ثانی کا حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے جبرئیل امین کے ذریعہ ملا تھا۔

حضور ﷺ کے نواسے اور نواسیاں:

سرورِ کونین ﷺ کے نواسوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

1۔ حضرت علیؓ بن ابو العاصؓ 2۔ حضرت عبداللہؓ بن عثمان غنیؓ 3۔ حضرت حسنؓ بن علیؓ۔

4۔ حضرت حسینؓ بن علیؓ 5۔ حضرت محسنؓ بن علیؓ (آپ بوقت پیدائش وصال فرما گئے)۔

نبی اکرم ﷺ کی نواسیوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

1۔ حضرت امامہؓ بنت ابو العاص۔ آپؓ کا پہلا نکاح والد کی وصیت کے مطابق زبیر بن العوام سے ہوا

جن کے انتقال کے بعد اور حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے وصال کے بعد حضرت امامہؓ کا عقد حضرت علیؓ سے ہوا۔ جبکہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت امامہؓ کا عقد مغیرہ بن نوفل سے ہوا۔

2۔ حضرت اُمّ کلثومؓ بنتِ علی المرتضیٰؓ: (زوجہ خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ)

3۔ حضرت زینبؓ بنتِ علی المرتضیٰؓ : (زوجہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ)

4۔ حضرت رقیہؓ بنتِ علی المرتضیٰؓ: ان کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نو چچا تھے جو سیرت ابن ہشام کے مطابق حسب ذیل ہیں۔

1۔ حضرت حمزہؓ، 2۔ حضرت العباسؓ، 3۔ ابو طالب (عبد مناف)، 4۔ ابولہب (عبد العزیٰ)

5۔ زبیر 6۔ مقوم، 7۔ ضرار 8۔ مغیرہ، 9۔ حارث۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں جن میں حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب نے اسلام قبول کیا جن کے بطن مطاہرہ سے حضرت زبیرؓ تولد ہوئے جو ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے حقیقی بھتیجے اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے داماد تھے انہیں حواری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف حاصل تھا۔ دیگر پھوپھیوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

2۔ ام حکیم البیضا (یہ حضرت عثمان غنیؓ کی نانی تھیں) 3۔ اروی 4۔ عاتکہ (بعض مؤرخین کے مطابق اروی اور عاتکہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا)، 5۔ برہ، 6۔ امیمہ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بچپن سے دوستی اور انس تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ہمراہ جب قرار پایا تو شادی کے بعد آپؓ زوجہ محترمہ کے گھر ہی مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ اس محلہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رہائش گاہ بھی تھی اس طرح روزانہ باہمی شرف ملاقات کا ذریعہ بن گیا۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب

سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں رسالتمآب ﷺ کی ہر طرح سے مدد و اعانت کی حتیٰ کہ اپنا تمام اثاثہ اسلام کے لیے وقف کر دیا اور متعدد غلام زر کثیر صرف کر کے رہا کرائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تمام مصائب اور تکالیف میں رسول مقبول ﷺ کی قابل قدر خدمات سرانجام دیں اور ہجرت میں ساتھ دیا۔ تمام غزوات میں دشمنوں سے آپ ﷺ کی حفاظت کرتے اور خود سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرتے تاکہ حضور مقبول ﷺ کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ خلیفہ اول مقرر ہوئے۔ آپؓ نے گوارہ نہ کیا انکی مدتِ عُمر رسول مقبول ﷺ سے ایک دن بھی زائد ہو جسے اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت بخشا اسلئے آپؓ نے بھی اتنی ہی عمر پائی جتنی رسول مقبول ﷺ کی تھی اور وصال بھی اسی روز فرمایا جو عشق وحُب رسول ﷺ کی انتہا ہے۔

حضرت نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ واقعہ فیل کے 50/55 یوم بعد تولد ہوئے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق اس واقعہ کے 2 سال پہلے تولد ہوئے تھے۔ آپ کے والد کا نام ابوقحافہ اور والدہ ماجدہ کا نام اُمّ الخیر تھا۔ آپؓ کی ولادت کے وقت آپؓ کی والدہ محترمہ نے ندائے غیبی سنی جسمیں کہنے والے نے اسطرح مبارکباد دی

"اے اللہ کی بندی تمہیں اس فرزند کی ولادت مبارک ہو۔ ان کا نام آسمانوں پر صدیق ہوگا جو سیّدِ عالم محمد رسول اللہ ﷺ کے دوست اور رفیق ہونگے"

جناب ابوبکر صدیق راوی ہیں کہ

"اعلان نبوت سے قبل میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک نور اترا اور سمٹ کر خانہ کعبہ کی چھت پر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نور وہاں سے پھیلا اور اسکی نورانیت سے مکہ کے سارے گھر منور ہو گئے پھر یہ نور سمٹ کر میرے گھر آیا تو میں نے اس کو محفوظ کرنے کے لیے گھر کے سارے دروازے بند کر لیے"

اعلان نبوت سے قبل صدیق اکبر تجارتی سفر پر شام گئے تو وہاں الہامی کتب کے عالم کے گھر قیام فرمایا۔ اس عالم دین کی تصدیق پر کہ آپؓ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو ہاشم سے ہے اس نے ابوبکر صدیقؓ سے اپنی قمیض اٹھا کر پیٹ دکھانے کو کہا تو آپؓ کے ناف کے اوپر نشان پایا لہذا اس نے تصدیق کی کہ حرم

کعبہ میں ایک نبی مبعوث ہونگے جنکے دو معاون ہونگے۔ آپؓ ان میں سے ایک ہونگے آپؓ نے چار شادیاں کیں، انکے اسماء گرامی ذیل ہیں:

1۔ قتیلہ: انکے بطن سے عبداللہ اور اسماء تولّد ہوئے۔

2۔ ام رومان: ان سے عبدالرحمٰن اور عائشہ صدیقہ تولّد ہوئے۔

3۔ اُسماءہ: یہ محمد بن صدیق اکبرؓ کی والدہ تھیں۔

4۔ حبیبہ: جناب ام کلثوم کی والدہ تھیں، جو صدیق اکبرؓ کے وصال کے بعد تولّد ہوئیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ رمز شناس نبی آخر الزمان ﷺ تھے جن کے رگ و ریشہ میں حضور ﷺ کی محبت موجزن تھی حضور ﷺ کے وصال بعمر ۶۳ سال پر آپؓ نے عنان خلافت سنبھالی۔ جنگ یمامہ میں بیشتر حفاظ شہید ہو گئے تھے اسلئے آپؓ نے جمع قران کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا اللہ نے کلام حکیم میں چار مرتبہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کا ذکر خصوصی طور پر فرمایا اور اتنی ہی مرتبہ حضرت ابوبکرؓ کا ذکر قرآن میں آیا۔ رسول مقبول ﷺ کا وصال 63 سال کی عمر میں ہوا جبکہ عین اتنی ہی عمر میں اور اسی روز حضرت ابوبکرؓ نے رحلت فرمائی۔ آپؓ نے اپنے مکان کے سامنے مسجد تعمیر کرائی جہاں صبح جا کر تلاوت کلام حکیم خوش الحانی سے فرماتے تھے۔ آپؓ کی سوز بھری آواز میں سحر تھا کہ سننے کے لیے جم غفیر اکٹھا ہو جاتا۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ صدیق اکبرؓ کے گھر تشریف لیجاتے اور امتّ مسلمہ کے امور پر مشورہ فرماتے۔ آپؓ کی دختر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسالتمآب ﷺ کے وصال کے بعد اپنی تازیست بطور عظیم فقیہ (Jurist) خدمات سرانجام دیں۔ ان کے دور کے علماء فقہا محدثین، صحابہ کرامؓ حتّٰی کہ خلیفہ وقت بھی اہم قانونی/فقہی امور میں صائب رائے کے لیے ان سے رجوع کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے وصال کے بعد انکا فیض اسطرح جاری رہا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھائی محمد بن ابوبکر کے بیٹے قاسم بن محمد اپنے دور کے عظیم فقیہہ قرار پائے کیونکہ انہوں نے اپنی پھوپھی عائشہ صدیقہؓ سے کسب فیض فرمایا۔ فقہ کے چاروں اماموں کو قاسم بن محمد بن ابوبکر کے علم فقہ کے اصولوں پر اتفاق رہا حتّٰی کہ فقہ جعفریہ کو بھی ان پر اتفاق تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولادوں کی شادی حضرت علیؓ و

حضرت فاطمہؓ کی نسبی اولادوں سے ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی اور فقہ جعفریہ کا امتزاج امام قاسم بن محمد بن ابو بکر کے علم فقہ میں ملتا ہے جس نے آنے والی نسلوں کیلئے علم فقہ اور اسلامی قوانین کی بنیاد رکھی تا کہ ان سے راہنمائی حاصل ہو سکے۔

امام ابن سیرین کا قول ہے کہ

"ابو بکرؓ رسول ﷺ کے بعد تعبیر رویاء (خواب) کے سب سے بڑے عالم تھے"

علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی نسبت تحریر فرمایا کہ

"وہ علم القرآن، علم الحدیث اور علم الانساب میں کمال کی مہارت رکھتے تھے"

ابن ہشام (مشہور مورخ) نے لکھا ہے کہ

"علم لانساب کے ایسے ماہر تھے کہ قریش مکہ کے تمام خاندانوں کے نسب نوک زبان تھے ہر قبیلے کے محاسن اور عیوب سے واقف تھے اور اس صنف میں انکا کوئی مماثل اور ہمسر نہ تھا"

آپؓ کا شجرہ نسب برصفحہ 138 ملاحظہ ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد آخر وقت تک اتباع نبوی اور حُب رسول ﷺ کا وہ ثبوت دیا جسکی مثال ناممکن ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات اسلامی کے سلسلہ میں آپؓ کے دور خلافت میں 36 ہزار شہر عربوں نے فتح کیے۔ عرب فلسطین، شام، عراق، عرب الجزیرہ، مصر، فارس جیسے ممالک کے علاقے اپنے انتقال کے وقت اپنے جانشینوں کے سپرد کیئے جبکہ مال غنیمت کی فراوانی سے کوئی غریب و نادار نہ رہا لیکن حضرت عمر فاروقؓ اپنا گزارہ صرف نمکین جو کی روٹی کھجور اور پانی سے کرتے۔ لباس پھٹا پرانا حتیٰ کہ پیوند لگا ہوتا۔ مسجد کی سیڑھیوں یا درخت کے سایہ میں سو لیتے تھے ہمیشہ آپ نے ذاتی شان و شوکت کو پسند نہ فرمایا اور اپنے عمّال کو بھی سادہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت فرماتے۔

آپؓ ایمان لانے سے قبل اسلام کے خلاف اور نبی ﷺ کے سخت دشمنوں میں سے تھے بعثت

نبوی ﷺ کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ کی نظر انتخاب آپؓ پر پڑی کیونکہ انکے ایمان لانے سے اسلام کی تبلیغ وترویج کی کوششوں کو تقویت حاصل ہو سکتی تھی اسلیئے رسالتماب ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

"یاالــــہُ العالمین اسلام کو عمر بن ہشام (ابو جہل) یا عمر ابن حظاب کے ذریعہ تقویت بخش۔ ان دونوں میں سے تجھے جو بھی محبوب ہو اسکے ذریعہ اسلام کی دستگیری فرما"

حضور ﷺ کی دعا شرف قبولیت پائی۔ عمر ابن خطابؓ نے خود اسلام قبول کیا جس پر جبرئیل امین نے آکر نبی اکرم ﷺ سے فرمایا

"اے محمد (ﷺ) تحقیق کہ اہل آسمان عمر کے اسلام لانے سے خوش ہوئے"

تینتیس 33 سال کی عمر میں حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد دین سلام کو جو تقویت انکی ذات سے ملی اسکا اندازہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اس بیان سے ہوتا ہے:

"عمرؓ کا اسلام لانا ہماری کامیابی تھی۔ انکی ہجرت ہماری نصرت اور انکی خلافت ہمارے لیے باعث رحمت تھی۔ جب تک عمرؓ اسلام نہیں لائے تھے تو ہم کعبہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ جب وہ اسلام لائے تو قریش سے لڑ بھڑ کر ان سے ہمارے اس حق کو تسلیم کرالیا کہ ہم بھی کعبہ میں نماز پڑھ سکتے ہیں"

حضرت عمر فاروقؓ وہ جلیل القدر صحابہ اور مقتدر خلیفہ تھے جنکا اسم مبارک اور ذکر اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں فرمایا تھا۔ آپؓ کے پرانے پھٹے پیوند نما کپڑوں اور جوتوں کے تسموں کا ذکر آیا تھا۔ عیسائی علماء اور فضلاء کے پاس انکا الہامی کتب کے حوالہ سے تمام حلیہ تحریر تھا کیونکہ آپ نے بیت المقدس کو فتح کرنا تھا اسلیئے اس فاتح کے حلیہ کا ذکر آیا جسکا مشاہدہ کر کے عیسائیوں نے بلا جنگ وقتال کئے بیت المقدس کی چابیاں حوالہ کر دیں۔ ہجرت کے 16 سالوں بعد حضرت علیؓ کے مشورہ سے عمر فاروقؓ نے سن ہجری کا نفاذ کیا اور محکمہ قضاء قائم کیا اور صحابہ کرام کو قاضی مقرر فرمایا۔ حضرت عمرؓ کا دور خلافت 10 برس چھ ماہ اور چار یوم رہا۔ یہودی سازش کا شکار ہوئے جب ابولولو فیروز نامی مجوسی (ایرانی) یہودی نے آپؓ کو شہید کر دیا۔ اس قتل کی سازش میں کسریٰ (ایران) کے عہد کا گورنر ہرمزان جو فتح ایران کے بعد مسلمان ہو کر

مدینہ میں مقیم تھا اسکی ایماء پر یکم محرم 24ھ کو حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا۔ آپؓ کی عمر بھی 63 سال ہوئی۔

حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت وہ دور ہے جسے حقیقی معنوں میں اسلامی تاریخ کا درخشاں باب کہا جا سکتا ہے۔

یہی وہ عہدِ زریں تھا جسمیں اسلام کی آفاقیت اہلِ عالم پر آشکار ہوئی اور اسلام کا پرچم نیل کے ساحل سے

لے کر تا بخاک کاشغر لہرانے لگا۔ آپؓ کا شجرہ نسب بر صفحہ 141 ملاحظہ ہو۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ: حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور بنی امیہ خاندان

کے رُؤساء اور اکابرین میں سے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدّ امجد قصیّ بن کلاب سے شجرہ نسب ملتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کا عقد یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنیؓ سے ہوا۔ اس وجہ سے آپؓ کا لقب

ذوالنورین مشہور ہوا۔ آپؓ ابتدائی ایمان لانے والے صحابیوں میں شامل تھے۔ قرآن مجید آپ کے دور

خلافت میں جمع ہوا اور بہت سے مشہور علاقے اور شہر قلمرو اسلام میں شامل ہوئے جن میں

ہمدان، آذربائیجان، افریقہ، اسکندریہ، گازرون، نیشاپور، طوس وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے

بعد خلیفہ سوئم مقرر ہوئے۔

حضرت عثمانؓ واقعہ فیل کے چھ سال بعد ۵۷۶ء میں بمقام طائف پیدا ہوئے ساری زندگی

حیا، پاکیزگی اور تقویٰ کا پیکر مجسم بن کر گذاری قریش کے مالدار اشخاص میں شمار ہوتا تھا۔ ابولہب نے

اسلام دشمنی میں اپنے دونوں بیٹوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں دختران کو طلاق دلوادی تھی۔ آپؓ کا

پہلا عقد حضرت امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر حضرت رقیہؓ سے کر دیا گیا۔ حضرت رقیہؓ کا چیچک

سے انتقال ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری دختر حضرت ام کلثومؓ سے عقد کر دیا۔ یہ دونوں دختران بھی

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن مبارک سے تولد ہوئیں۔ حضرت ام کلثومؓ کا وصال 9ھ میں ہو گیا جس

پر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری کوئی تیسری بیٹی ہوتی تو اسکا عقد بھی عثمان غنیؓ سے کر دیتا۔

بچپن سے آپؓ کا دامن صدیق اکبرؓ کی طرح بت پرستی اور شراب نوشی سے پاک رہا۔ آپؓ

ایک نہایت کامیاب اور مالدار تاجر تھے۔ کاتبِ وحی ہونے کا بھی شرف حاصل رہا۔ ام المومنین حضرت

حفصہؓ کے پاس قرآن حکیم کا وہ نسخہ موجود تھا جو خلافت صدیقی میں حضرت زید بن حارث اور دوسرے جید

صحابہ کرام کی نگرانی میں جمع اور مرتب ہوا تھا وہ نسخہ طلب کر کے اسکی مزید نقول تیار کرائیں اور ایک ایک نسخہ بڑے شہروں میں ارسال کیا تاکہ سب اسکے مطابق نقول تیار کرالیں۔ آپؓ نے قرآن حکیم کا صحیح قرأت پر مبنی مستند نسخہ قرآن شایع کر کے امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا۔ آپؓ نے مسجد قبا کے لیے زمین خریدی اور مسجد نبوی کے لیے ملحقہ زمین 25 ہزار درہم میں خرید کر اسکی توسیع کر کے شاندار عمارت تعمیر کرائی۔ حتّٰی کہ حرم کعبہ کی بھی توسیع کرائی۔ آپؓ ہر جمعہ کو ایک غلام خرید کر آزاد کر دیتے اسطرح آپؓ نے 2400 غلام آزاد کئے۔ حضرت عثمان غنیؓ ہر سال حج کرتے اور منیٰ میں حجاج کرام کو کھانے کی دعوت عام دیتے تھے۔ آپ کی خلافت کا دور بارہ برس جاری رہا۔ جو خوشحالی کا زرّین دور تھا۔ عہد عثمانی میں عبداللہ بن سبا جو یمن کا یہودی تھا۔ بظاہر اسکا ایمان لانا نفاق پر مبنی تھا۔ اس یہودی نے سازش سے خلیفہ مذکور کے خلاف بغاوت کرادی۔ کوفہ، مصر اور بصرہ سے آنے والے ایک ہزار مندوبین نے خلیفہ موصوف کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور چالیس روز تک غذا کی رسد روکے رکھی بالآخر 18 ذوالحج 35ھ جولائی 656ء بروز جمعہ بعد نماز عصر بے دردی سے اس وقت شہید کر دیا جب آپ تلاوت کلام حکیم فرما رہے تھے۔ آپؓ کی اہلیہ نائلہؓ کی مزاحمت پر انہیں زخمی کیا جس سے انکی انگلیاں کٹ گئیں۔ گھر اور بیت المال کا اثاثہ لوٹا گیا۔ ان تمام زیادتیوں کے باوجود آپؓ نے مسلمانوں میں باہم جنگ وقتال سے بچنے کیلئے تلوار نہ اٹھائی اور نہ حملہ آوروں کے خلاف کسی قسم کی کاروائی کا حکم دیا کیونکہ آپ نہایت رحمدل اور رقیق القلب حکمران تھے اسلئے مسلمانوں میں باہمی جنگ وقتال سے آخری دم تک گریز کیا حتّٰی کہ خود شہید ہوگئے جس کے بعد سے مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ آپس میں اختلافات کی ایسی روچل پڑی جو بڑے ہولناک حادثات کا موجب بنی اور وہ بگڑے ہوئے حالات پھر درست نہ ہو سکے۔ حتّٰی کہ حضرت علیؓ جیسے مدبّر اور جرّی سپہ سالار بھی بغاوت فرو کر کے مسلمانوں میں باہمی یگانگت محبت اور اخووت پیدا نہ کر سکے۔ مدینہ منوّرہ میں جنّت البقیع میں ایک وسیع خطہ خرید کر قبرستان کے لیے وقف کیا جہاں آپؓ کا مرقد ہے۔ آپؓ کے دور خلافت میں روم اور ایشائے کوچک کو مسلمانوں نے فتح کیا ایران میں فتحیابی کے بعد مسلم افواج کو کابل اور کرمان تک رسائی حاصل ہوئی۔ شاہ کابل کے مسلمان ہونے پر مسلمانوں کو ہندوستان کے مغربی ساحل تک پہنچنے کا راستہ مل گیا۔ مغیرہ بن شعبہ کی سرکردگی میں مسلمان کالی کٹ تک جا پہنچے۔ یہاں کے

راجہ نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ مسلمان فاتح گجرات کے ساحلی علاقوں تک پہنچنے کے بعد بحر خضر سے سندھ تک کا علاقہ فتح کرلیا۔ آپؓ کی شہادت کے وقت انکے آٹھ فرزند اور ایک دختر حیات ہونے کی وجہ سے ان میں ساری جائیداد کا ترکہ مطابق قانون شریعت تقسیم ہوا۔ آپؓ کا شجرہ نسب بر صفحہ 144 ملاحظہ ہو۔

حضرت علیؓ ابن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ : آپؓ کا اسم مبارک علیؓ ہے لڑکوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی شان میں فرمایا تھا کہ

"تو میرا بھائی اور رفیق ہے"

اپنی زندگی میں آپؓ تین باتیں فخر سے بیان فرماتے تھے کہ

" کیا کسی کا سُسر میرے سُسر جیسا ہے۔ حضرت فاطمہؓ جیسی کسی کی بیوی ہے۔

حسنینؓ جیسے کسی کی اولاد ہیں؟"

اللہ تعالیٰ نے قلعہ خیبر کا فتح ہونا آپؓ کیلئے مخصوص کیا تھا۔ آپؓ کی عمر 63 سال جبکہ زمانہ خلافت چار سال نو ماہ آٹھ یوم ہیں سنہ 40ھ میں 19 رمضان کو بوقت شب مسجد کوفہ میں خوارج نے آپؓ کو شہید کیا۔ مزار اقدس نجف اشرف (عراق) میں ہے۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی عقیدت اور اتباع رسولؐ کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ کی عمر مبارک 63 سالوں سے تجاوز نہ کر پائی۔

آپؓ کے والد ابو طالب اور رسالتمآبؐ کے والد عبد اللہ دونوں برادر حقیقی تھے۔ آپؓ پوری کائنات میں واحد شخصیت ہیں جنہیں مولود کعبہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ دس سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے آپ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں آپ کا عقد بحکم الٰہی ہمراہ فاطمۃ الزہرأ عمل میں آیا جنکی زندگی میں آپؓ نے کوئی دوسرا عقد نہ کیا آپ کے صلب اور حضرت فاطمہؓ کے بطن سے اولاد فاطمی سید کہلانے کے مستحق قرار پائے جبکہ حضرت علیؓ کی دیگر ازواج سے جو اولاد تولدّ ہوئی وہ علوی قرار پائے۔

حضرت علیؓ نے تیس سال سرور کائنات کے ہمراہ قربت میں گزارے۔ اسلئے مختلف وفود جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیلئے آتے ان سے مشاورت میں شامل ہوتے۔ تعلیم و ارشاد کی مجالس میں کفاران

قریش کو اور مشرکین سے مباحثوں میں شمولیت فرمائی حتّٰی کہ معبود حقیقی کی عبادت کے موقعوں پر بھی شرکت فرماتے۔ ہجرت کے بعد جب غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر غزوہ میں جانثاری کے جذبے کے ساتھ شریک ہوئے۔ شجاعت اور بہادری کے ان مٹ نقوش چھوڑے۔

امام الوقت کا سب سے اہم فریضہ دین اسلام کی تبلیغ و ترویج ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ دور نبوت سے ہی ان خدمات جلیلہ میں ممتاز تھے۔ یمن میں اسلام کی روشنی آپؓ کی کوششوں سے پھیلی۔ حضرت علیؓ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیّبہ کے وقت سے ہی نہ صرف یہ کہ قران حفظ تھا بلکہ اسکی ہر آیت کے حقیقی معنی اور شان نزول سے واقف تھے۔ دین اسلام کے رموز احکامات اور فرائض اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عالم تھے۔ اکابرین صحابہ میں سے رحلت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ عمر پائی اسلئے احادیث کی سب سے زیادہ روایات آپؓ ہی سے منسوب ہیں۔ فقہ اور اجتہاد میں آپؓ کو یدطولیٰ حاصل تھا مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی تہہ تک آپؓ کی نکتہ رس نگاہ باسانی پہنچ جاتی تھی۔ آپؓ گو تمام عمر مدینہ میں رہے لیکن آپؓ کی خلافت کا زمانہ تمام تر کوفہ میں گزرا۔ آپؓ کے مسائل اجتہاد کی زیادہ تر اشاعت عراق میں ہوئی۔ اس لئے حنفی فقہ کی بنیاد حضرت عبداللہ ابن مسعود کے بعد حضرت علیؓ کے ارشادات اور فیصلوں پر مبنی ہے۔ ذاتی جاہ وجلال سے نفرت تھی پرشکوہ زندگی گزارنا کبھی پسند نہ فرمائی۔

جناب امیر المومنین حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر سن کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا:

"عرب والے جو چاہیں کریں اب کوئی نہیں رہا جو انہیں جائز و ناجائز بتلائے"

حاکم شام حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کاتب احادیث دور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب کی شہادت کی خبر سنکر فرمایا:

"علی نہیں اٹھے دنیا سے فقہ وعلم اٹھ گیا"

حضرت عثمانؓ کے دور میں کئی فیصلے حضرت علیؓ کی تشریح اور وضاحت کی روشنی میں تبدیل ہوئے۔

شاہ اسمٰعیل شہید اپنی کتاب صراط مستقیم صفحہ 58 فخر المطابع میں فرماتے ہیں (ترجمہ درج ذیل ہے)۔

"حضرت علیؓ مرتضیٰ کے مبارک زمانے سے لیکر دنیا کے ختم ہونے تک قطبیت، غوثیت وابدالیت اور دیگر مدارج ولایت آپ کے واسطہ سے عطا ہوئے ہیں۔ نیز بادشاہوں کی سلطنت اور امراء کی امارت میں بھی آپؓ کی ہمّت کو بڑا دخل حاصل رہا اور یہ حقیت عالم ملکوت کے سیاحوں پر مخفی نہیں"

سلسلۂ خاندانِ فاطمی وعلوی:

حضرت علیؓ نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی عظمت اور نبی اکرم ﷺ کی نگاہ میں انکی قدر ومنزلت کے پیش نظر انکی زندگی میں کوئی دوسرا عقد نہیں کیا البتہ انکے وصال کے بعد مختلف اوقات میں مختلف قبائل میں چند عقد فرمائے۔ آپؓ کی نو ازواج کے علاوہ کنیزیں بھی حرم میں شامل تھیں۔ بوقت شہادت تین ازواج امامہ، اسماء بنت عمیس اور ام البنین کے علاوہ اٹھارہ کنیزیں بھی موجود تھیں۔ آپؓ کی نسل سادات صرف حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ سے چلی جو خاندانِ فاطمی کہلایا۔ آپؓ کے انیّس فرزندان اور سترہ دختران منجملہ تعداد چھتیس تحریر کی گئی ہے۔ آپؓ کی دیگر ازواج اور کنیزوں سے آگے جو نسل چلی وہ خاندان علوی موسوم ہوا، انکی تفصیل ذیل ہے:۔

اسمائے گرامی فرزندان:

1۔ عبید اللہ، 2۔ زید، 3۔ عباس، 4۔ حنیفہ، 5۔ سالم، 6۔ عثمان، 7۔ جعفر، 8۔ یحیٰ، 9۔ عقیل، 10۔ سھل، 11۔ عمر الاطراف، 12۔ عفّان، 13۔ محمّد (اصغر)، 14۔ ابوبکر، 15۔ عون، 16۔ مُحمّد الاوسط، 17۔ امام مُحمّد (اکبر)۔

اسمائے گرامی دختران:

1۔ اُمّ سلمہ، 2۔ اُمّ ہانی، 3۔ فاطمہ، 4۔ میمونہ، 5۔ خدیجہ، 6۔ نفیسہ، 7۔ حمانہ، 8۔ رملتہ الصغریٰ، 9 ۔ رملتہ الکبریٰ، 10۔ اُمّ کلثوم (صغریٰ)۔ 11۔ اُمّ جعفر، 12۔ اُمّ الکرام، 13۔ زینب صغریٰ، 14۔ اُمّ الزبیر، 15۔ رقیّہ کبریٰ۔

اسمائے گرامی دیگر ازواج حضرت علیؓ

1۔ امامہ بنت ابی العاصؓ: انکے بطن سے محمد الاوسط تولّد ہوئے جو کربلا میں شہید ہوئے۔

2۔ ام البنین بنت حزام کلابیہ: انکے تمام آباو اجداد خطہ عرب کے مانے ہوئے دلیر اور شجاع گزرے ہیں ان سے عقد اپنے بھائی عقیل کے توسط سے کیا تھا، جن کے بطن سے چار فرزندان عباس، عبداللہ، عثمان اور جعفر تولّد ہوئے جو چاروں کربلا میں شہید ہوئے۔

3۔ لیلہ بنت مسعود دارمیہ: ان کے بطن سے دو فرزند ابوبکر اور عبیداللہ تولّد ہوئے جو کربلا میں شہید ہوئے۔

4۔ اسماء بنت عمیس خشعمیہ: ان کے بطن سے یحیٰ اور عون تولّد ہوئے۔ یحیٰ آپؑ کی زندگی میں وفات پاگئے، جبکہ عون معرکہ کربلا میں شہید ہوئے۔

5۔ ام حبیب صہبا بنت ربیعہ تغلبہ: انکے بطن سے پسر عمر الاطراف اور جڑواں دختر رقیہ کبریٰ تولّد ہوئے۔ دختر کا عقد ہمراہ مسلم بن عقیل سے ہوا تھا۔

6۔ خولہ بنت جعفر حنفیہ: ان کے بطن سے پسر مُحمّد تولّد ہوئے۔

7۔ ام سعید بنت عروہ ثقفیہ: ان کے بطن سے دو دختران تولّد ہوئیں۔

8۔ ام شعیب مخزومیہؒ: کے بطن سے دو صاحبزادیاں تولّد ہوئیں۔

9۔ مخباۃ بنت امراء القیس: ان سے ایک دختر تولّد ہوئیں جو بچپن میں وفات پاگئیں۔

سادات خاندانِ فاطمی

حضرت امام حسنؑ کی 9 ازواج تھیں جن میں سے جملہ آٹھ فرزندان اور سات بیٹیاں تولّد ہوئیں (سیرتُ الُحسن ابصارُ العین) اور امام حسینؑ کے چھ پسران اور چار دختران تھیں، یہ واضح ہو کہ حضرت امام حسینؑ کا عقد کسریٰ شاہِ ایران کے خاندان کی دختر جنابہ شہر بانوؑ سے ہوا تھا، جن کے بطن سے امام زین العابدینؑ تولّد ہوئے اور امام زین العابدینؑ کے گیارہ فرزندان اور چار دختران تولّد ہوئیں (ارشاد مفید فارسی صفحہ 410) امام محمد باقرؑ بن امام زین العابدینؑ کی چار ازواج تھیں اور انہیں سے اولاد ہوئیں۔ (روضہ الشہد اء ص 334۔ طبع لکھنو (یو پی انڈیا)۔ امام محمد باقرؑ کی زوجہ اُم فروہ بن قاسمؒ بن محمد ابی بکرؒ جن کے بطن سے امام جعفر صادقؑ تولّد ہوئے۔ باقی انکے علاوہ کسی کی اولاد زندہ نہ رہی۔ امام جعفر

صادق کے سات دختران اور تین پسر تولّد ہوئے۔ امام محمد باقرؒ کی نسل صرف امام جعفر صادقؒ سے آگے چلی جو خاندان فاطمی سادات کے نام سے موسوم ہوا۔ امام جعفر صادق کے پسر امام موسیٰ کاظم کے تیئس پسران اور انیس دختران تولّد ہوئے۔ ماسوائے پسر علی رضا کے امام محمد تقی کے اور کوئی اولاد نہ ہوئی۔

یہاں یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ کے خاندانوں کی آپس میں شادیاں ہوئیں مثال کے طور پر حضرت جعفر طیارؓ کی شہادت کے بعد ان کی بیوہ کا عقد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہوا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کے بعد اسی بیوہ کا عقد حضرت علیؓ سے ہوا۔ حضرت اُمّ کلثوم بنتِ حضرت علیؓ کا عقد ہمراہ حضرت عمر فاروقؓ ہوا اور حضرت زینب بنتِ علیؓ کا عقد حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا۔ ابن عبدالبر القرطبی (متوفی 463ھ) نے اپنی کتاب "الاستیعاب" میں اور حافظ ابن حجر العسقلانی (متوفی 852ھ) نے اپنی کتاب "الاصابہ" میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثوم سے شادی کی، اس شادی کے بعد حضرت عمرؓ فخر سے فرماتے تھے کہ اب میں رسول اکرم ﷺ کے کنبہ کا خونی رشتہ دار بن گیا ہوں۔ حضرت امام جعفر صادقؒ کی والدہ محترمہ کا نام اُمّ فروہ فاطمہ جو بنت قاسم بن محمدؒ بن ابوبکرؓ خلیفہ اوّل ہیں جبکہ حضرت امام جعفر صادقؒ کی نانی محترمہ کا نام اسماء بنت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ ہے اس لئے حضرت امام جعفر صادقؒ حضرت ابوبکرؓ سے دوہرے رشتہ کی بناء پر فرماتے تھے کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے خاندان میں دو مرتبہ پیدا ہوا کیونکہ دوہرا تعلق ننھیال کی جانب سے موجود تھا۔ اس طرح امام محمد باقرؒ اور امام جعفر صادقؒ جنکی رگوں میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا مقدّس و مبارک خون رواں دواں تھا تو اُن سے تولّد ہونے والی اولاد سادات امام خاندانِ قریش کی عظیم المرتبت شخصیت سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پسران کی دختران کے مشترکہ خون کے چشم و چراغ ہیں۔

ان نامور مقتدر شخصیات میں کوئی باہمی رقابت و مناقشت یا مذہبی تفریق نہ تھی ان کا ایمان و ایقان، علم و تقویٰ، حضور نبی اکرم ﷺ کی اتباع، شریعتِ مطاہرہ کی کماحقہٗ پیروی کسی شک و شبہہ سے بالا تھی اس لیے ان سے عقیدت رکھنے والوں کے مابین مذہبی منافرت و مخالفت کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ آپؒ کا شجرہ نسب بر صفحہ 123 ملاحظہ ہو۔

حضرت امام مجتبیٰ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت حسنؓ کی ولادت 3ھ ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی شہادت کے بعد 41ھ میں امام حسنؓ خلیفہ مقرر ہوئے اور اہل کوفہ نے آپؓ کی خلافت کو تسلیم کرلیا۔ آپؓ چھ ماہ کوفہ میں مقیم رہے۔ بعدازاں رسول مقبول ﷺ کی پیش گوئی کے 60ھ کے بعد سخت ابتلاء کا دور شروع ہوگا کے پیش نظر امیر معاویہؓ جن کو دیگر علاقوں کے لوگوں نے امیر / خلیفہ ہونے کا اعلان کردیا تھا ان سے حضرت امام حسنؓ نے صلح کرلی۔ آپؓ نے امارت حضرت امیر معاویہؓ کے سپرد کردی کیونکہ آنے والے وقت سے وہ خود کو کنارہ کش کرنا چاہتے تھے۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا کی امام حسنؓ اپنے نانا جان رسول نبی اکرم ﷺ سے بہت مشابہ تھے۔ آپؓ سینے سے سر تک جبکہ حضرت امام حسینؓ ناف سے پاؤں تک اپنے نانا جان کے مشابہ تھے۔ آپؓ بہت حلیم الطبع اور بڑے سخی تھے۔ آپؓ نے 25 بار پاپیادہ حج کیا۔ کبھی کسی کی نسبت سخت کلمہ نہیں کہا۔ جس عورت سے آپؓ عقد فرماتے وہ آپ سے بڑی محبت کرتی اور مانوس ہوجاتی، لیکن بدبخت جعدہ بنت اشعث جو آپؓ کی زوجہ تھی اس نے یزید بن معاویہ کے ورغلانے پر آپؓ کو زہر دیدیا کیونکہ یزید نے اسکو یہ لالچ دیا تھا کہ بعد میں وہ اس سے نکاح کرلے گا۔ چنانچہ زہر نے ایسا اثر دکھایا کہ جگر اور انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اجابت کے ذریعہ نکلنے لگیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ انہیں کئی بار زہر دیا گیا لیکن ایسا مہلک زہر پہلے کبھی نہیں پلایا گیا۔ 40 روز تک آپ علیل رہے جب آپ 45 سال چھ ماہ کی عمر کو پہنچے تو سال 49 یا 50 یا 51 سن ہجری میں آپ کی سرّی شہادت واقع ہوئی۔ آپ کا شجرہ نسب برصفحہ 124 ملاحظہ ہو۔

سید شہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپؓ حضرت امام حسنؓ سے عمر میں تقریباً ایک سال سے کم مدت چھوٹے تھے۔ آپؓ ناف سے پاؤں تک اپنے نانا رسول اکرم ﷺ کے مشابہ تھے وہ مدینہ منورہ میں خدا کے پاک و برگزیدہ بندوں کی طرح بیشتر وقت یادالٰہی میں گزارتے تھے اور بندگان خدا کی خدمت فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے

سیاست یا اقتدار کے حصول کیلئے کبھی توجہ نہ دی۔ صرف خلفائے راشدین کے دور میں غزوات جہاد میں ضرور حصہ لیا کرتے تھے۔ لیکن یہ شرکت صرف حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کے دور حکومت تک اختیار کی۔ سیاست کے لیے لڑنا یا مسلمانوں کا باہمی کشت وخون بہانا پسند نہ فرمایا۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دور حکومت کو محض اس لئے برداشت کیا کہ وہ نیک سیرت اور پابند شریعت اور کبائر صحابہ میں سے تھے جو فاسق وفاجر نہ تھے۔

حضرت معاویہؓ کے جانشین کی حیثیت سے یزید کا انتخاب طریقہ مشاورت کے ذریعہ اعلیٰ تقویٰ کے حامل افراد کی بنیاد پر نہ ہوا تھا اسلئے آپؓ نے اسکی بیعت کرنا گوارہ نہ فرمائی کیونکہ جو نظام اسلامی ریاست کے روح کے منافی ہو، بیت المال، غریب و نادار اور مستحق مسلمانوں کے بجائے امرائے سلطنت کیلئے مختص ہو تو مسلم معاشرہ اور اسکے اچھوتے مزاج میں تبدیلی کے خلاف جدوجہد کرنا حتیٰ کہ اصلاح معاشرہ کیلئے اس اعلیٰ اقدار کی بحالی کیلئے جائز سمجھتے تھے حتّٰی کہ اپنی جان تک کی بازی لگا دینے کا فیصلہ کیا جو سانحہ کربلا کی صورت میں نمودار ہوا جب خانوادۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جانوں کا نذرانہ دیکر دین اسلام کو جلاء بخش دی۔

امام حسینؓ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوش میں پرورش پائی تھی۔ صحابہ کرام کی بہترین سوسائٹی میں پلے بڑھے اور دینی علوم میں کمال حاصل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتگان میں سے کسی نے بھی یزید کی بطور امیر سلطنت اسلامیہ نامزدگی کو پسند نہ کیا تھا لیکن برملا مخالفت اس لئے نہ کر سکے کہ حضرت امیر معاویہؓ کے بیس سالہ دور اقتدار میں یزید نے ساری مملکت پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی اسکے اموی خاندان کی جڑیں بہت گہری اور مضبوط تھیں۔ ہر صوبے میں انکے مقرر کردہ گورنر تعینات تھے جو قوت اور شوکت والے تھے۔ حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد دمشق میں یزید کی بیعت کر لی گئی جبکہ تمام باقی علاقے کے گونروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں نئے امیر کی بیعت لیں۔ مدینہ کے گورنر کو بھی یہی ہدایت تھی۔ بالخصوص امام حسینؓ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ سے خواہ جبراً بیعت لینی پڑے تو اسکی واضح ہدایات دی گئیں۔

امام المئورخین محمد ابن جریر طبریؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "تاریخ الرسل والملوک" میں تحریر فرمایا کہ جب امام عالی مقام نے مکہ سے جانب کوفہ کوچ کا قصد کیا تا کہ مسلمانوں کا ان مقامات مقدسہ کے گردونواح میں کشت وخون نہ ہو بلکہ کوفہ والوں کے ہزاروں خطوط کے ذریعہ بلانے پر روانہ ہونے لگے تو آپؓ کے بہی خواہوں نے آپؓ کو اس سفر کے ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کی تو امام عالی مقام نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

"میں نے خواب میں اپنے نانا کو دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ میں اسکی تعمیل کرنے جارہا ہوں،،

گوامام حسینؓ نے اس حکم کی تفصیل دریافت کرنے کے باوجود نہ بتائی۔ دراصل یہ ایک مقدس مشن تھا جس کی حضرت جبرئیل امین کے ذریعہ ملنے والی آگہی شہادت حسین کی بابت تھی اسکو کربلا کے مقام پورا کر دکھایا۔

آپؓ نے 61ھ میں بروز جمعہ عشرہ محرم عراق کے مقام کربلا میں جام شہادت نوش فرمائی۔ آپؓ کا جائے مدفن اسی جگہ عالیشان روضہ کی صورت میں موجود ہے اور مرجع خلائق ہے۔ آپؓ کا شجرہ نسب برصفحہ 125 ملاحظہ ہو۔

حضرت امام سجاد زین العابدینؒ: امام زہری فرماتے ہیں کہ سادات التابعین میں سے سب سے زیادہ افضل تھے۔ یزدجرد آخری ملوک فارس کی بیٹی سلاقہ جن کو سندیہ بھی کہتے تھے آپ کی والدہ محترمہ ہیں۔ آپ کے مناقب وفضائل بے شمار ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت 38ھ ہے جبکہ وصال 94یا92 سن ہجری ہے، جنت البقیع مدینہ منورہ آپ کی جائے مدفن ہے۔ انکی اولاد عابدی اور انکے فرزند زید کی اولاد زیدی منسوب ہیں۔ آپؒ کا شجرہ نسب برصفحات 126-125 ملاحظہ ہو۔

حضرت ابو جعفر محمد باقرؒ: آپؒ امام باقر کے لقب سے مشہور ہیں 57ھ میں آپؒ کی ولادت ہوئی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران جب آپؒ کی عمر تین برس کی تھی تو امام حسینؓ کی شہادت ہوئی آپؒ

کی وفات 114ھ میں ہوئی۔آپؒ کا جنازہ جنت البقیع لیجایا گیا جہاں آپ کے والد امام زین العابدین ؒ اور امام حسنؓ کی لحد مبارک کے قریب آپؒ کا بھی جائے مدفن بنا۔آپؒ کا شجرہ نسب برصفحہ 131 ملاحظہ ہو۔

حضرت امام جعفر صادقؒ: آپ علوم ظاہری و باطنی سے مرصّع تھے۔صنعت کیمیاء اور دیگر معارف علوم میں کمال حاصل تھا۔آپ کی ولادت 80 یا 83 سن ہجری میں ہوئی جبکہ شوال 148ھ میں وفات پائی۔جنت البقیع میں اپنے والد اور جد امجد کی قبر سے ملحقہ جگہ جائے مدفن بنی۔آپؒ بھی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے اساتذہ میں سے تھے۔جملہ اہلِ تشیع جو فقہ جعفریہ کو ماننے والے ہیں خود کو جعفری قرار دیتے ہیں جبکہ آپکی اصل اولاد سید جعفری کہلواتے ہیں۔آپؒ کا شجرہ نسب برصفحہ 131 ملاحظہ ہو۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؒ: آپؒ کی ولادت 129ھ بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔بغداد شریف میں آپؒ کا مزار ہے جہاں آپؒ کا 183ھ میں وصال ہوا۔ایک روایت کے مطابق آپ کے 23 صاحبزادگان اور 19 یا 37 دختران تولد ہوئیں۔جسمیں سے 14 صاحبزادوں سے آپ کا سلسلہ نسب چلا۔

امام موسیٰ علی رضاؒ: آپؒ کی ولادت 151ھ یا 153ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی -خلیفہ مامون کی صاحبزادی سے آپ کا عقد ہوا۔خلافت بغداد آپ کے سپرد ہوئی۔203ھ میں شہر طوس میں وصال ہوا۔خلیفہ ہارون الرشید کے مزار کے قریب جائے مدفن بنا۔انکی اولاد رضوی لکھتے ہیں، قاضی سید بھی انہیں کی اولاد ہیں، جو سُنی سید قرار پائے۔آپؒ کا شجرہ نسب برصفحہ 132 ملاحظہ ہو۔

حضرت ابو جعفر محمد تقی الجوادؒ: آپؒ کی ولادت 195ھ میں ہوئی اور وفات 216 یا 219ھ میں ہوئی۔بغداد کے قریب قبرستان قریش میں آپ کے دادا حضرت موسیٰ بن جعفرؒ کے پاس جائے مدفن بنا۔

آپؒ کا شجرہ نسب برصفحہ 133 ملاحظہ ہو۔

حضرت امام علی نقیؒ: آپؒ فاطمی سادات کے دسویں امام ہیں۔آپؒ کا شجرہ نسب برصفحات 135-136 ملاحظہ ہو۔

حضرت امام حسن عسکریؒ: آپؒ کی ولادت 231 یا 232ھ میں ہوئی اور وصال 260ھ میں ہوا آپ کے صرف ایک صاحبزادے ابوالقاسم تھے۔

ابوالقاسم محمد المعروف بہ مہدیؒ: آپؒ کی ولادت 258ھ میں ہوئی۔ مذہب امامیہ میں انکو مہدی موعود سے موسوم کرتے ہیں۔ امام حسن عسکری کے وصال کے وقت امام محمد کی عمر ۵ سال تھی۔ ایک روایت کے مطابق آپ اپنے گھر کے تہہ خانے میں اترے اور وہیں قیام پذیر ہو گئے آپ کی والدہ خمط یا نرگس نامی آپ کی نگہداشت کرتی رہیں لیکن آپ واپس نہ آئے اور آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اس واقعہ کے وقت آپ کی عمر 9 یا 17 سال کی تھی۔

اہل تشیع حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو اوّل امامت کا مستحق گردانتے ہیں جن سے فاطمی اولادوں سے روحانی امامت کا سلسلہ بارہ اماموں پر منتج ہوا۔ امام زین العابدینؒ بن امام حسینؓ کے فرزند محمد باقر امام قرار پائے جبکہ انکے دوسرے پسر حضرت زیدؒ بھی حیات تھے جن سے فرقہ زیدیہ کی ابتدا ہوئی۔ انکی اولاد زیدی گردانے جاتے ہیں۔ اسی طرح امام جعفر صادقؒ ابن امام محمد باقرؒ کے بعد انکے پسر موسیٰ کاظمؒ نے منصب امامت پر سرفرازی پائی جبکہ ان کے دوسرے فرزند اسمٰعیل بھی حیات تھے جن سے فرقہ اسمٰعیلہ کی بنیاد پڑی جو اس فرقہ کے امام گردانے جاتے ہیں اس فرقہ کو حسن بن صباح نے پھیلایا۔ اس فرقہ اسمٰعیلیہ کے اٹھارویں امام کی اولادوں میں طیّب جی آخری امام ہوئے جنکے بعد امامت کا سلسلہ ختم ہوا اور انکے خلیفہ یکے بعد دیگرے جانشین بنتے رہے جو یمن و شام میں داؤدی و سلیمانی اور بوہرہ فرقوں کی صورت میں موجود ہیں اور پاکستان میں بھی سکونت پذیر ہیں۔ اثناءعشری شیعہ فرقہ کا تعلق بھی انہی سے ہے جبکہ مذکورہ اٹھارویں اسمعلیہ امام کی دوسری اولاد، نذار کی وفات 1095ء میں ہوئی جنکی اولادوں میں ایک شاخ پرنس کریم آغا خان پچاسویں امام کہلاتے ہیں یہ فرقہ آغا خانی خواجہ موسوم ہے۔

اسمٰعیلیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت امام محمدؒ بن اسمٰعیلؒ بن امام جعفر صادقؒ فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں اور امام مہدی کی حیثیت سے ظہور فرمائیں گے۔ امام محمدؒ کے بعد انکے نائب امام پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ جنکا سلسلہ جاری رکھا گیا اور یہ آغا خانی ہیں جو آغا خان اور انکی نسل میں نائب امام مانتے چلے آرہے ہیں۔ اسمٰعیلی مذہب کو شمالی افریقہ میں بربر قوم نے قبول کیا۔ چنانچہ مصر میں فاطمی حکومت دراصل اسمٰعیلی تھی جسکو صلاح الدین ایوبی نے ختم کیا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کی تمام اولاد سیّد ہیں؟

اس موضوع پر کئی کتابیں ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ حدیث وفقہ تاریخ کی کتابوں سے بھی ثابت ہے کہ جناب امیر المومنین حضرت علیؓ کی تمام اولاد سیّد ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا۔ ہر نبی کی اولاد اس کے صلب سے ہوتی ہے لیکن میری اولاد علی کے صلب سے ہے۔ علوی قیامت کے دن باپوں کے ناموں سے پکارے جائیں گے۔ حضور اکرمﷺ نے فرمایا۔

"میں اور علیؓ ایک شجرۂ نوری سے ہیں، تمام نسب ختم ہو جائیں گے لیکن میرا نسب ختم نہیں ہوگا"

حدیث کے مطابق حضور اکرمﷺ نے حیدر کرارؓ کو سید دنیا و آخرت فرمایا۔ "سیّد الجنّت، سیّد الصادقین، سید المسلمین، سیّد العرب اور خیر سیّد سے خطاب فرمایا۔ جس سے آپؓ کی سیادت ثابت ہوتی ہے۔ حیدر کرارؓ اہل بیت کے سربراہ تھے۔ آپ آیت تطہیر میں شامل تھے۔ اور آل رسولﷺ بھی تھے۔ اور سیّد اہل بیت تھے۔ جس سے آپؓ کی تمام اولاد اہل بیت رسولﷺ ہے۔ حضرت علیؓ کی اولاد کو پاک و ہند میں سیّد، سادات علوی، جب کہ مصر اور بغداد میں انہیں شریف کہا جاتا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

"اس میں شک نہیں کہ قدیم اصطلاح بہتر ہے۔ اور وہ یہ کہ لقب شریف یعنی سید کا اطلاق ہر علوی پر ہوتا"

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں

"مصر میں ہر علوی کو شریف (یعنی سیّد) کہتے ہیں"۔ علامہ علاؤ الدین سمرقندی حنفی لکھتے ہیں:

"حضرت علیؓ سیّد ہیں اور ان کی تمام اولاد سید ہے"

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

"جان لو کہ شریف (سیّد) کا اطلاق شروع میں ان پر ہوتا تھا جو اہل بیت سے تھے۔ خواہ وہ عباسی تھے یا عقیلی یا علوی"

مولانا احمد رضا بریلویؒ لکھتے ہیں "تمام بنی ہاشم و بنی عبدالمطب سیّد ہیں" وہ تمام سیّد ہو سکتے ہیں۔ تو اولاد علیؓ تو بدر جہا ان سے افضل ہے۔ مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خان بریلوی رضوی لکھتے ہیں۔ "علوی سید ہیں"۔ علامہ محمد شاہد ابن علی محمد صالح شمائل بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ "تمام بنی ہاشم سیّد ہیں"۔ ملا حسین الدین ہروی لکھتے ہیں۔ "تمام اہل بیت سیّد ہیں"۔ مولوی غیاث الدین لکھتے ہیں۔ "سادات دو قسم کے ہیں۔ ایک بنی فاطمہؓ دوسرے اولاد علیؓ۔ جو دوسری بیویوں سے ہیں"۔ مولوی

نورالدین نقشبندی لکھتے ہیں "سادات مرتضوی وہ کہلاتے ہیں جو حضرت علیؓ کی اولاد ہیں سوائے بطن اطہر حضرت فاطمہؓ کے "۔ "علوی سیّد ہوتے ہیں" (بحوالہ راجپوت گوتیں) جو حضرت سیّد عون قطب شاہی علوی کی اولاد ہیں وہ سادات علوی اعوان قطب شاہی ہیں۔ سادات سے مراد اولاد بھی ہے (کتاب الاسلام) حضرت علیؓ کی باقی اولاد دیگر بیویوں سے سیّد علوی کہلاتے ہیں۔ (بحوالہ رسوم ہند)۔ ڈاکٹر ظہورالحسن شارب لکھتے ہیں "حضرت شاہ نیاز احمد علوی بریلوی والد کی طرف سے علوی سیّد ہیں اور والدہ کی جانب سے حسینی رضوی سیّد ہیں"۔ مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی لکھتے ہیں۔ "علوی سیّد ہیں"۔ مولوی فیروز دین لکھتے ہیں۔ "علوی" وہ سیّد ہیں جو حضرت علیؓ کی اولاد تو ہو لیکن فاطمۃ الزہراؓ کے بطن سے نہ ہو"۔ سیّد تصدیق حسین لکھتے ہیں "علوی" وہ سیّد ہیں جو اولاد علی المرتضیٰؓ سے ہو سوائے بطن اطہر فاطمہؓ کے "۔ علوی وہ سیّد ہیں جو اولاد مرتضیٰؓ سے ہوں"۔ (بحوالہ لغات کشوری کریم اللغات) علوی وہ سادات جو حضرت علیؓ کی اولاد ہوں مگر بی بی فاطمہؓ کے بطن نہ ہوں "(آدم الغات) سیّد ناصر حسین اہل تشیع لکھتے ہیں "جو اولاد حضرت علیؓ سے ہیں۔ بسلسلہ پدری وہ سید ہیں"۔ سیّد نجم الدین کراروی لکھتے ہیں۔ "حضرت عباس علمدار بن علیؓ اور محمد ابن حنفیہ کی اولاد سیّد ہے"۔ مولوی سید ظفر الحق لکھتے ہیں۔ "حضرت علیؓ کی تمام اولاد سادات ہیں۔ ان کو علوی سیّد کہتے ہیں "۔ (توضیح الدلائل۔ طبقات الانوار۔ خم غدیر۔ تحفہ العوام سب سے ثابت ہے کہ علوی سیّد ہیں)۔ نواب امداد امام لکھتے ہیں "حضرت علیؓ کی اولاد جو بطن حضرت فاطمہؓ سے نہیں ہے۔ وہ بھی سیّد کہلاتی ہے۔ وہ سادات جو غیر بنی فاطمہؓ ہیں۔ انہیں سادات علوی کہتے ہیں" حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ہر بنی کی اولاد بیٹے کے صلب سے ہوتی ہے۔ لیکن میری اولاد فاطمہ کے صلب سے ہے۔ یہ اولاد آپ کی اولاد محمد ﷺ عصبی فاطمیؓ کہلاتی ہے۔ سید ابوالکمال برق نوشاہیؒ لکھتے ہیں:

"حضرت علیؓ چونکہ سیّد تھے۔ اس لئے آپ کی تما اولاد سیّد ہے"

علامہ شرافت نوشاہی شریف التواریخ میں لکھتے ہیں۔ "امیر المومنین حضرت علیؓ سیّد تھے۔ اس لئے آپ کی تمام اولاد سیّد ہے"۔ تفسیر موہب الرحمٰن میں بھی یہی لکھا ہے۔ کہ حضرت علیؓ کی تمام اولاد سیّد ہے۔

☆☆☆☆☆

مکہ میں جنتِ معلیٰ آثار مزار خدیجۃ الکبریٰ ؓ ومدفن دیگر خانوادہ رسول ﷺ

دختر رسول ؐ حضرت فاطمۃ الزہرہ ؓ کا روضہ واقع جنت البقیع مدینہ منورہ جسے 1926 میں مسمار کر دیا گیا۔

مدینہ منورہ جنت البقیع 1926ء میں انہدام سے پہلے آثار نفوس قدسیہ

موجودہ جنت البقیع میں امام حسنؑ، امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ،

امام جعفر صادقؑ اور رسول کریمؐ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کے مدفن کے آثار

روضہ امام حضرت علیؑ (نجف۔عراق)

روضہ امام حسینؑ (کربلا۔عراق)

روضہ حضرت عباسؑ (کربلا۔عراق)

روضہ امام موسیٰ کاظمؑ اور روضہ امام محمد تقیؑ (کاظمین۔عراق)

روضہ امام علی رضاؑ جس پر سونے کا گنبد اور مینار نظر آ رہا ہے (مشہد۔ایران)

روضہ امام علی نقیؑ اور روضہ امام حسن عسکریؑ (سامرہ۔عراق)

سلسلۂ نسب خانوادۂ رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
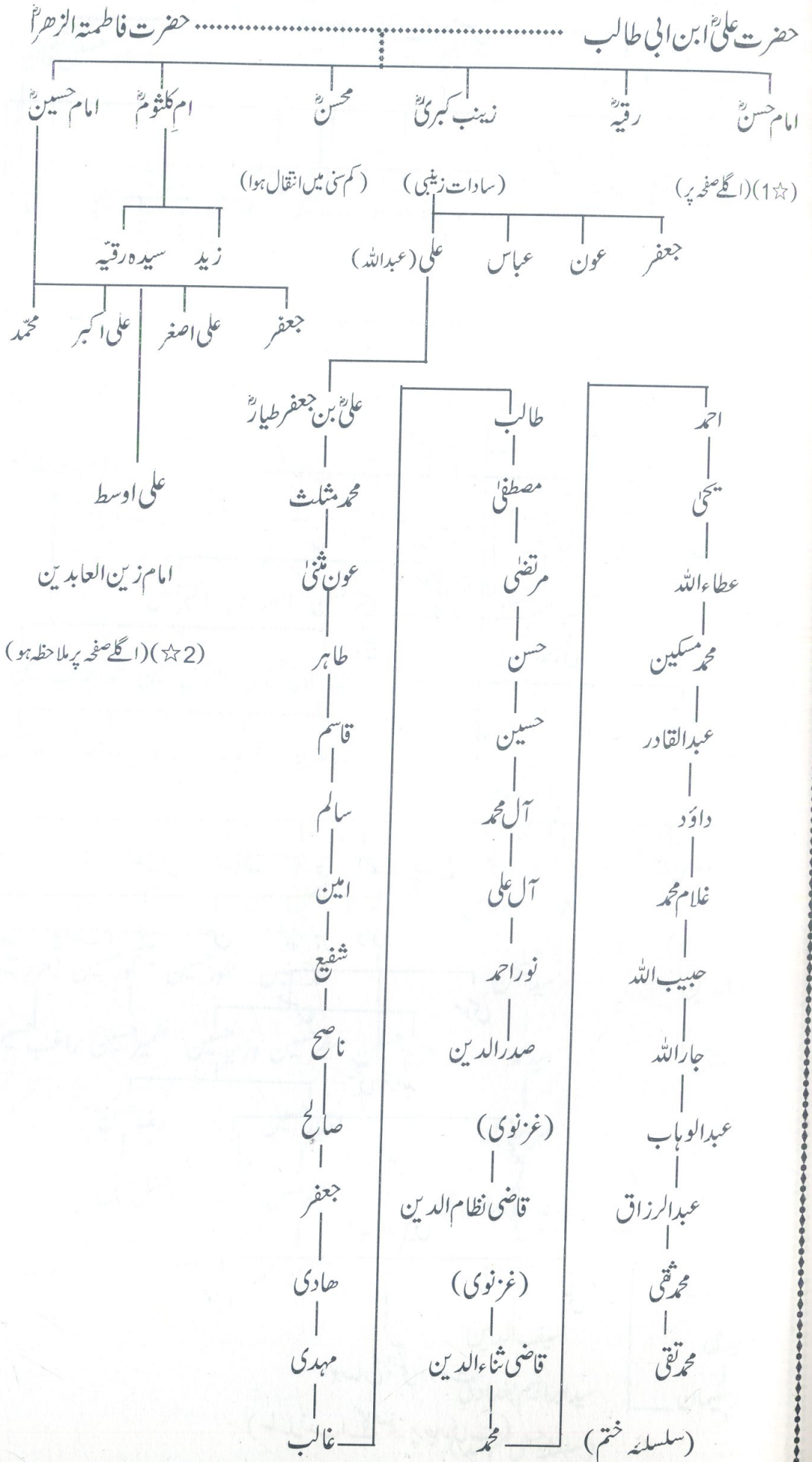
گزشتہ سے پیوستہ سادات اولاد فاطمیؓ
سلسلہ سادات حسنی
سلسلہ سادات حسینی
(1☆) حضرت امام حسنؓ
حضرت امام حسینؓ
(اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)
محمد جعفر زید حسین طلحہ اسمٰعیل حمزہ عبدالرحمن عمر قاسم عبداللہ یعقوب عبیداللہ
(اصغر) (اکبر)
مارعیہ میمنہ رقیہ فاطمہ علیمہ
حسن مثنیٰؓ
داؤد جعفر ابراہیم حسن مثلث
عبداللہؓ محض
محمد یحییٰ ادریس سلیمان ابراہیم
موسیٰ الجون
ابراہیم عبداللہ ثانی
احمد یحییٰ سلیمان صالح
موسیٰ ثانی
عیسیٰ ابراہیم سلیمان عبداللہ حمزہ احمد صالح علی حسین اکبر حسین اصغر اسحٰق
احمد یوسف یحییٰ حسن محمد اکبر داؤد
حسن موسیٰ
یحییٰ الزاہد
علی احمد محمد
عبدُاللہ یحییٰ
یحیٰ
حمزہ علی
ابوصالح جنگی دوست
(سلسلہ نسب اگلے صفحہ پر جاری ہے)
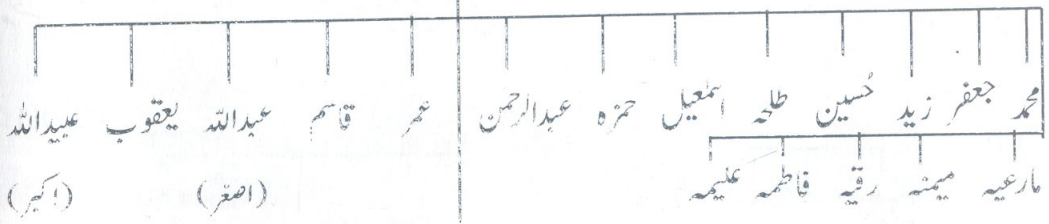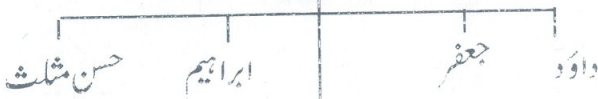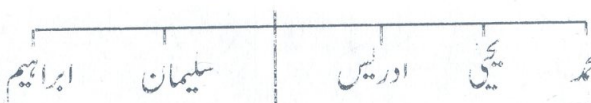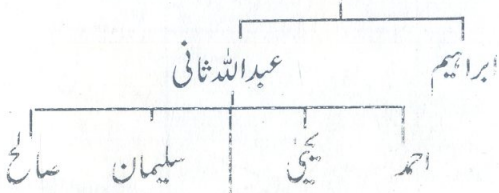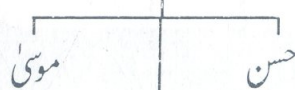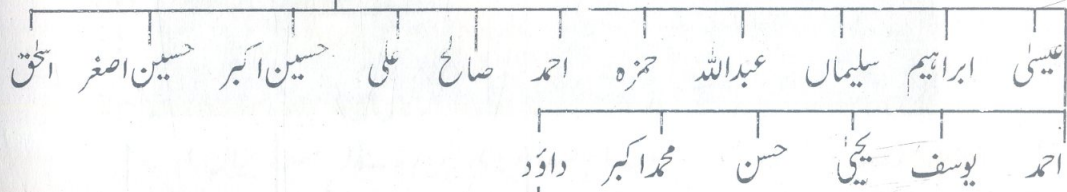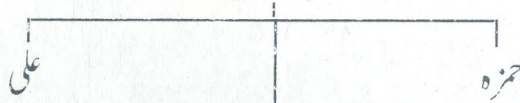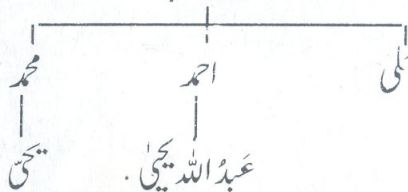
گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ اولاد فاطمی

ابوصالح جنگی دوست

ابومحمد محی الدین عبدالقادر

(آپ کے 11 یا 19 فرزندان میں سے جو مشہور ہوئے)

عبدالعزیز — عبدالوہاب — عبدالرزاق

عبدالعزیز: محمد ن الھنال، شمس الدین، شرف الدین، زین الدین، ولی الدین، نورالدین، حسام الدین، محمد درویش، زین الدین، سید مصطفیٰ، سید سلمان، سید علی، سید سلیمان

عبدالرزاق: ابونصر صالح، عبدالجبار، ابوموسیٰ، قطب العالمین، سید نصراللہ، سید احمد (حاجی الحرمین)، سید شیلخن، سید محمد، سراجدین، حضرت شاہ گدا مروہی

حضرت شاہ گدا مروہی: سید مصطفیٰ، سیف الدین، سید ابراہیم بغدادی

(سلسلہ حسنی ختم شد)

(1☆) محمد حسین خان (عرف میر جیون)

سید عطا حسین — امیر حسین خان

سید عطا حسین: حیدر حسین، غلام حسین، مدد حسین، عابد حسین، مبارک حسین، کرامت حسین، فتح حسین، علی حسین، دلاور حسین

مدد حسین: شمس الدین، نجم الدین

عابد حسین: ظہور الحسن، نور الحسن، انور الحسن، محمود الحسن

محمد فاضل — اختر حسن — اصغر حسن — اکبر حسن

امیر حسین خان: امداد حسین، محمد حسین خان (سید حافظ)

محمد اسحاق حسین — مشتاق حسین — محمد الطاف حسین

نصیرالدین — ظفریاب — محمد امیر — محمد اشفاق — احمد حسین

غلام حسین: فرزند حسین

فرزند حسین: تجمل حسین — فضل حسین — کرم حسین

فضل حسین: محمد حسنین

محمد حسنین: عزیز حسین — صغیر حسین — وزیر حسین

وزیر حسین: امتیاز حسین — رضا حسن

امتیاز حسین: جعفر حسن، حسین احمد

رضا حسن: فضل حسن

کرم حسین: غفور حسین — منظور حسین — زمرد حسین

منظور حسین: ضمیر حسین

زمرد حسین: راغب حسین

گزشتہ سے پیوستہ سادات اولاد فاطمیؓ
سلسلہ سادات حسینی
حضرت امام حسینؓ
(سید الشہداء)
زینب
جعفر
ام کلثوم
محمد
فاطمہ
علی اوسط
سکینہ
علی اصغر
علی اکبر
عبداللہ
(امام زین العابدین) (☆1)
حسین (اصغر)
عبداللہ
سلیمان
حسین (اکبر)
حسن (اکبر)
علی اصغر
قطب الدین (عمر شجری)
عمر الاشرف
علی اصغر (زکریا)
حسن اصغر
شہید زید
عبدالرحمن
محمد اصغر
(عمر شجری)
صدر الدین علی
حسن جلال الدین
(جاری رہے گا اگلے صفحات)
سعید احمد (فتح اللہ)
سید محمد
سید احمد
معین الدین
(منہاج الدین خطاب
خواجہ اسحاق
سید علی
مولانا بدر الدین مخدوم
(مشاہیر بزرگان دین پاک پتن)
(داماد فرید الدین گنج شکر
سید محمد
فخر الدین
سیف الدین
(☆4) (جاری اگلے صفحہ پر
عیسیٰ
(☆1)
سید محمد
سید علی
سید محمد
سید حسن
سید علی نر
سید زید
سید محمد عمر
سید یحیٰ
سید حسین
سید داؤد
عبد الغزی
(☆3) (جاری اگلے صفحہ پر
سید یحیٰ
سید علی
شاہ عیسیٰ
سید حسین
جیدر الھروی
سید علی
(دیوان)
سید محمد
(دیوان)
سید حسین
(میراں ثانی)
ابو الفراح
(واسطی)
نجم الدین
(☆2) (جاری اگلے صفحہ پر

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ اولاد فاطمی

(سلسلہ نسب اگلے صفحات پر ملاحظہ ہو)

گزشتہ سے پیوستہ شجرہ نسب خاندان فاطمی سادات
حضرت حسینؓ
زین العابدینؒ (☆1)
کبیر محمد
یحییٰ
(جانب خراساں خروج فرمایا)
عیسیٰ (کوفہ خروج کیا)
حسین
محمد
جعفر
محمد الاکبر
(کوفہ خروج کیا)
حسین
نوید المظفر
علی
احمد
عمر
حسین
سید محمد
علی بزرگ
سید حسین
سید علی عراقی
زید بزرگ
عمر بزرگ
سعید زید
یحییٰ بزرگ
سید حسین واسطی
علی
محمد
حسین
علی
زید
عمر
یحییٰ
حسین
نوٹ: عیسیٰ ابن زین العابدین سے سید داؤد تک شجرہ میں اختلافات ہونے کی وجہ ان کے تینوں سلسلے درج کردیئے گئے ہیں۔
سید ابوالفرح واسطی
(غزنہ میں آباد ہوئے)
سید داؤد
(سرہند)
معزالدین
(گڑھ مکتیشر)
ابوالفراس
(سرہند)
ابوالفضل
(سرہند)
ابوالفاضل
(سرہند)
سید محمد
ابوالفرح ثانی
سید عوض یا معزالدین
سید حسن
داؤد
فاضل
علاؤالدین
فضائل
سید محمد
سید جعفر
سید احمد
معزالدین
فریدالدین بایزید
دریس باا ویس
حسین (فریدالدین)
تاج الدین
شمس الدین
علاؤالدین
سیّد احمد
(نوٹ) یہ بھائی بہلول لودھی کے زمانہ میں دوآبہ میں آباد ہوئے ہستناپور اور گڑھ مکتیشر کو فتح کیا۔

شجرہ فاطمی خاندانِ جن سے فقہی یا مذہبی فرقوں کی ابتداء ہوئی
حضرت امام حسینؓ
علی اکبرؓ شہید کربلا
علی اصغرؓ شہید کربلا
محمدؓ شہید کربلا
حضرت علی اوسط زین العابدینؓ
عبداللہؓ شہید کربلا
جعفرؓ (بچپن میں وصال)
دختران
عبداللہؓ
محمد اشرفؓ
علی اکبرؓ
حسین الاکبرؓ
حسین الاصغرؓ
محمد الباقرؓ (ابو جعفر)
علی اصغرؓ
عبدالبحرؓ
شریف
حسین
چار دختران
زید الشہید
عبداللہ اصغر
دو دختران
جعفر صادقؓ
ابراہیم
عبداللہ اکبر
علی
اسمٰعیل الاعرج
عبداللہ
علی
دختر
عباس
موسیٰ الکاظم
اسحٰق
محمد
دختر
دختر
دختر
دختر
دختر
(☆1) (بقیہ شجرہ اگلے صفحہ پر)
ابراہیم الحرز
اسمٰعیل
علی الرضا
عباس
زید العاد
موسیٰ
ابراہیم ابن رضا
محمد تقی
ام ابہا
محمد
موسیٰ
محمد
علی تقی
جعفر
علی ثانی
ابو عبداللہ
موسیٰ
عبداللہ
محمد
حسن عسکری
جعفر
عبداللہ ثانی
یحییٰ
طالب
احمد
حسین
احمد
عبدالرحمٰن
محمد المہدی
زین اللہ
حسین الاصغر
علی
محمد
ابو شکر عبدالعزیز
(القائم)
خواجہ ابراہیم
تاج دین
محمد حسن
(شریف المرتضیٰ)
(شریف الرضی)
سید معروف
خواجہ عبدالعزیز
عبدالقادر
داؤد کرمانی
نوٹ: دونوں بھائیوں نے ہارون الرشید اور مامون الرشید کے برآمکہ وزیر اعظم کی ایما پر شیعی مذہب کے مسلک کی تشکیل دی۔
سید علی
خواجہ غیاث اللہ
ابراہیم ایرجی
معروف
سید محمود
خواجہ محمد ظاہر
شمس الدین
ابوالفرح کرمانی
سید جنید
خواجہ غیاث الدین حسن
داؤد ثانی
ابوسعید
سید محمود
خواجہ معین الدین چشتی
عبداللہ
امیر کارگار
عبداللہ محمد
فتح اللہ
امیر کامراں
سید زاہد
رحیم اللہ
امیر نفل
محمود کرمانی یا محمد ذکریا
سید محمد
داؤد
امیر لاغری
امیر سید محمد
عبدالخالق
شاہ محمد
امیر سہارا
شہاب الدین کرمانی
سید احمد
خیر اللہ
امیر تتارا
امان اللہ
طیفور کرمانی
ظہور کرمانی
محمود کرمانی
(شاہ مالا مال آپؒ کا مزار کلاٹھی بلند شہر یو۔ پی انڈیا میں مرجع خلائق ہے)

گزشتہ سے پیوستہ شجرہ نسب فاطمی خاندان

نوٹ (☆1) محمد بن اسمٰعیل الاعراج کا کوئی بیٹا عبداللہ نامی نہیں تھا۔ عبداللہ القداح نے اپنے بیٹے عبداللہ کو محمد کا بیٹا ظاہر کر کے فرقہ باطنیہ اسمٰعیلیہ کا امام بنادیا۔ یہ فرقہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اسمٰعیل کو اللہ کا پیغمبر مانتا ہے۔

نوٹ (☆2) نزّار بڑا فرزند تھا اور امامت کا مستحق تھا لیکن اسکے بھائی حسن مستعلی نے اس کو زندہ دیوار میں چنوادیا۔ حسن بن صباح نے عبداللہ القداح کی طرح اپنے بیٹے حسین کو نزّار کا بیٹا ظاہر کر کے امام بنا دیا اسطرح نزّاری فرقہ کی بنیاد پڑی۔ نزّاری امامین نے سلطنت الموت کی بنیاد ڈالی۔

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ سادات فاطمی

علی اوسط (☆1)

امام زین العابدین

امام محمد باقر ابوجعفر

عبداللہ — ابراہیم — زینب — عبیداللہ حسن — ابوتراب علی — ام سلمہ

امام جعفر صادقؒ

اسماد — محمد نباج (المامون) — محمد عبداللہ — علی عریضی — اسحاق — عباس — فاطمہ — اسماعیل ثانی — ام فروغ

(بقیہ شجرہ اگلے صفحہ پر)

امام موسیٰ کاظمؒ

سید ھارون — سید علی اکبر — علی رضا — سید ادریس

- سید ھارون، سید مرتضی، سید علی اصغر، عبدالمطلب، سید اللطیف، سید مسعود، سید عبداللہ، سید یوسف، سید بزرگ، سید فتح اللہ، سید علی رونی، عبداللہ، عبدالفتاح، سید محمد، سید مخدوم کبہ باز (امروہی)
- سید علی اکبر، فخرالدین، سید تقی، سید بلاق، سید محمود، سید برہان الدین، سید شعبان، سید قاسم، زین العابدین، سید عبداللہ، سید برہان الدین، جلال الدین، محمد بخاری، سید بہاؤ الدین نقشبندیؒ
- علی رضا (سلسلہ نسب آگے ملاحظہ ہو)
- سید ادریس، ابراہیم، عبدالعزیز، نجم الدین، احمد حسن، خواجہ کمال الدین، خواجہ غیاث الدین، معین الدین حسنؒ خواجہ چشتی اجمیری
  - حافظہ جمال — حسام الدین — فخرالدین — ابوسعید

اسماعیل ثانی

- سید احمد، سید اسماعیل، سید ظہیر الدین، بہاؤ الدین، علی حسین
  - بدیع الدین (قطب مدار)
  - محمود الدین، سید جعفر، ابراہیم، عبداللہ
    - سید ابوتراب منصور — سید ابوالحسن طیفور — سید ابومحمد ارعون
- علی ضیاء الدین، سید محمد، تاج الدین، سید داؤد، سید بہاؤ الدین، غیاث الدین، سید احمد، نور محمد، فتح محمد، سید عبداللہ، علاؤ الدین صابرؒ (پیرانِ کلیر)

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ سادات فاطمی
ابوالحسن امام علی موسیٰ رضاؑ
ابراہیم
حسین
فاطمہ
تقی الجواد
(ابوجعفر)
((☆1) اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)
امامہ
محمد موسیٰ
محمد عون
سید علی
سید حسین
سید حسن
سید زین الدین
محمد باقر
محمد جعفر
فخر الدین
قاضی جمال الدین
قاضی محمد قاسم
قاضی مٹھن
قاضی بدھن
قاضی معین الدین
قاضی محمد مظفر
قاضی یار محمد
قاضی محمد اکرم
قاضی محمد واسع
محمد پناہ
محمد زمان
مظفر علی
مولانا غلام نبی
مظہر علی
محمد عزیز الدین
مظہر الدین
زین العابدین
عبدالقیوم
حسام الدین
سید احمد
عبدالشکور
عبدالعزیز
حسنین معروف
سید جنید
علی رامتینے
محمود الخیرد
سید امیر محمد
سید محمد
عبدالخالق
محمود کرمانی
سید محمد کرمانی
شمس الدین
عرف شہاب الدین
سید طیفور
سید احمد
شیخ ابن سید عبداللہ
سید احمد
سید محمد
سید نور
سید قاسم
قطب شاہ
سید شاہ محمد
سید احمد
سید ابووالی
ابومعالے
سید شکر اللہ
سید بدھا
سید بھاون
مہربان علی
بنیاد علی
صادق علی
غلام جیلانی
ابن علی
(رئیس امروہہ)
قطب الدین
حاجی سید محمد
آفتاب الدین
(رئیس امروہہ)
کبیر احمد
شاہ محمد
سلطان محمد
محمد ماہ
محمد زمان
محمد نور عیاں
محمد ماہ (ثانی)
حکیم بخش اللہ
حکیم حسن عسکری
حکم نثار علی
ابن حسن
احمد حسن
علی حسن
سید محمود
عبداللطیف
محمد حنیف
مولوی غلام رسول
امداد علی
اولاد علی
آل علی
آل احمد (وکیل)
آلِ نبی
سید احمد
محمد علی

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ نسب سادات فاطمی

گزشتہ سے پیوستہ نسلسلہ نسب محمد علی النقی اولادِ فاطمی
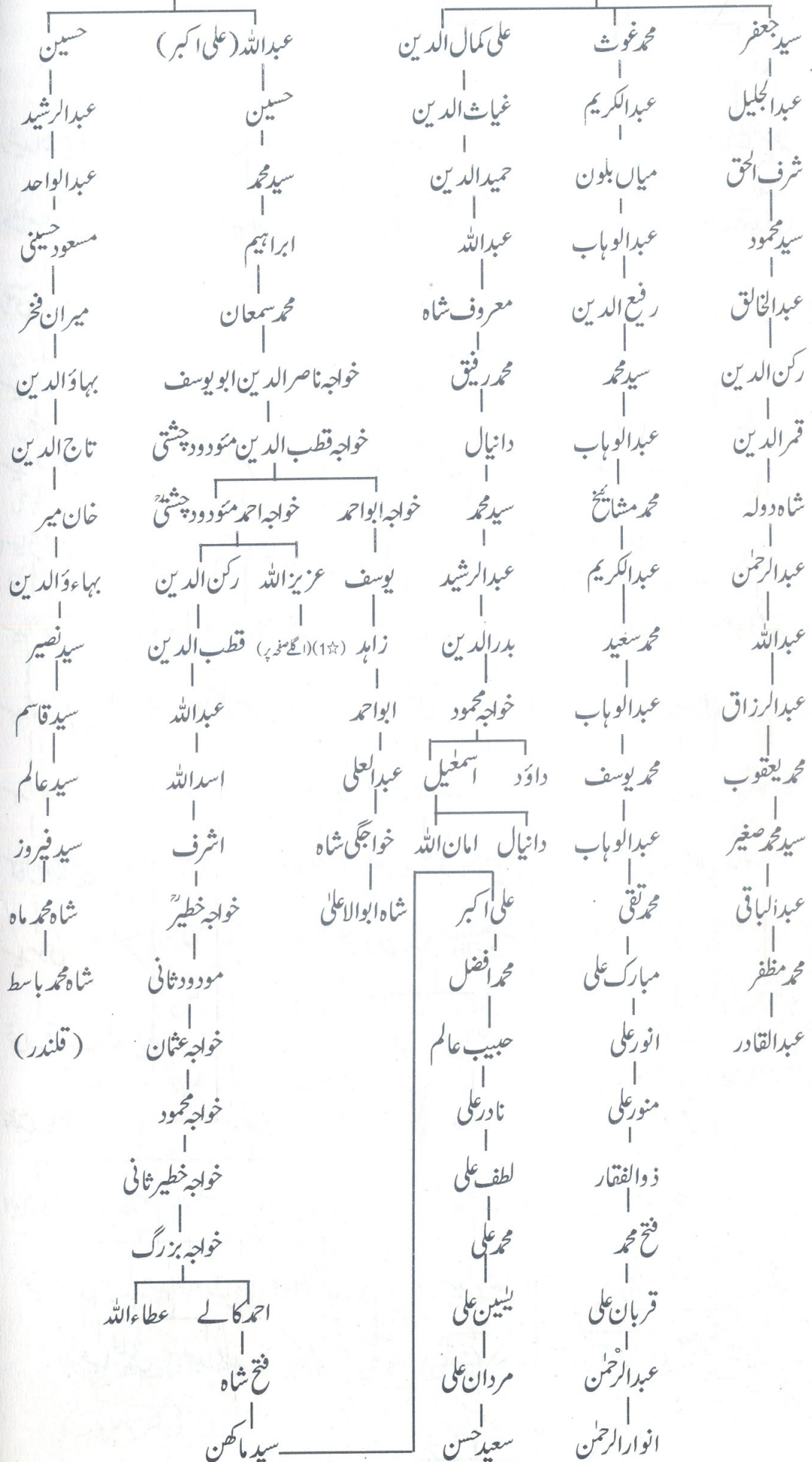
گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ نسب ساداتِ فاطمی
امام ابو جعفر تقی الجوادؒ
علی ھادی
جعفر
زید
امام علی نقی
ابو طالب
ابوالحسن
موسیٰ
جعفر
سید احمد
عبداللہ
علی اصغر
حسن
عبداللہ
علی
خواجہ احمد
خواجہ نظام الدینؒ
(محبوب الٰہی)
امام حسن عسکری
امام محمد مہدی
محمد
عبداللہ
(علی اکبر)
حُسین
سیّد محمد
سید ابراہیم
محمد سَمعان
خواجہ ناصر الدین
(ابو یوسف)
خواجہ قطب الدینؒ
مودود چشتی
حُسین
جعفر
عالیہ
ہارون
علی اصغر
رشید الدین
عبدالرشید
عبدالواحد
مسعود حسینی
میران سید فخر
بہاؤ الدین شہید
تاج الدین احمد
خان میر سیّد
بہاؤ الدین
سید نصیر
سید قاسم
سید عالم
سید فیروز
شاہ محمد ماہ
شاہ محمد باسط قلندر
خواجہ ابو احمد
خواجہ یوسف
خواجہ زاہد
ابو احمد مودود ثانی
خواجہ عبدالعلی
شاہ خواجگی
شاہ ابولاعلا
(شاہ ولائت)
محمد صادق
بشیر احمد
نظیر الدین
محمد فاضل
کرم علی
خواجہ احمد مودود چشتی
عزیز اللہ
عبدالقدوس
سید عمر
سید ناصر
محمد عون
سید موسیٰ
عبدالاعلیٰ
میر علی
بنیاد علی
رُکن الدین
قطب الدین
عبداللہ
اسد اللہ
خواجہ اشرف
خواجہ خطیر
خواجہ مودود ثانی
خواجہ عثمان
خواجہ محمود
خواجہ خطیر ثانی
عطا اللہ
خواجہ بزرگ
خواجہ احمد کالے
فتح شاہ
سید ماکھن
علی اکبر
محمد افضل
حبیب عالم
نادر علی
لطف علی
محمد علی
یٰسین علی
مردان علی
سعید حسن
سید سلطان
میر چاند
مہر علی
میر وزیر علی
ضامن علی
لائق علی
اصغر علی
عبدالعلی
قادر علی
آفتاب علی
مہتاب علی
ذوالفقار علی

گزشتہ پیوستہ شجرہ نسب امام موسیٰ کاظمؑ

سلسلہ نسب اولاد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہہ

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ شجرہ نسب حضرت عمر فاروقؓ
سیدنا عُمر فارق رضی اللہ تعالیٰ عنہہ
اُمیّہ
صفیّہؓ
فاطمہؓ
جمیلہ
رَملہ
بُحیر
زید اصغر
عبدالرحمٰن
سیدہ حفصہؓ (ام المومنین)
زید
عاصم
زینب
رقیّہ
اُم الوّلید
عبدالرحمٰن اصغر
عبدالرحمٰن اوسط
عیاص
عبیداللہ
سیدنا عبداللہؓ
محمّد
ناصرالدین
عبداللہ
عفّان
سلیمان
قریش
ھمایوں
ھامان
عثمان
شہریار
محمد
احمد
جرجس
ملک فاروق
ملک حاکم
ملک ابوالفتح
ملک عطا محمد
ملک سیر
شمس الدین
کمال الدین
قطب الدین
عبدالملک
قاضی کبیر
قاضی قاسم
قاضی قاون
قاضی محمود
احمد
منصور
شیخ معظم
شیخ وجیہ الدین
شاہ عبدالرحیم
شاہ اہل اللہ
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
رفیع الدین
عبدالغنی
عبدالقادر
عبدالعزیز
ابراہیم اُدھم
خواجہ اسحاق
خواجہ ابوالفتح
خواجہ عبداللہ اکبر
خواجہ عبداللہ اصغر
خواجہ مسعود
خواجہ سلیمان
خواجہ محمود
خواجہ نصیرالدین
شیخ احمد
سلطان شہاب الدین
خواجہ محمد
خواجہ یوسف
خواجہ احمد
خواجہ حیدر
خواجہ محمود
خواجہ سالار
خواجہ شمس الدین
نورالدین شیخ
شیخ جلیل الدین
شیخ بدرالدین
شیخ بساون
شیخ لاڈے
شیخ مان
شیخ حبیب اللہ
شیخ چاند
شیخ نتھن
غلام مصطفیٰ
(سلسلہ جاری ملاحظہ ہو اگلے صفحہ پر)

گزشتہ سے پیوستہ شجرہ نسب عمر فاروقؓ

گزشتہ سے پیوستہ شجرۂ نسب حضرت فاروق اعظمؓ و حضرت مجدّد الف ثانیؒ
خواجہ شیخ احمد مجدّد الف ثانیؒ سرہندی
خواجہ محمد معصوم
(1☆) خواجہ سیف الدینؒ
(2☆) خواجہ صبغت اللہؒ
محمد عیسیٰ
شاہ عبدالغنی
خواجہ محمد اسمٰعیل
عزیز القدر
عبدالاحد
عبدالرحمٰن
عبداللہ
امتہ اللہ کبریٰ
رابعیہ
عبدالقادر
صفی القدر
امتہ اللہ صغریٰ
امتہ الرحمٰن
ام الفضل
امِ کلثوم
زینب
رقیہ
شاہ ابوسعید
میمونہ
تقیّہ
صالح
اسمٰعیل
مجیدہ بیگم
عبدالمغنی
عبدالغنی
شاہ احمد سعید
میاں محمد
بی بی عائشہ
میاں ابراہیم
خواجہ عبدالرشید
صفی اللہ
غلام محمد
محمد صادق
محمد سعید
عبداللہ
محمد بشیر
محمد معصوم
بدرالصبح
محمد وحید
ظہور اللہ
غلام حسین
محمد عیسیٰ
سات دختران
خواجہ عطاء معصوم
محمد ادریس
زین الدین
خواجہ ضیاء معصوم
غلام صدیق
ضیاء الدین
غلام محمد
غلام قادر
غلام محمد
غلام فرید
عبدالحق
عبیدالحق
عبادالحق
ضیاء الحق
مختارالحق
غلام حسین
محمد اعالم
غلام نبی
ضیاء الحق

حضرت مجدد الف ثانیؒ
سید آدم بنوری
شاہ حسنین
خواجہ محمد معصوم
شیخ محمد سعید
شیخ سعدی لاہوری
شاہ عبداللہ
سعداللہ
عبد باسط
خواجہ سیف الدین
حجتہ اللہ نقشبند
عبدالاحد
خواجہ یحییٰ
عبدالرحیم
محمد سعید لاہوری
خواجہ عبدالقادر
خواجہ محمد عابد
محمد زبیر
طقی بادشاہ
عبدالشکور
محمد مسعود پشاوری
خواجہ محمود
خواجہ محمد محسن
قطب الدین
خواجہ زکی
خواجہ عبدالرزاق
سید عبداللہ شاہ
سید نور محمد بدایونی
شاہ جمال
شیخ محمد
خواجہ محمد صفا
عنایت اللہ شاہ
مظہر جانِ جانان شہید
خواجہ عیسیٰ
خواجہ زمان حاجی احمد
حافظ احمد
شاہ غلام علی دہلوی
خواجہ فیض اللہ
شاہ حسین
خواجہ عبدالصبور
ابو سعید
غلام محی الدین قصوری
خواجہ نور محمد
امام علی
(چوڑہ شریف)
صادق شاہ
خواجہ گل محمد
خواجہ عبدالمجید
محمد شریف قندھاری
احمد سعید
فقیر محمد
نامدار شاہ
خواجہ عبدالعزیز
حاجی محمود شاہ
دوست محمد قندھاری
حافظ عبدالکریم
جماعت علیشاہ
سلطان الملوک
خواجہ قادر بخش
(موسیٰ زئی شریف)
مولوی نواب الدین
چنن دین
خواجہ نظام الدین
سائیں خواجہ توکل شاہ
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ
محمد معصوم
احمد دین
خواجہ محمد قاسم موہروی
خواجہ محبوب عالم
(حیدر آباد سندھ)
(مہرہ شریف)
عبداللہ قلندر
حکم سعید احمد
پیر نظیر احمد
مولائے رولا
گل بادشاہ
ہارون الرشید
خواجہ ادولک
امیر الدین
میاں شیر محمد
محمد شاہ عالم
رحمت علی (جھنگ)
اسمٰعیل شاہ
نور الحسن
فیض محمد خان
حضرت میاں عبدالرشید شہید
قلندر پانی پتی
محمد عبدالرسول قصوری
غلام نبی للٰھی
(للہ پنجاب)
(المعروف نوٹوں والی سرکار مزار بمقام سرگودھا پنجاب)
شبیر احمد شاہ (دھولوری شریف)
محمد حسن خان
دوست محمد للٰھی
نجیب اللہ خان
ثالث محمد الرسول للٰھی

(سلسلہ جاری اگلے صفحے پر)
(سلسلہ جاری اگلے صفحے پر)

گزشتہ سے پیوستہ اولاد حضرت عثمان غنیؓ

گزشتہ سے پیوستہ اولاد حضرت عثمان غنیؓ

باب دوئم

مختصر کوائف وحالات زندگی صالحین اور انکا سلسلۂ طریقت

اموی وعباسی اور فاطمی دور اقتدار اور مسلمانوں میں مذہبی فرقہ واریت:

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد امام حسنؓ کچھ عرصہ خلیفہ رہے۔ انہوں نے اپنے اجتہاد کی روشنی میں جنگ وقتال سے احتراز کیا اور از خود اقتدار حضرت امیر معاویہؓ کے سپرد کر دیا جس سے اموی دور اقتدار کی ابتداء ہوئی جو 132ھ تک جاری رہا۔ اس دور میں خلافت کی جگہ ملوکیت نے لے لی اور علم وتقویٰ کے بجائے خاندانی اقتدار و شاہی طرز حکومت جاری ہو گیا اس میں بیت المال بھی عوام النّاس کی فلاح و بہبود کی بجائے شاہی خاندان کی ملکیت بن گیا۔ اس طرح جبر واستحصال حتّٰی کہ جبر، ظلم اور بربریّت سے اقتدار کو دوام بخشنے کا وطیرہ امراءِ نے اختیار کر لیا۔ ماسوائے عمر بن عبد العزیزؒ کے کسی بھی حکمران کا اقتدار قابل ستائش یا عدل واحسان کی بنیاد نہ بنا۔ حضرت عثمانِ غنیؓ کے دورِ خلافت سے ہی خاندان بنوامیہ کے سرکردہ افراد نے مملکت کے اہم مناصب پر تقرری حاصل کر لی اور گورنر جیسے اہم منصب پر یزید بن امیر معاویہؓ نے سرفرازی حاصل کر لی اور خلیفہ وقت کے انتقال پر خود کو امت مسلمہ کا امیر قرار دے کر جبراً بیعت حاصل کرنی شروع کر دی جبکہ وہ کسی طرح بھی اس منصب کا اہل نہ تھا۔

بنوامیہ کے اقتدار کو ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ عباسیوں نے انکا تختہ الٹ دیا۔ امویوں نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کا بدلہ لینے کیلئے اقتدار سنبھالا جبکہ عباسیوں نے آل رسول ﷺ سے ہمدردی اور انکے دکھائے ہوئے راستہ پر حکمرانی کا عزم کیا لیکن اقتدار حاصل ہونے کے بعد کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ بھی خانوادہ رسول ﷺ کے خیر خواہ نہیں بلکہ بنوامیہ کی طرح بنو عباس کی سیاست بھی دین سے آزاد اپنے سیاسی اغراض ومقاصد کے حصول کیلئے قائم ہوئی۔ انہوں نے اموی دور کی ایک خرابی کو بھی دور نہ کیا بلکہ تحریفات کو جوں کا توں برقرار رکھا جو خلافت راشدہ کے بعد ملوکیت کے آجانے سے اسلامی ریاست کے نظام میں رونما ہوئے تھے (ملاحظہ ہو تفصیل کیلئے کتاب خلافت وملوکیت، از سید ابوالاعلیٰ مودودی)۔

بنو عباس کے 37 خلفاء گزرے ہیں ۔ یہ دور ملوکیت کا تھا جو 656ھ تک چلتا رہا۔ جنکا دارالخلافہ بغداد رہا جبکہ اسی دوران مصر میں فاطمی حکومت قائم ہوگئی تا آنکہ چنگیز خان کے بیٹے ہلاکو خان کی سرکردگی میں منگول قوم کی یلغار سے مملکت عباسیہ کا خاتمہ ہوگیا اس دور میں طوائف الملوکی اور امت مسلمہ کی تقسیم نے حملہ آوروں کیلیئے اقتدار کی راہ ہموار کردی اس یلغار میں منگول قوم نے جو خونریزی اور صاحب اقتدار کا قتال کیا وہ تاریخ کے اوراق عبرتناک انجام اور مسلمانوں کی منقسم قوم کیلیئے ذلّت اور رسوائی کا بین ثبوت فراہم کرتے ہیں ۔ اس ناگفتہ بہ حالات میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور امّت مسلمہ کی صحیح راہنمائی کے پہلے سرخیل امام ابوحامد الغزالی تھے ۔ مصر اور شام میں جہاں کی فاطمی حکومت، سنّت اور اہل سنّت کے تمام فرقوں کی مخالف تھی ۔ اس حکومت کی جانب سے علماء اور مفکرین کی ایذا رسانی کی گئی۔

مسلمانوں میں فرقہ واریت اور مذہبی منافرت

پانچویں صدی میں نِصف کے آخیر سے اُمّت باہمی لڑائی اور منافرت رکھنے والے فرقوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ۔ اس سے بڑی مشکل صورت حال پیدا ہوئی جو ان مذاہب کے پیروکاروں کی منفی سوچ تھی جس کے تحت یہ تمام جماعتیں صرف اپنے آپ کو اسلامی زندگی میں حق پر خیال کرتی تھیں اور اس فکر کی بنیاد اپنے بزرگ اسلاف کی تاریخ پر رکھتی تھیں ۔ اس صورت حال سے یہ نقصان ہوا کہ فکر اسلامی کا جدّت و اجتہاد کے عمل سے قطع تعلق کر لیا گیا ۔ یہ بات درست نہیں کہ تاریخ سلام میں اجتہاد اس لیے رک گیا کہ علماء نے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا بلکہ اجتہاد اس لیے معطل ہوا کہ ماہرین نے کتاب وسنّت سے براہ راست رابطہ رکھنے کے بجائے آئمہ مذاہب کی کتابوں کو لازم کر لیا۔ کتاب وسنّت کا اعجاز یہ ہے کہ زمان ومکان کے بدلنے کے ساتھ اُن کے معانی میں تجدید ہو جاتی ہے جبکہ یہ قدرتی امر ہے کہ آئمہ مذہب کی کتابوں میں اس قسم کا اعجاز نہیں کیونکہ یہ بشری فہم کا نتیجہ ہیں جو اپنے زمانے اور ماحول کی حدود میں قید رہتا ہے۔

نیز فرقہ بندی طلبہ کی صفوں میں داخل ہوگئی۔ مختلف مذاہب کے اساتذہ طلبہ کو اپنی طرف لانے کی کوشش کرنے لگے اس طرح انکی عقل اور رجحان میں فرقہ کی سوچ کا بیج اگنے لگا۔ طلبہ مختلف

گروہوں میں بٹ گئے۔ ہر گروہ کسی مذہبی مکتب فکر کے شیخ کے گرد جمع رہتا اسکی تعظیم وتکریم کرتا اور بے

سوچے سمجھے، اسکی ہر بات کو ذہن نشین کرتا اور اسکے احکام کی تعمیل کرتا جسکے نتیجہ میں مدارس میں طلبہ کے

گروہوں کے درمیان تصادم ناگزیر ہو گیا۔ اس لیے مختلف مذاہب نے ایسے اجتماعی گروہوں کی صورت

اختیار کر لی جو باہمی منافرت وغضب رکھنے والے گروہوں سے مشابہت رکھتے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ

لوگ آپس میں منقسم ہو گئے انہوں نے ان چیلنجوں سے منہ موڑ لیا جو اندر اور باہر سے انہیں درپیش تھے،

انکی قوتیں مذہبی تنازعات اور لڑائیوں میں صرف ہونے لگی۔ اس صورت حال سے عارف لوگوں کے دل

خون کے آنسو بہانے لگے اور وہ ان تعلقات کو یاد کرتے جو امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ کے درمیان

تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ کا یہ اخلاق تھا کہ جب امام شافعیؒ سوار ہوتے تو انکی رکاب تھام لیتے۔

مذہبی گروہ بندی اور اسلامی اصولوں سے انحراف نے حکومت وقت کو اپنا اقتدار محفوظ رکھنے،

ملوکیت کی بنیاد پر عنان حکومت کی باگ دوڑ مضبوط کرنے اور انہیں مال ودولت جائز وناجائز طریقہ سے

جمع کرنے کا پورا موقع فراہم کیا اس طرح نجی طور پر امراء وعمال اور حکمران اتنے دولت مند ہو گئے کہ

رومن بادشاہوں کو مات کر دیا۔

عوام کے تمام طبقوں سے جبراً ٹیکس کے نام پر دولت جمع کی جاتی حتّٰی کہ مغرب سے آنے والے

حجاج کرام جو انکی حدود سلطنت سے گزرتے انکو بھی زیر بار ہونا پڑتا۔ جبری محاصل سے کمائی کے وسائل

غیر شرعی بنیادوں پر قائم ہو گئے۔ حجاج کرام جو مغرب کی جانب سے انکی سلطنت کی حدود سے گزرتے تو

مصر کی فاطمی حکومت ان سے جبراً ٹیکس وصول کرتی جو ادا نہ کر سکتا اسے قید کر دیا جاتا تھا اکثر انکا وقوف

عرفات (حج) بھی ضائع ہو جاتا۔

ابن خلکان کا بیان جو اس نے فاطمی وزیر بدر الجمالی (515ھ) کے بعد شمار کی جانے والی اسکی

دولت کے بارے میں دیا اسطرح موجود ہے کہ

"اس نے جو ترکہ چھوڑا اسمیں ساٹھ کروڑ دینار نقد۔ دو سو پچاس بوری درہم۔ پچھتر ہزار

اطلس کے کپڑے تیس اونٹوں کا بار عراقی سونے کے صندوق۔ سونے کی دولت جس میں

بارہ ہزار دینار مالیت کے جواہر تھے، دس نشست گاہوں میں سونے کی سو کنڈیاں اور ہر کنڈی کا وزن سو مثقال۔ ہر نشست گاہ کی دس کنڈیاں جن پر رومال سونے کی زنجیر سے باندھے گئے تھے یہ مختلف رنگوں میں تھے۔ جو کسی کو پسند ہوتا لے لیتا اور نفیس کپڑوں کے پانچ صد صندوق شامل تھے اس کے ترکہ میں گھوڑوں، غلاموں، خچروں، کشتیوں، عطردان اور سامانِ زینت و آرائش کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ گائیں، بھینسیں اور بکریاں اتنی تھیں کہ انسان انکی تعداد کے ذکر سے شرم محسوس کرتا ہے۔ جس سال اس کی وفات ہوئی اسکے دودھ کا ٹھیکہ تیس ہزار دینار کا ہوا تھا اسکے ترکہ میں دو بڑے صندوق پائے گئے جن میں لڑکیوں اور عورتوں کے سونے کے مجسمے تھے"

فوج نے بھی امراء اور وزراء کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا وہ بھی امیر ترین بن گے۔ پھر غربت عام ہوگئی جب مصر میں گرانی حد سے بڑھ گئی تو تاجروں نے اناج بہت مہنگا فروخت کیا۔ کثیر خلقت ملک چھوڑ گئی جو نہ بھاگ سکے ان کو ایک دوسرے نے کھالیا۔ باورچیوں نے بچوں اور عورتوں کو ذبح کیا اور انکا گوشت کھایا۔ پکانے کے بعد انکا گوشت فروخت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سن 448ھ اور 449ھ اور 480ھ 511ھ کے درمیان مصر، عراق، شام اور عالم اسلام کے تمام اطراف میں وبائی امراض اور قحط سے سزا دی۔ سال بہ سال مصائب والام اسلامی معاشرہ کی امتیازی علامت بن گئیں۔ انہوں نے بیرونی خطرات کے سامنے تباہی و بربادی کی عبرت پائی اور منگول قوم نے حملہ آور ہو کر تمام امراء سلطنت اور تمام قوم کو تہہ تیغ کر ڈالا۔ اس سے پہلے ابن الاثیر جو دمشق میں پیدا ہوا اس نے 461ھ میں پیدا ہونے والے باہمی فتنوں کا ذکر کیا جو دمشق میں اہل مغرب یعنی فاطمی مصر کے حامیوں اور اہل مشرق یعنی خلافت عباسیہ کے حامیوں کے درمیان ایسا فتنہ برپا ہوا جس میں لوگوں نے نہ صرف گھروں کو بلکہ مسجدوں کو بھی جلا دیا۔ (ملاحظہ ہو تفصیل کے لیے کتاب "عہد ابوبی کی نسل نو اور القدس کی بازیابی" عربی میں مرتبہ ڈاکٹر ماجد عرسان الکیلانی اردو ترجمہ پروفیسر صاحبزادہ عبدالرسول محقق سکالر سرگودھا یونیورسٹی) شائع کردہ اردو سائنس بورڈ 299 اپر مال لاہور (پاکستان)۔

☆☆☆☆☆

خطبہ حجاج بن یوسف بطور گورنر کوفہ

78ھ کے دوران خارجیوں نے ایک بار پھر شر انگیزیاں شروع کر دیں اور کوفہ کے گردونواح کو اپنا مرکز بناتے ہوئے خلیفہ عبدالمالک کے خلاف بھرپور طریقہ سے علم بغاوت بلند کر دیا جس سے خلیفہ بے حد پریشان ہو گیا اور اپنے تجربہ کار جرنیلوں سے مشورہ اور غور و فکر کرنے کے بعد اس کی نگاہِ انتخاب حجاج بن یوسف ثقفی گورنر حجاز پر پڑی تو اس نے فوری طور حجاج بن یوسف فاتح حجاز کو عراق بلایا اور اسے حکم دیا کہ:

"بارہ سو سواروں کو ساتھ لے کر فوراً کوفہ پہنچو اور وہاں کا نظم و نسق سنبھال کر خارجیوں کے خلاف بھرپور کاروائی کرو اور ان کا مکمل خاتمہ کر دو۔"

حجاج بن یوسف بہت سخت گیر حاکم تھا۔ وہ فوراً ہی دمشق سے روانہ ہوا اور انتہائی سرعت اور تیزی سے منازل طے کرتا ہوا کوفہ کے نواح میں پہنچ گیا۔ اور بلا اعلان کوفہ کی جامعہ مسجد میں اچانک آن پہنچا۔ اس وقت حجاج بن یوسف نے اپنا چہرہ سرخ رنگ کے نقاب سے ڈھانپ رکھا تھا۔ البتہ لوگوں کو حجاج بن یوسف کی آمد کی پہلے خبر ہو گئی تھی کیونکہ انہوں نے اس کی توہین کرنے کا ایک جامع پروگرام بنایا ہوا تھا۔ اس سلسلے میں ہر ایک کوفی نے اپنے ہاتھ میں سنگریزے جمع کئے ہوئے تھے تاکہ حجاج بن یوسف جب ممبر پر بیٹھے تو خطبہ کے دوران اس پر ماریں گے۔ یہ ان کی دیرینہ ریت تھی اور جس کا بانی محمد بن حمیر تھا وہ ہر نئے آنے والے حاکم پر پہلے دن پتھر برساتے تھے اور اگر وہ ثابت قدم رہتا تو بعد اس میں اس کی اطاعت کر لیتے تھے لیکن جب حجاج نے اپنی تقریر شروع کی تو اس کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے لوگ سہم گئے اور ڈر کے مارے سنگریزے ان کے ہاتھوں سے گر گئے کیونکہ اس نے اپنی تقریر اس طرح شروع کی:

"اے عراق کے منافقو! اے بداخلاقی کے مظہرو! اے بداندیش کوفیو! میری دلی تمنّا تھی کہ تم سے میرا کسی صورت واسطہ پڑے۔ کل میرا کوڑا گم ہو گیا اس کے عوض یہ تلوار ہی میرا کوڑا ہے۔

میں شرکواس کی جگہ پر رکھتا ہوں اوراس کا پورا پورا بدلہ دیتا ہوں اور میں بہت سے سروں کو دیکھتا ہوں (پکی ہوئی کھیتی کی طرح) جن کے کٹنے کا وقت آ گیا ہے اور مجھے تمہارے عماموں اور داڑھیوں کے درمیان خون ہی خون نظر آتا ہے۔ اب معاملہ آخری حد کو پہنچ چکا ہے۔ مجھ کو آسانی کے ساتھ نہیں دبایا جا سکتا اور میں حوادث سے نہیں ڈرتا۔

امیر المومنین نے اپنے ترکش کے تمام تیروں کو جانچا اوران میں سے جو سب سے زیادہ سخت اور جگر دوز تھا وہ تمہارے سینہ کی طرف چلایا ہے۔ تم مُدّتوں سے بغاوت، مخالفت، فتنہ انگیزی اور نفاق وشقاق کے عادی ہو چکے ہو لہذا اب تم سیدھے ہو جاؤ اور سر اطاعت خم کر دو ورنہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تم کو ذِلّت کا پورا مزہ چکھاؤں گا اور تمہاری کج روی کو درست کر دوں گا اور تمہیں لکڑی کی طرح چھیل اور ببول کی طرح جھاڑ ڈالوں گا۔ تمہیں میں سرکش اونٹ کی طرح ماروں گا کہ سرکشی بھول جائے اور مطیع ہو جائے۔ تم پر اتنے مصائب نازل کروں گا کہ تم پست ہو جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جو کچھ کہتا ہوں اسے کر دکھاتا ہوں اور جو اندازہ کرتا ہوں وہ صحیح ہوتا ہے۔ اب مخالف جماعتیں ہیں اور میں ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تم حق پر نہ آئے تو میری تلوار عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دے گی اس وقت تم باطل سے باز آ جاؤ گے اور اپنی ہوس کو چھوڑ دو گے۔ نافرمانوں سے چشم پوشی کے معنی یہ ہیں کہ دشمنوں سے نہ لڑا جائے اور سرحدوں کو بیکار کر دیا جائے اور اگر تم لوگوں کو جنگ کی شرکت پر مجبور نہ کیا جائے تو خوشی سے لڑنے نہ جائیں گے۔ جس بغاوت اور سرکشی سے تم نے مہلب کا ساتھ چھوڑا اس کا حال مجھے معلوم ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! آج سے تیسرے دن تک اگر کوئی شخص واپس نہ گیا اور میدان میں نظر نہ آیا تو اس کا سر قلم کر دوں گا اور اس کا گھر لٹوا دوں گا"۔

☆☆☆☆☆☆

پہلی صلیبی جنگ کے بعد احیائے اسلام اور بیت المقدس کی بازیابی:

شام اور فلسطین کی سرزمین عیسائی دنیا کیلیے مقدس تھی۔ ساتویں صدی عیسوی سے اس پر مسلمانوں کا قبضہ تھا۔ عیسائی دنیا کا روحانی پیشوا پوپ (POPE OF ROME) تھا۔ اس نے اپنے مذہبی عقیدت مندوں میں مسلمانوں کے خلاف مذہبی تعصب ابھارنے کی پوری کوشش کی اس وقت اسلامی دنیا سیاسی انتشار کا شکار تھی ان حالات میں عیسائی یورپ کی طرف سے جارحیت کا سنہری موقع تھا۔ پوپ اربن ثانی نے 1095ء میں ایک خطبہ کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا اور عیسائی دنیا پر زور دیا کہ شام اور فلسطین میں واقع مقدس مقامات کو مسلمانوں کے قبضہ سے چھین لیا جائے۔ اس وقت یورپ کا جاگیرادری نظام پورے شباب پر تھا۔ آبادی، دولت اور وسائل کی فراوانی تھی۔ ادھر مشرق کی روائتی خوشحالی اور حسن کی داستانیں پھیلی ہوئی تھیں۔ یوں مذہبی جنون کے ساتھ لوٹ کھسوٹ اور عیش ونشاط کی خواہشات باہم مل گیں کیونکہ اٹلی کے ساحلی شہروں، وینس، جنیوا وغیرہ کی بین الاقوامی تجارت کو مشرق وسطیٰ کی مسلم مقبوضات کی وجہ سے نقصان پہنچا تھا اور ان تاجروں کی روائتی خوش حالی متاثر ہوئی تھی چنانچہ انہوں نے عیسائی حملہ آوروں کی دل کھول کر مالی امداد کی۔

حملہ آور عیسائی فوج اپنے جسموں اور جھنڈوں پر صلیب کا نشان لگاتے تھے اسی لئے اس مہم جوئی کو صلیبی جنگیں کہا جاتا ہے۔ پہلی صلیبی جنگ 1097ء میں شروع ہوئی۔ سات لاکھ ٹڈی دل لشکر گاڈفرے کی قیادت میں ایشیائے کوچک (موجودہ ترکی) کے راستہ یلغار کرتا ہوا بڑھا۔ اس وقت باہم برسرپیکار چھوٹی چھوٹی مسلم سلطنتوں کے لئے مقابلہ ممکن نہ تھا۔ جنگ میں عیسائی یورپ نے پے در پے فتوحات حاصل کیں۔ اس نے نائیس، روحا اور انطاکیہ پر قبضہ کیا اور پھر اپنی حقیقی منزل بیت المقدس کو ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد فتح کرلیا۔ صلیبی جہاں پر بھی گئے قتل وغارت گری، آتش زدگی اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کیے رکھا حتّٰی کہ مقدس شہر یروشلم (بیت المقدس) میں مرد، عورتیں اور بچے نہایت بے دردی سے قتل کیے۔ صرف مسجد اقصیٰ کے اندر اور باہر ستر ہزار لاشیں تڑپنے لگیں۔ اس فتح کے بعد انہوں نے جافہ۔ قیسریہ۔ عسکہ۔ طرابلس الشام وغیرہ کے شہر بھی قبصہ میں لے لئے۔

مسلم امہ پر یہ ابتلاء اور غم و آلام کا دور تھا۔ عین اس وقت صوفیائے کرام نے اصلاح معاشرہ کا بیڑہ اٹھایا۔ انہوں نے معاشرتی امراض کی صحیح تشخیص کی اور انکے علاج کا طریق کار وضع کیا۔ یوں نصف صدی کے قلیل عرصہ میں اپنی خصوصی تعلیم و تربیت سے ایک نئی نسل کو وجود میں لے آئے۔

مسلم امہ میں اندر کی تبدیلی کے اثرات بہت جلد ظاہر ہونے لگے اور مسلمانوں نے عماد الدین زنگی کی قیادت میں صلیبی مقبوضات کے خلاف پیش قدمی شروع کی۔ یورپ میں اس کا شدید ردعمل ہوا۔ لہذا 1148ء میں دوسری صلیبی جنگ کا آغاز ہوا۔ جرمنی اور فرانس کے بادشاہوں کے تعاون سے 9 لاکھ کا جم غفیر لشکر شام و فلسطین میں داخل ہوا اور اس نے دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اب اسلامی دنیا کے حالات بدل چکے تھے اور صوفیائے کرام کی تربیت یافتہ نئی نسل اور نئے حکمران میدان عمل میں آ چکے تھے چنانچہ عماد الدین کے جانشین سلطان نورالدین زنگی نے صلیبیوں کے ارادے ناکام بنا دیئے اور وہ ہزیمت اٹھا کر پسپا ہو گئے۔ اس طرح نوار الدین زنگی نے مصر پر بھی قبضہ کر لیا اور اسے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ 1179ء میں نورالدین کی وفات کے بعد عالم اسلام کے سیاسی افق پر صلاح الدین ایوبی کی صورت میں ایک ایسی شخصیت ابھری جسکی بہادری، اولوالعزمی اور بلند اخلاقی نے سارے یورپ کے جارحانہ عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ اس نے 1187ء میں بیت المقدس فتح کر لیا۔ اس موقع پر اس نے اسلامی رواداری فیاضی اور فراخ دلی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے بلا تخصیص مذہب و نسل سب کو امان دیدی۔ بیت المقدس کی بازیابی نے یورپ کے ایوانوں میں کہرام برپا کر دیا جس سے تیسری صلیبی جنگ شروع ہو گئی۔ اس جنگ میں یورپ کے چھوٹے حکمرانوں کے علاوہ تین بڑے بادشاہوں شاہ جرمنی، شاہ فرانس اور رچرڈ شیر دل شاہ انگلستان نے بہ نفس نفیس حصہ لیا۔ اتنی بڑی فوج (جسکی اس سے پہلے کوئی نظیر نہ ملتی ہے) کا مقابلہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے محدود وسائل کے ساتھ تن تنہا کیا اور صلیبی پھر ناکام و نامراد واپس لوٹ گئے۔ اس کے بعد اب اسرائیل دوبارہ بیت المقدس پر قابض ہے اور امریکیوں نے سابقہ ہزیمت کا بدلہ لینے کی ٹھان رکھی ہے جس نے چوتھی صلیبی جنگ کا طبل بجا دیا ہے مذکورہ بالا صلیبی جنگوں میں فتح یابی کا سہرا اس دور کے سرخیل صوفیائے کرام امام غزالیؒ۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شیخ عدی بن

مسافرؒ، شیخ ابو نجیب سہروردیؒ، شیخ احمد الرفاعیؒ اور انکے تربیت یافتہ خلفاء کے سر ہے جنہوں نے مسلم امہ کے احیاء اور اسے صلیبی خطرات کا سامنا کرنے کیلئے تیار کیا جسمیں وہ سرخرو ہوئے اور انکی کاوشوں نے یہ تاثر غلط ثابت کر دیا کہ وہ معاشرہ کے مسائل سے لاتعلق ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ (ملاحظہ ہو عرب دنیا کہ مشہور دانش ور ماجد عرسان الکیلانی کی تصنیف کا ترجمہ موسومہ "عہد ایوبی کی نسل نو اور القدس کی بازیابی" ازاں پروفیسر صاحبزادہ عبدالرسول للّٰہی۔ ناشر اردو سائنس بورڈ 299۔ اپر مال، لاہور پاکستان)۔

آج بھی مسلم معاشرہ اس طرح کی تقسیم کا شکار ہے۔ پھر بیت المقدس مسلمانوں کو بازیابی کیلئے پکار رہا ہے پھر موجودہ دور کے صوفیاء کرام کی تربیت اور نظر التفات کی ضرورت ہے جو ایک اور صلاح الدین ایوبی کو میدان عمل میں لے آئے تا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا خواب پورا ہوا اور امت مسلمہ پھر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر لے۔

امریکہ کا سیاہ فام فرقہ جو خود کو مسلمان گردانتا ہے اسلام میں اسکی حیثیت:

امریکہ میں مسلم سیاہ فام باشندوں کے مذہبی راہنما عالیجاہ محمد تسلیم کئے جاتے ہیں مشہور عالمی باکسر محمد علی نے بھی انکے مذہب کی پیروی اختیار کی۔ عالیجاہ محمد 10 اکتوبر 1897ء میں بمقام جارجیا پیدا ہوئے۔ انکے والد پادری تھے 1922ء تک وہ پادری کی حیثیت سے عیسائیت کی تبلیغ کرتے رہے۔ 1925ء میں وہ ایزانٹ آئے جہاں انہوں نے ٹموتھی اور فارڈ کی تعلیمات کا مطالعہ کیا اور پھر اس فرقہ میں شامل ہو گئے۔ یہ فرقہ ٹموتھی کو نبی اور مظہر خدا مانتا ہے اور فارڈ کو امام مہدی مانتا ہے۔ انکی مقدس کتاب وہ قرآن مقدس ہے جو ٹموتھی نے انجیل اور قرآن کو ملا کر مرتب کی تھی۔ البتہ یہ لوگ نماز، روزہ اور حج وغیرہ کے معتقد ہیں لیکن دین اسلام کی صحیح تعلیمات سے محروم ہیں۔ اس فرقہ کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ امریکہ میں سیاہ فام باشندوں کو غلام کی حیثیت سے یورپ والوں نے 1609ء میں امریکہ میں لانا شروع کیا اور جب انکی آبادی چالیس لاکھ کے قریب ہوگئی تو انکی آبادکاری کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ جس پر انکی درآمد بند کر دی گئی اب انکی تعداد میں معتدبہ اضافہ ہو چکا ہے۔ انکو گورے باشندوں نے سیاسی اور اقتصادی غلامی کے علاوہ کچھ نہ دیا۔ انکو دوسرے درجہ کا شہری تصور کیا جاتا تھا۔ جسکی وجہ سے سیاہ فام

باشندوں نے تحریکیں چلائیں چنانچہ 1896ء میں ٹموتھی نے جو ایک قبیلہ کا سردار تھا نے نبوت کا دعوی کر دیا اور سیاہ فام باشندوں کو مسلمان ہونے کی دعوت دی۔ اس نے انجیل کے واقعات اور قرآن کے واقعات کو جمع کر کے ایک کتاب تالیف کی جسکا نام "قرآن مقدس" رکھا لیکن اس نے دعوی کیا کہ مذکورہ کتاب اسپر وحی کے ذریعہ نازل ہوئی ہے۔ اس نے اپنا نام بھی بدل کر نوبل ڈریو علی رکھا۔ اس کی تبلیغ کے دوران ایک دیگر سیاہ فام کلاڈ گرین نامی شخص نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ دونوں گروہوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں حتا کہ کلاڈ گرین قتل ہو گیا۔ جس روز ٹموتھی رہا ہوا اس روز سے وہ غائب ہو گیا پھر دونوں گروہوں کے نظریات کو ہم آہنگ کر کے سیاہ فاموں نے اپنا ایک نیا راہنما ایس ڈبلیو فارڈ کو بنالیا۔ جس نے ایک مسجد بھی بنائی۔ 1933ء میں وہ بھی اچانک غائب ہو گیا۔ انکے پیروکاروں نے اسے مہدی کی طرح مان لیا کہ وہ بھی مسیح موعود کی طرح ظہور کرے گا۔ فارڈ کی گمشدگی کے بعد سیاہ فام باشندوں نے عالی جاہ محمد کو اپنا مذہبی راہنما تسلیم کر لیا۔

روحانی تصوف اور راہِ سلوک وطریقت

تصوف کا آغاز تعلیمی مکاتب، فقہی مکاتب کی طرح ہوا جن کا مقصد تزکیہ اور اخلاق کو جلاء بخشنا تھا۔ مثلاً ابتدائی مدارس اس طرح منسوب تھے:

1۔ مکتب محاسبیہ جو شیخ حارث محاسبی سے منسوب تھا۔

2۔ مکتب جنیدیہ جو حضرت جنید بغدادی سے منسوب تھا۔

3۔ مکتب نوریہ جس کی نسبت شیخ ابوالحسن نوری تھی۔

4۔ مکتب نیشاپوریہ ابوجعفر نیشاپوری سے منسوب تھا۔

5۔ مکتب سرّی سقطی۔

صوفی کی نسبت لباس صوف کی طرف ہے۔ صوفی لفظ "صفا" سے نکلا ہے۔ یہ فکر سے دل پر ہونے کا نام ہے۔ اور اس کے نزدیک سونا اور پتھر برابر ہیں۔ وہ صوفی کو صدیق کے معنی کی طرف لے جاتے ہیں اور انبیاء کے بعد صدیق سب سے افضل مخلوق ہیں۔ یہ مکاتب اپنی آراء میں کبھی غلو سے کام نہ

لیتے تھے اور کسی مقابلہ میں بھی شریعت کی قیود سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ صوفیائے کرام پہلے بصرہ میں ظاہر ہوئے اور سب سے پہلے جس نے صوفیائے کرام کے لیے حلقہ بنایا وہ عبدالواحد بن زید کے اصحاب میں سے تھا۔ خود عبدالواحد، حضرت حسن بصریؒ کے اصحاب میں سے تھے۔

تصوف کا ہر سلسلہ روحانی شجرہ سے منسلک ہے جو کسی صحابی کے توسّل سے بالآخر رسول مقبول سرور کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ حضرت داتا علی ہجویری (مزار اقدس شہر لاہور پاکستان) نے فرمایا کہ خلفائے راشدین میں سے ہر ایک مختلف راہ سلوک کا پیشرو ہے۔ حضرت ابو بکرؓ "مشاہدہ" کے حضرت عمرؓ "مجاہدہ" کے حضرت عثمانؓ "حُلولہ" (دوستی) اور حضرت علیؓ "حقیقت" کے رہنما ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے سلسلہ نقشبندیہ، سلسلۂ یسویہ اور سلسلہ بیک تاشی شروع ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ رفاعیہ اور سلسلہ عقیلیہ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے زینیہ کا آغاز ہوا۔ انکے علاوہ بیشتر سلسلہ روحانیت وتصوّف حضرت علیؓ کے توسل سے آگے بڑھے۔ روحانی سلسلوں کا مطلب باقاعدہ اسلامی تنظیم سے علیحدگی ہرگز مقصود نہیں بلکہ وہ کتاب اور شریعت کے مکمل پابند رہے ہیں۔ ہر سلسلہ کی خصوصیت یہ تھی کہ ہر بیعت کرنے والے کی عقیدت اپنے شیخ رہبر سے ہو اور خاص طریقۂ تربیت سے اسکی وابستگی قائم رہے جبکہ اہل علم صرف علوم ظاہرہ پر اکتفا کرتے ہیں اور طریقت کو ضروری نہیں سمجھتے۔ بعض لوگ ولایت وتصوّف کے سرے سے منکر ہیں اور اسکے وجود اور جواز کو اس لیے قبول نہیں کرتے کہ بیشتر لوگ غلو سے کام لیتے ہیں۔ انکے خیال میں اولیاء معصوم اور غائب دان ہوتے ہیں جو کہہ دیں وہ ہو کر رہتا ہے۔ جب ایسی صفات کسی زندہ ولی میں نہیں ملتیں تو پھر وہ سرے سے ولایت سے ہی انکار کر دیتے ہیں۔ کچھ لوگ شرک اور شریعہ میں فرق نہیں کر پاتے بلکہ علم ناقص کے حامل فاتر العقل اشخاص کو ہی ولی سمجھ کر انکے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ اس طرح بعض اشخاص اولیاء اللہ کے مراتب وآداب کا لحاظ نہیں کرتے اور بعض انکی پرستش کی حدتک چلے جاتے ہیں جو اقدام انکا شرک کی حدیں چھو لیتا ہے۔

رسول اکرم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل امین کے سوالات وجوابات پر مبنی جب دین کی تعلیم دینے تشریف لائے تو فرمایا کہ "احسان" سے مراد اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرنا کہ وہ سمجھے کہ اللہ

تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر وہ شخص خیال کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہا تو یہ جان کر اس طرح عبادت کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ دراصل یہی "تصوّف" ہے۔ صوفی/ولی عشقِ الٰہی و مشاہدہ محبوب حقیقی میں مستغرق رہتا ہے،۔ اس مقامِ معرفت الٰہی کی نشاندہی کلام حکیم سے اس طرح ہوتی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ o

(ترجمہ)۔ اللہ تعالیٰ محسنین سے محبّت کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کی محض بجا آوری کو اطاعت کہتے ہیں۔ لیکن اطاعت سے آگے درجہ احسان ہے۔ یعنی حکم الٰہی کی بجا آوری میں دل و جان کی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہی دراصل احسان ہی کا درجہ ہے۔ یہ اطاعت سے اگلا قدم ہے۔ اطاعت کے لیے تقویٰ اور خوف کافی ہے۔ جبکہ احسان کے لیے محبّت اور گہری قلبی تعلق کا پیدا ہونا ضروری ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمیشہ بندہ نفلی عبادت کے ذریعے میرے قریب آتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبّت کرنے لگتا ہوں۔ اسی قرب الٰہی کا نام ولایت ہے۔

حضرت مرغنی کا قول ہے کہ:

"شریعت جڑ ہے۔ طریقت تناور شاخیں۔ جبکہ حقیقت پھل ہے۔ پھل شاخ کے بغیر اور شاخ جڑ کے بغیر نہیں ہوسکتی جو شخص صرف جڑ سے چمٹا رہتا ہے اور طریقت کی طرف نہیں آتا وہ بدعمل ہے۔ اور جو طریقت کی جانب آتا ہے مگر شریعت پر کاربند نہیں وہ زندیق ہے"

اسی طرح امام مالکؒ کا قول ہے کہ:

"جس نے علم ظاہر حاصل کیا مگر علم باطن حاصل نہ کیا اس نے فِسق کیا۔ جو صوفی بنا مگر علم حاصل نہ کیا وہ زندیق ہوا۔ جس نے دونوں کو جمع کیا وہ حقیقت کو پا گیا"

ولی اللہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ شرع پر استقامت رکھے۔ انکی بڑی نشانی یہ ہے کہ جب بھی اس کی صحبت میں بیٹھے تو دل خدا کی طرف مائل ہو۔ اسی طرح قول رسول مقبول ﷺ ہے کہ:

"اولیاء وہ ہوتے ہیں جنکے دیکھنے سے خدا یاد آجائے"

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی اس طرح وضاحت فرمائی ہے:

"اللہ تعالیٰ کے سچّے اِرادت مند بہت ہی کم ہیں۔ لیکن وہ اپنی کمی اور نارسائی کے باوجود اکسیر کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اُن میں تانبے کو زرِ خالص بنانے کی صلاحیّت ہے۔ وہ شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں، وہ زمین پر حکومت کرنے والے ہیں، وہ شہروں میں بسنے والوں پر کوتوال مقرّر ہیں۔ اُنکی وجہ سے خَلقِ خدا سے بلائیں دور ہوتی ہیں، انکے طفیل اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل کرتا ہے، انہیں کے سبب زمین قِسم قِسم کے اجناس اور پھل پیدا کرتی ہے۔ وہ اپنے ابتدائی مراحل میں شہر در شہر اور ویرانہ در ویرانہ بھاگتے پھرتے ہیں، جہاں پہچانے جائیں وہاں سے چل دیتے ہیں۔ پھر ایک مرحلہ آتا ہے کہ اُن کے گرد خدائی قلعے بن جاتے ہیں۔ الطافِ ربّانی کی نہریں انکے دلوں کی طرف رواں ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لشکر انہیں اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے، وہ مکرّم اور محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت ان پر خلقت کی طرف توجّہ کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ وہ طبیب بن کر مخلوقِ خدا کا علاج کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں تمہاری عقل سے بالاتر ہیں۔ تجھ پر افسوس! تو دعویٰ کرتا ہے کہ تو بھی اُن میں سے ہے۔ تیرے پاس انکی کیا علامت ہے؟ تیرے پاس اللہ تعالیٰ کے قرب اور رحمت کا کیا نشان ہے؟ تیرا مقام اور منزل کیا ہے؟ عالم بالا میں تیرا کیا نام اور لقب ہے؟ تیرا کھانا مباح ہے یا حلال خالص، تم دنیا کے پہلو میں ہو یا آخرت کے پہلو میں یا قربِ خدا کے پہلو میں؟ جھوٹے خلوت گاہ میں تیرا ہم نشین نفس اور شیطان ہے۔ تیری محفل میں جو ہم نشین ہیں وہ شیاطین بصورت انسان ہیں۔ وہ تیرے بُرے دوست ہیں جو بہت بکواس کرنے والے ہیں"۔

مختلف مسالک کے تصوّف، راہِ سلوک وطریقت

ابتداء میں تصوّف وراہ سلوک اور طریقت کے مختلف سلسلے تھے باقی سلسلے بالعموم انہی سے نکلے جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ سہروردیہ: حضرت ضیاء الدین ابونجیب سہروردی 1168ء سے منسوب ہے لیکن اصل بانی انکے بھتیجے حضرت شہاب الدین سہروردیؒ تھے متوفی 1234ء۔

2۔ قادریہ: یہ سلسلہ حضرت شیخ عبدالقادرؒ سے منسوب ہے۔ متوفی 1166ء۔

3۔ رفاعیہ: یہ سلسلہ حضرت احمد دین الرفاعیؒ متوفی 1182ء سے منسوب ہے۔

4۔ یسویہ: یہ سلسلہ حضرت احمد الیسویؒ متوفی 1182ء سے منسوب ہے۔

5۔ کبراویہ: یہ سلسلہ حضرت نجم الدین کبراؒ متوفی 1221ء سے منسوب ہے۔

6۔ شاذلیہ: اس سلسلہ کے ابومدین شعیب متوفی 1197ء راہنما ورہبر ہیں۔ لیکن یہ سلسلہ انکے خلیفہ کے مرید حضرت ابوالحسن شازلی متوفی 1258ء سے منسوب ہے۔

7۔ چشتیہ: یہ سلسلہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ متوفی 1237ء سے منسوب ہے۔ جوصرف برصغیر کے علاقہ تک محدود رہا ہے۔

8۔ بدویہ: یہ سلسلہ حضرت احمد البدوی متوفی 1276ء سے منسوب ہے جو مصر کے علاقہ تک محدود رہا۔

9۔ مولویہ: یہ سلسلہ حضرت جلاالدین رومی متوفی 1273ء سے منسوب ہے۔ جواناطولیہ کے علاقہ تک محدود رہا۔

10۔ نقشبندیہ: یہ سلسلہ حضرت یوسف ہمدانی متوفی 1140ء۔ حضرت عبدالخالق عجدوانی متوفی 1179ء اور بعد میں حضرت بہاؤالدین نقشبندی متوفی 1389ء سے منسوب ہوا۔

(نوٹ): مشہور زمانہ تصوّف، روحانیت اور طریقت کے سلسلوں کا حسب مراتب شجرہ آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہو۔

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ
اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً
رحمۃ للعالمین خاتم الانبیاء والمرسلین
سیدنا و مولانا
حضرت
محمد
رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ۱۸ھ
سیدنا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ۱۹ھ
سیدنا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ ۳۲ھ
سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ھ
سیدنا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ۴۵ھ
سیدنا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ۴۴ھ
سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ ۷۸ھ
سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ۷۳ھ
سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۴۰ھ
سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۳۵ھ
سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ۶۸ھ
سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۶۰ھ
ابن عباس ۶۸
ابن عمر ۷۳
مسروق ۶۳
ابن عباس ۶۸
امام زین العابدین ۹۴
رجاء بن حیوۃ ۱۱۲ھ
حضرۃ سعید ابن المسیب ۹۳
حضرت علقمہ ۶۲
قاسم بن محمد ۱۰۷
نافع ۱۱۷
ہشام ۱۴۶
سالم ۱۰۶
امام حسین
علامہ شعبی ۱۰۳
عطاء ۱۱۵
قاسم بن محمد ۱۰۷
عمرو بن دینار ۱۲۶
اوزاعی ۱۵۷
لیث مصری ۱۷۵
زہری ۱۲۴
اسود ۷۵
مسروق ۶۳
امام حرم عمرو بن دینار ۱۲۶
قاضی شریح ۷۸
علامہ شعبی ۱۰۳
قتادہ ۱۱۸
سالم ۱۰۶
مکحول ۱۰۱
زہری ۱۲۴
امام ابراہیم نخعی ۹۶
امام زین العابدین ۹۴
امام باقر ۱۱۴
زہری ۱۲۴
عمرو بن دینار ۱۲۶
عبداللہ ابن عون بصری ۱۵۱
حماد بن ابی سلیمان
اعمش ۱۴۸
ابن ابی سلیمان
یحییٰ بن سعید
امام مالک ۱۷۹
سفیان بن عیینہ ۱۹۸
امام ابوحنیفہ ۱۵۰
سفیان ثوری ۱۶۱
امام محمد
امام شافعی ۲۰۴
امام احمد ۲۴۱
سراج الملت فقیہ الامت
حضرت امام ابوحنیفہ
رضی اللہ عنہ ۱۵۰ھ
حماد ۱۲۰
سفیان ثوری ۱۶۱
شعبہ
سفیان ۱۹۸
امام شعبہ ۱۶۰
امام طیالسی ۲۰۴
عبدالرحمن بن مہدی ۱۹۸ھ
وکیع ۱۹۷
علی بن المدینی ۲۳۴ھ
سیدنا حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹ھ
حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۷
حضرت حفص بن غیاث نخعی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴
حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸
حضرت امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸
حضرت یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸
حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۲
حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۸
حضرت امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۱
حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۱
حضرت یحییٰ بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۲
امام شافعی ۲۰۴
ابوبکر بن ابی شیبہ ۲۳۵
علی بن المدینی ۲۳۴
حسین بن نصر
مزنی ۲۶۴
حمیدی ۲۱۹
امام احمد ۲۴۱
ابن ماجہ ۲۷۳
ابوداؤد ۲۷۵
مسلم
نسائی ۳۰۳
امام شافعی ۲۰۴
احمد
امام مزنی
یحییٰ بن معین ۲۳۳
بشر بن الولید
امام احمد ۲۴۱
ابو یعلیٰ ۳۰۷
بخاری
مسلم
ابوداؤد
عبدالرحمن بن مہدی
یحییٰ بن معین
اسحاق بن راہویہ ۲۳۸
امام احمد
یعقوب بن ابراہیم
دارمی ۲۵۵
علی بن المدینی ۲۳۴
عبداللہ البغوی ۳۱۷
دار قطنی ۳۵۸
حضرت امام طحاوی ۳۲۱ھ
حضرت امام بخاری ۲۵۶ھ
ابوعوانہ ۳۱۶
طحاوی ۳۲۱
ابن عدی ۳۶۵
طبرانی ۳۶۰
ابوالشیخ ۳۶۹
بخاری ۲۵۶
مسلم ۲۶۱
ابن حبان بستی ۳۵۰
جرجانی
حاکم ۴۰۵
بیہقی ۴۵۸
حضرت امام ترمذی
نسائی
ابن السنی ۳۶۴
طحاوی ۳۲۱
حضرت امام مسلم ۲۶۱
علامہ خطیب بغدادی (۴۶۳ھ)
علامہ حافظ ابن عبدالبر (۴۶۳ھ)
امام ابن حزم (۴۵۷ھ)
امام ابونعیم اصفہانی صاحب حلیۃ

مسجد نبوی ﷺ کا خوبصورت منظر، واقع مدینہ منورہ (سعودی عرب)

گنبد خضراء کی پرشکوہ عمارت کا رات کا منظر

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ: آپؒ سلاطین فارس میں نوشیرواں عادل کی اولادوں میں سے ہیں۔ حضرت امامؒ کا اسلام میں جو مقام ومرتبہ ہے اسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آپؒ کے اجتہادی مسائل تقریباً بارہ سو برس سے تمام مملکت اسلامیہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپؒ 80ھ میں پیدا ہوئے۔ امام شافعیؒ کے علاوہ کوئی ان کا ہمسر نہ ہوا آپ کے آباؤ اجداد تجارت کے پیشہ میں تھے اس لیے کوفہ آپ کی قیام گاہ رہا۔ خلیفہ منصور نے آپؒ کو بغداد کے عہدہ قضا پر تقرری کیلئے منتخب کیا لیکن آپؒ نے وہ پیشکش قبول نہ فرمائی اور قسم کھائی کہ اس منصب پر کبھی فائز نہ ہونگے۔ اسپر خلیفہ منصور عباسی نے آپ پر تشدد کی خاطر دس تازیانے روزانہ آپؒ کو مارنے کا حکم دیا جسمیں ہر روز اضافہ کر دیا جاتا حتیٰ کہ نوبت سو تازیانوں تک پہنچ گئی لیکن آپؒ انکار فرماتے رہے۔ پھر دس روز تک آپؒ کا خورد ونوش بند کر دیا تب آپؒ نے باری تعالیٰ کے حضور گریہ زاری کرتے ہوئے اس مصیبت سے نجات کی دعا مانگی تا آنکہ آپ کا 150ھ میں بحالت سجدہ انتقال ہوگیا۔ آپ کا مزار اقدس بغداد میں واقع ہے جو مرجع خلائق ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد اسی فقہی مسلک سے وابستہ ہے۔

امام شافعیؒ: آپؒ نے دس برس کی عمر سے لیکر تازیست سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ کبھی قسم نہ کھائی۔ مسائل کے حل بتانے میں غایت درجہ کی احتیاط برتتے بلکہ اکثر خاموشی کا طرز عمل اپنایا۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ آپؒ نے سکوت فرمایا اس نے دوبارہ دریافت کیا کہ آپؒ جواب کیوں نہیں دیتے اس پر فرمایا کہ میں سوچتا ہوں کہ فضیلت میری خاموشی میں ہے یا جواب میں۔ اس سے آپؒ کی محافظت زبان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ایک مرتبہ آپؒ والیان ملک کے ہمراہ یمن تشریف لے گئے وہاں سے دس ہزار درہم لیکر مکہ معظمہ پہنچے اور شہر کے باہر بلحاظ ادب خیمہ نصب کیا۔ شام کے وقت اللہ کے واسطہ محتاجوں میں تمام زادِراہ تقسیم کر دیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ جس شخص میں تین خصلتیں ہونگی اس کا دین کامل ہوگا۔ ایک وہ جو نیک امر کی ہدایت کرے۔ دوسرے جو افعال بد سے منع کرے اور خود بھی باز رہے تیسرے یہ کہ حدود اللہ کی حفاظت کرے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ نے شریعہ کی حدود متعین کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرے۔ جو دنیا میں زاہد رہا اور عاقبت میں راغب رہا اور اللہ سے کیے ہوئے

عہد و پیمان پر قائم رہا وہ نجات پائیگا۔ کسی نے امام شافعیؒ سے دریافت کیا کہ ریا کیا ہے آپؒ نے فرمایا کہ ایک فتنہ ہے کہ ہوائے نفسانی نے علماء کے دلوں پر اور آنکھوں پر گرہ باندھی ہے اور نفس کی بدی سے اسکا خیال کرتے ہیں اس واسطہ اپنے اعمال کا ابطال کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے حال میں نگاہ نہ رکھے اسکو علم نفع نہ دے گا اور جو کوئی علم میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا اسپر اسرار الٰہی کھلیں گے۔ امام احمد حنبلؒ کی روایت کے مطابق کہ عرصہ چالیس سالوں سے امام شافعیؒ کے حق میں دعا مانگتا ہوں۔ ایک روز انکے بیٹے نے دریافت کیا اپنے والد محترم سے کہ امام شافعیؒ کون ہیں جس کے واسطہ آپ ہمیشہ دعا مانگتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے بیٹے سے فرمایا کہ امام شافعیؒ دنیا کے آفتاب اور خلق خدا کی عافیت تھے اور دنیا میں کوئی شخص نہیں ہے کہ علم کے واسطہ قلم و دوات چھوئے گا مگر امام شافعیؒ کی سنّت اسکی گردن پر ہوگی۔ امام احمد حنبلؒ تین لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ باوجود اس فضیلت کے آپ امام شافعیؒ کے شاگرد ہوئے۔ 150ھ میں پیدا ہوئے اور سن 200ھ میں انتقال ہوگیا۔ مصر میں آپ کا مزار اقدس واقع ہے (ملاحظہ ہو کتاب روضۃ الاصفیا و فلاح)۔

امام المحدثین احمد بن حنبلؒ: آپ کی ولادت 164ھ میں ہوئی۔ آپ امام شافعیؒ کی محبت اور حلقہ ارادت میں شامل تھے۔ حضرت امام شافعیؒ کو آپؒ کے ساتھ بڑی خصوصیت اور انسیت تھی۔ آپؒ جس وقت بغداد سے مصر گئے تو امام احمد بن حنبلؒ کی نسبت فرمایا کہ بغداد میں امام احمد حنبل سا متقی اور پرہیز گار اور سمجھدار چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ امام احمد بن حنبلؒ کا حزم و احتیاط اور تقویٰ فقہا میں عمومی طور پر مشہور ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ قرب الٰہی قرآن مجید کی تلاوت سے حاصل ہوگا۔ روایت ہے کہ لوگوں نے آپؒ سے دریافت کیا کہ "اخلاص" کیا ہے؟ آپؒ نے فرمایا کہ اعمال کی آفتوں سے چھوٹنا۔ پوچھا "توکل" کیا ہے؟ فرمایا کہ خداوند تعالیٰ پر مضبوط بھروسہ کرنا۔ پوچھا "رضا" کیا ہے؟ فرمایا کہ اپنے جملہ کاروبار اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا۔ پوچھا "زہد" کیا ہے؟ فرمایا کہ "زہد" تین قسم کا ہے اول ترک حرام اور یہ زہد عوام ہے۔ دوئم یہ کہ حلال میں حرص و زیادتی نہ کرنا کہ یہ زہد خواص ہے اور سوئم یہ کہ اس چیز کا ترک کرنا جو چیز حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے غافل کر دے کہ یہ زہد عارفوں کا ہے۔ آپ کا وصال 241ھ میں ہوا۔ بغداد کے باب حرب میں دفن کئے گئے۔

حضرت غوث صمدانی قطب ربّانی محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ:

آپؒ کی ولادت عراق کے شہر گیلان میں ۴۷۰ھ میں ہوئی آپؒ فاطمی سے میں سے ہیں جنکا سلسلہ نسب حضرت امام حسنؓ سے جاملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپؒ بغداد تشریف لے آئے جو اس زمانہ میں تمام علوم کا مرکز تھا یہ وہ سال تھا جب امام غزالیؒ نے تلاش حق وحصول یقین کیلیئے بغداد کو خیر باد کہہ دیا تھا اُن کے بعد اللہ تعالی نے امام غزالیؒ کی جگہ اس جلیل القدر شخصیت کو مامور فرمادیا۔ آپؒ نے علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی کی تحصیل کو ترک نہیں کیا اور طریقت وسلوک کی تعلیم حاصل کی آپؒ نے تکمیل علم اپنے استاد ابو سعید مخزومی کے زیر سایہ کی اور انہی سے آپ کو خلافت حاصل ہوئی۔

بادشاہ اور وزرء آپ کی مجالس میں نیاز مندانہ حاضر ہوتے اور ادب سے جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے علماء اور فقہا کا تو کچھ شمار نہ تھا جو آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے۔ روایت ہے کہ عراق کا کوئی ایسا اہل علم اس زمانہ میں نہ تھا جس نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہ کیئے ہوں۔ آپؒ کی عادت تھی کہ ہر شب مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے اور ضعیف وکمزور لوگوں کی ہم نشینی اختیار فرماتے۔ آپؒ کی محفل میں بیٹھنے والا ہر شخص یہی محسوس کرتا کہ سب سے زیادہ شفقت اسی کے لئے ہے۔

آپ نے چار شادیاں کیں جو تمام پچاس برس کے بعد ہوئیں۔ ایک روایت کے مطابق دس فرزندان تھے 91 سال کی عمر میں یہ آفتاب رشد وہدایت عالم اسلام کے اتحاد و اخوت، اور شریعت و طریقت سے مزیّن فرما کے افق آخرت میں غروب ہو گیا۔ لیکن چشمۂ فیض جاری وساری ہے جو تا ابد جاری رہیگا۔

حضرت آدم علیہ السّلام سے خاتم الانبیا ﷺ تک ہدایت وراہبری اور معاشرہ کی اصلاح کے لیے انبیاء اور رسول مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ حضور اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہ آیا اور نہ تا قیامت کوئی آئیگا۔ لیکن یہ دنیا کبھی اولیا اللہ سے خالی نہیں رہی رشد وہدایت کا یہ سلسلہ ہمیشہ سے قائم ہے اور ہمیشہ قائم رہیگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ارباب زہد وتقویٰ کے پیشوا بنائے گئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر

جیلانیؒ کی پیدائش کے قبل بھی اولیاء اکرام نے آپ کی ولادت اور ولی اللہ ہونے کی بشارت دی۔

حضرت خلیل بلخیؒ نے آپؒ کی ولادت سے قبل فرمایا:

"پانچویں صدی کے آخر میں عراق میں ایک شخص محی الدین کا ظہور ہوگا جو اپنے وقت کا قطب غوث اور ولیوں کا ولی ہوگا دنیا اس سے فیض روحانی حاصل کرے گی"

شیخ ابوالوفاؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

"حق سبحانہ تعالیٰ نے کسی ولی کو اتنے بلند مقام پر فائز نہیں فرمایا جس مقام پر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو فائز فرمایا"

شیخ ابوسعیدؒ کا قول ہے کہ:

"میں نے آپؒ کی مجالس اور وعظ میں انبیاء ملائکہ اور جنّات کو صف بہ صف موجود دیکھا"

آپؒ کی کنیت ابومحمد اور حسب ونسب کے اعتبار سے علوی حسنی ہیں۔ والدہ کی طرف سے آپؒ کا سلسلہ حضرت امام حسینؓ سے ملتا ہے۔ آپؒ کی ولادت 470ھ یکم رمضان المبارک کو ہوئی۔ آپؒ مرتبہ ولایت میں غوث زمانہ اور قطب العالم تھے۔ آپؒ کی مجالس اور وعظ میں انبیاء علیہم السلام صلحاء۔ جنّات، ملائکہ اور ارواح طیبات کا بھی نزول ہوتا تھا۔ ہدایت خلق خدا کے واسطے 511ھ بعمر چالیس سال سے وعظ علم وعرفان کا آغاز فرمایا۔ آپؒ کے وعظ میں اس قدر کثرت سے مجمع ہوتا تھا کہ دس بارہ کوس تک کے میدان میں لوگوں کو بیٹھنے کی گنجائش نہ ملتی تھی۔ اولیاءِ کرام اور ارواح طیبہ سے کوئی ایسا نہیں تھا جو اس وقت موجود نہ ہو تمام رجال الغیب و ملائکہ افق سے آسمان و زمین کو گھیرے ہوئے تھے اور کوئی ایسا ولی نہیں رہا جسکی گردن پر آپؒ کا قدم نہ ہو۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خلعت گروہ ملائکہ کے ذریعہ آپؒ کو عطا فرمایا۔ عمر مبارک جب 91 سال ہوئی تو سال 561ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ (فیوض یزدانی)۔ آپؒ کا شجرہ طریقیت بر صفحات 178-177 ملاحظہ ہو۔

حضرت علی ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخش مرقد مبارک بمقام لاہور (پاکستان):

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا　　ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

(حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ)

سید علی ہجویریؒ کی ولادت باسعادت 400ھ مطابق 1009ء میں کابل (افغانستان) سے 70 میل دور بمقام غزنی میں ہوئی۔ اس وقت غزنی میں سلطان محمود غزنوی کی حکمرانی تھی۔ آپؒ کا نویں واسطے سے شجرہ نسب حضرت علیؓ سے ملتا ہے اور بارہویں واسطے سے طریقت (روحانیت) کا سلسلہ بھی حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔ آپؒ کا سلسلہ نسب والد محترم کی طرف سے حضرت امام حسنؓ اور والدہ ماجدہ کی طرف سے امام حسینؓ سے ملتا ہے۔ اس لیے آپ حسنی و حسینی سلسلہ فاطمی کے چشم و چراغ ہیں۔ اپنی عمر کے اکیس برس میں ظاہری علوم سے فراغت۔ آپؒ عقیدہ کے اعتبار سے حنفی سنّی تھے۔ (اہل سنّت والجماعت سے تعلق تھا) کیونکہ آپؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مسلک پر گامزن تھے جن سے علی ہجویریؒ کو خاص عقیدت تھی۔ حضرت سید علی ہجویریؒ اور انکا خاندان صالحین، بزرگان دین اور تصوف کے کاروان کے راہبر و راہنما تھے اور گلشن اولیاء کے گلدستہ کے پھولوں میں ایک خوبصورت و نمایاں پھول تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں دور زمانہ جاہلیت کے پر آشوب زمانہ میں علی ہجویریؒ کی آمد نے اس تاریک حصہ کرہ ارض کو نور کی ضیاء پاشی سے منور کر دیا۔ انکی تعلیمات دینیہ سے لاکھوں لوگوں کے قلوب میں دین کی شمع روشن ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی کا ہندوستان میں متواتر جہاد دراصل باران رحمت کا آغاز تھا۔ آپؒ اس دور میں لاہور تشریف لائے اور اُمتِ مسلمہ کو دین اسلام کی تعلیم دینے اور حق و صداقت پر عمل کرنے کی تبلیغ اور اشاعت اسلام کا بیڑہ اٹھایا تو دین اسلام کی اس طرح آبیاری فرمائی کہ سید علی ہجویریؒ کی ساری زندگی احکام شریعت کی پابندی، عشق رسول ﷺ کی سرشاری، اسوۂ حسنہ کی پیروی اور قرآن و سنت کی ترویج میں گزری۔ آپؒ نے کسب روحانی کے لیے شام، عراق، فارس، خراسان اور دیگر کئی ممالک کا سفر اختیار کیا حتّٰی کہ طالبان حق کی بھی راہنمائی کی۔ ان کے لاکھوں عقیدت مندوں کیطرح خواجہ معین الدین چشتیؒ

جیسی عظیم المرتبت شخصیت سے قلبی وروحانی عقیدت اور محبت بھی اس بات کی غماز ہے کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اجمیر (انڈیا) جانے سے قبل حضرت داتا گنج بخشؒ کے آستانہ اقدس پر نہ صرف یہ کہ حاضری دی بلکہ چلہ کشی کی اور فیضیاب ہوئے۔ مضمون کے آغاز پر شعر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا حضرت داتا گنج بخش سے اظہار عقیدت کا مظہر ہے۔ کئی دیگر روایات کے مطابق حضرت علی ہجویری کی ولادت سن 470ھ میں ہوئی اور 561ھ میں وصال فرمایا۔ آپؒ کا شجرہ طریقت بر صفحہ 181 ملاحظہ ہو۔

حضرت قطب العارفین، غوث المشائخ سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ:

آپؒ کی ولادت 530ھ میں بمقام اصفہان ہوئی۔ فقر و مساکین کی خدمت آپؒ کا وطیرہ تھا۔ اوّل علوم ظاہری کی تکمیل کے لیے حضرت مولانا حسام الدین کی خدمت میں چونتیس سال حاضر رہے اور مرتبہ کمال حاصل کیا اس کے بعد آپؒ طلب حق کے لیے حضرت عثمان ہارونیؒ کے ہاں بغداد تشریف لے گئے جنکی شفقت وعنایات سے بہت جلد دولت عرفان کے حصول میں کامیاب ہوئے۔ حق سبحان تعالیٰ اور حضور رسالتمآب ﷺ کے آپؒ پر جو انعامات واکرامات ہوئے اسکا شمار دشوار ہے۔ آپؒ حضور نبی اکرم ﷺ کی ہدایت پر ہندوستان تشریف لائے اور سلطان الہند کے لقب سے سرفراز ہوئے جو دربار رسالت ﷺ سے عطا ہوا تھا۔ سرزمین ہند جو کفر سے تیرہ وتاریک ہو رہی تھی آپ کے قلب نورانی کی شعاعوں سے جگمگا اٹھی۔ فیضان ظاہر وباطن آپ کا سب پر عام ہو گیا۔ ایک کثیر مخلوق خدا نے راہ ہدایت حاصل کی۔ آپؒ کا وصال 632ھ میں ہوا۔ اس وقت آپؒ کی پیشانی پر عربی میں لکھا ہوا تھا:

"هٰذا حَبِيْبُ اللّٰه ماتَ فِي حُبّ ِ اللّٰه"

ترجمہ: یہ اللہ کا حبیب ہے اور اس کا وصال اللہ کی محبّت میں ہوا۔

آپؒ کا دریائے فیض باطنی اور جود وسخا ظاہری بدستور ہنوز جاری ہے ہر شخص اپنے مرتبے کے موافق اپنی مراد کو پاتا ہے۔ آپؒ کا مزار اجمیر شریف ہندوستان میں واقع ہے۔ حضرت خواجہ معین الدینؒ کا

سلسلۂ نسب بارہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔ آپؒ کی ولادت باسعادت 14 رجب 536ھ کو جنوبی ایران کے علاقے سیستان میں ہوئی۔ آپؒ کے والد غیاث الدین حسنؒ بہت دولت مند تاجر اور علاقہ کی بااثر شخصیت تھے۔ وہ امارت کے باوجود عابد اور زاہد مسلمان تھے۔ حضرت معین الدینؒ نے ایک دولت مند گھرانے میں بڑے نازونعم کے ساتھ پرورش۔ روایات کے مطابق عیش وعشرت کی فراوانی کے باوجود حضرت خواجہ معین الدینؒ بچپن سے ہی قناعت پسندی کے حامل تھے۔ پھر سیستان وخراسان میں بڑے پرآشوب دور کا آغاز ہوا۔ سرسبز وشاداب علاقے تباہ وبرباد کر دیئے گئے۔ ملّت اسلامیہ میں کئی فرقے پیدا ہو گئے جو بڑی سفاکی اور بے رحمی سے ایک دوسرے کا خون بہانے لگے۔ ابتداء کے اس دور میں خواجہ غیاث الدین حسن ترک سکونت کرنے پر مجبور ہو گئے اس لیے اپنے اہل وعیال کے ہمراہ خراسان چلے آئے۔ مگر وہاں کی صورت حال بھی سیستان کی طرح خراب ہوگئی۔ تاتاریوں کا وحشی گروہ جسے "غز" کے نام سے پکارا جاتا تھا پوری طاقت سے یلغار کرتا ہوا سیتان کے حاکم سلجوقی خاندان کے سلطان سنجر کو شکست فاش دیکر تمام علاقوں پر قابض ہوگیا۔ یہ درشت مزاج اور وحشی فطرت لوگ خراسان میں گھس آئے اور "طوس" اور "نیشاپور" کو بیدردی سے لوٹا۔ مساجد برباد کر دی گئیں۔ عصمت دری کی گئی اور بے دردی سے مردوں بالخصوص نوجوانوں کو قتل کیا گیا۔ انہوں نے مسجدوں اور شفاخانوں میں پناہ لینے والوں تک کو تہہ تیغ کر دیا۔ تمام علماء، فضلاء، اولیاء، ابرار، اتقیا اور شیوخ شہید کر دیئے گئے۔ نیشاپور جو اس دور میں علم وفضل کا مخزن تھا سب خاک میں ملا دیا گیا حتّٰی کہ کل کتب خانوں کو آگ لگا دی گئی۔ اس المناک ماحول میں خواجہ معین الدینؒ نے پروش حتّٰی کہ آپؒ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ہندوستان تشریف لے آئے آپؒ نے اپنے حسن اخلاق، کردار وعمل اور روحانی بصیرت سے اس تاریک خطۂ ارض میں اسلام کا ایسا چراغ روشن کیا کہ لوگ جوق درجوق حلقہ اسلام میں داخل ہوتے رہے اور آپؒ نے کثیر تعداد میں خلفاء مقرر کیے جنہوں نے پاک وہند کے طول وعرض میں اسلام پھیلایا۔ اسطرح شمع سے شمع جلتی رہی اور ضیاء پاشی نے ایک عالم منور کر دیا۔ آپؒ کی کرامات بے

حد وحساب ہیں۔ بادشاہ وقت فتوحات اور اولاد کے لیے حاضر ہوتے اور دامن مراد بھر کر جاتے۔ ہر مسلم و غیر مسلم کے لیے آپ کے دروازہ کھلے تھے۔ سلطان محمد غوری کو کفاران پر فتح آپؒ کی دعا سے نصیب ہوئی ورنہ اسے متعدد بار ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑا۔ آپؒ کے وصال کے بعد بھی آپ کے مزار اقدس پر شاہ وگدا آتے اور دامن مراد بھر کر لے جاتے رہے۔ ان جلیل القدر شخصیات میں شہنشاہ ہند جلال الدین اکبر بھی تھا جس نے اپنا دین الٰہی جاری کر کے ہندوستان میں دین اسلام سے لوگوں کو منحرف ہونے پر مجبور کر دیا تھا جس سے تمام علماء وفضلاء اور درویش نالاں تھے۔ حضرت سلیم چشتیؒ یکے از خلیفہ خواجہ معین الدین اجمیریؒ کی ہدایت پر شہنشاہ اکبر مزار اقدس پر حاضری کے لیے 120 کوس پیادہ پا سفر طے کر کے اجمیر پہنچے اور گریہ زاری کر کے عطائے فرزند کے لیے دعا کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں جہانگیر جیسا فرزند عطا فرمایا۔ اسی طرح محی الدین اورنگزیب عالمگیر جیسے باشرع مومن مسلمان نے بھی برہنہ پا مزار اقدس پر حاضر ہو کر اولاد کے لیے دعا کی جو شرف قبولیت۔ جبکہ شاہی خود ساختہ دین الٰہی نے دم توڑ دیا اور دین اسلام کی آبیاری سے پھر چمن گلستان میں بہار آگئی۔

یہ بات مصدقہ ہے کہ آپؒ کے تین فرزندان اور ایک دختر تولّد ہوئے جنکے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

1۔ حضرت خواجہ فخر الدین چشتیؒ۔

2۔ حضرت خواجہ حسام الدینؒ

3۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو سعیدؒ۔

4۔ صاحبزادی حافظہ بی بی جمال۔

حضرت خواجہ معین الدینؒ کا وصال 5 رجب 633ھ کو ہوا۔ شجرہ طریقت بر صفحہ 181 ملاحظہ ہو۔

اسمائے گرامی خلیفہ اکبر و خلفائے اصغر سلسلۂ طریقت چشتیہ

1۔ نام خلیفہ اکبر: حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ جنکا مزار اقدس و عظیم الشان درگار بمقام مہرولی شریف دہلی واقع ہے۔

اسمائے گرامی خلفائے اصغر:

1۔ حضرت امام الدین بن نجم الدینؒ	23۔ خواجہ مراد بیگ مغلؒ	45۔ خواجہ احمد شاہ
2۔ حضرت نیاز اللہ بن شفیق خراسانیؒ	24۔ خواجہ محمد اصغر بہاریؒ	46۔ خواجہ شیخ حمید الدین ناگوریؒ
3۔ حضرت احمد شہاب کوتیؒ	25۔ خواجہ شعار خان ترکؒ	47۔ خواجہ وجیہہ الدینؒ
4۔ حضرت ودود الدین بن شیخ سلیمؒ	26۔ خواجہ نعمت احمد صغارؒ	48۔ خواجہ حمید الدین صوفی سعدیؒ
5۔ خواجہ فخر الدینؒ ابن خواجہ معین الدین چشتیؒ	27۔ خواجہ محمود احمدؒ	49۔ خواجہ برہان الدینؒ
6۔ شیخ احمد کابلی بن نعیم احمدؒ	28۔ خواجہ رادا کبر شاہؒ	50۔ خواجہ شیخ احمدؒ
7۔ خواجہ غلام ہادیؒ ترک	29۔ خواجہ غریب اصغر بن عیاض	51۔ خواجہ شیخ محسنؒ
8۔ خواجہ سلطان شاہؒ	30۔ خواجہ شہاب ولیؒ	52۔ خواجہ سلیمان کرسکیؒ
9۔ خواجہ احمد خان درّانیؒ	31۔ ظہیر الدین ابن شمس الدینؒ	53۔ خواجہ شیخ صدر الدینؒ
10۔ خواجہ قادر سعیدؒ	32۔ خواجہ سردار احمدؒ	54۔ خواجہ شمس الدین فوقانیؒ
11۔ خواجہ قران احمدؒ	33۔ خواجہ سفیان احمدؒ	55۔ خواجہ حسن خیالیؒ
12۔ خواجہ احمد قہر بن فقیر جبّارؒ	34۔ خواجہ معروف شہابؒ	56۔ خواجہ عبداللہ بیابانیؒ (اجے پال)
13۔ خواجہ اطہر خان ترکؒ	35۔ خواجہ عبداللہ اصغرؒ	57۔ خواجہ محمد زاہد ترکؒ
14۔ خواجہ سبحان علی خانؒ	36۔ خواجہ عبد الغفارؒ	58۔ خواجہ شیخ محمد علی سخبریؒ
15۔ خواجہ قصر احمد اصغرؒ	37۔ خواجہ عزیز احمد شاہؒ	59۔ خواجہ محمد یادگارؒ
16۔ خواجہ امیر برہان جی سدا سہاگؒ	38۔ خواجہ موسوغ عراقیؒ	60۔ خواجہ عبداللہؒ
17۔ خواجہ احمد خان غلزئی جوزقیؒ	39۔ خواجہ کریم شعیبؒ	61۔ خواجہ سبز یادگاریؒ
18۔ خواجہ ہادی محمد غفرت قرومانیؒ	40۔ خواجہ یعقوب خانؒ	62۔ شیخ محمد خواجہؒ
19۔ خواجہ کیوان اصغر قندھاریؒ	41۔ خواجہ حسن داؤدؒ	63۔ خواجہ وحید الدین خراسانیؒ
20۔ خواجہ نظام خان ترکؒ	42۔ خواجہ کریم احمد شاہؒ	64۔ خواجہ سلطان ابو مسعود غازیؒ
21۔ خواجہ سوغی بہادر ترکؒ	43۔ خواجہ ابو الفرح قریشیؒ	65۔ خواجہ فخر الدین گردیزیؒ
22۔ خواجہ مرغاز خان ترکؒ	44۔ خواجہ عبد الغفارؒ	

صاحب مجاز خلفائے اجنّہ: قوم جنّات میں کل پچیس صاحب مجاز خلیفہ مقرر ہوئے جن میں محمد طغاق کو سردار حاکم مقرر کیا گیا۔ یہ تمام اجنّہ بقید حیات اور خدمات پر مامور ہیں۔ انکی عمروں کے بارے میں آئمہ تصوف میں یوں تحریر ہے کہ "لڑکا ایک ہزار سال، جواں تین ہزار سال کا اور بوڑھا سات ہزار سال کا ہوتا ہے"۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ: آپؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے اجل خلفاء میں سے اوّل خلیفہ ہیں۔ آپؒ جس وقت پیدا ہوئے نصف شب تھی لیکن تمام گھر نور سے منور ہوگیا۔ 635ھ میں وصال ہوگیا۔ آپؒ کا مزار دہلی میں ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ: آپؒ کو غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے فیض حاصل ہوا۔ آپؒ کی بہت سے مشائخ وقت سے ملاقات ہوئی۔ حضرت خضر علیہ اسلام سے بھی شرف ملاقات ہوئی۔ جب آپؒ کو کوئی دشوار مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوکر طواف کعبہ کرتے تو مشکل رفع ہوجاتی۔ 539ھ میں ولادت اور 632ھ میں وصال ہوا۔ آپؒ کا شجرہ طریقت برصفحہ 179 ملاحظہ ہو۔

قطب الاقطاب، شیخ الشیوخ حضرت فریدالدین گنج شکرؒ: آپؒ سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگ اور ولی اللہ گزرے ہیں۔ جنکا مزار اقدس پاکپتن (پاکستان) میں واقع ہے۔ آپؒ کے والد خواجہ جمال الدین سلیمانؒ سلطان شہاب الدین غوری کے زمانہ میں ملتان تشریف لائے۔ خواجہ جمال الدین علومؒ ظاہری و باطنی میں باکمال تھے۔ مولانا وجیہ الدین حجوندی کے خاندان میں بی بی قرشم خاتون سے عقد ہوا جنکے بطن مبارک سے خواجہ فریدالدین آغاز ماہ رمضان 569ھ میں تولد ہوئے۔ چاند رات کو معلوم نہ ہو سکا کہ چاند نظر آیا کہ نہیں۔ لوگ آپؒ کے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روزہ رکھنے کی بابت استفسار کیا۔ ایک بزرگ جوانکے حلقہ ارادت میں بیٹھے تھے فرمایا کہ آپؒ کے فرزند قطب الاقطاب ہونے والے ہیں اگر وہ دودھ (شیر مادر) پی لیں تو رمضان کا آغاز نہیں بصورت دیگر سب کو روزہ رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ آپؒ کی والدہ ماجدہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپؒ نے دودھ نہیں پیا۔ اسطرح سب لوگوں نے روزہ رکھ لیا۔ بعد میں قرب سے چاند نظر آنے کی اطلاع مل گئی۔ آپؒ نے تمام رمضان دن میں دودھ نہیں پیا۔ بوقت افطار دودھ پی لیتے۔ ابتداء سے ہی اثار عرفان وکمالات آپ کی پیشانی مبارک سے ہویدا تھے۔ آپ کی والدہ نے دوسال کی عمر میں نماز پڑھانی شروع کردی تو آپ نے اپنی والدہ سے دریافت کیا کہ نماز پڑنے سے کیا ملتا ہے؟ آپؒ کی والدہ نے جواب دیا کہ شکر ملتی

ہے۔ لہذا جب والدہ آپ کو نماز کے لیے کھڑا کرتیں تو مصلیٰ کے نیچے شکر رکھ دیتیں اس لیے کہ بچوں کو مٹھاس سے رغبت ہوتی ہے۔ اس طرح بعد فراغت نماز آپؒ کی والدہ شکر نکال کر آپ کو دیا کرتیں۔ ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ کسی عزیز کے گھر تشریف لے گئیں اور آپ حسب عادت نماز کے وقت مصلیٰ پر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے دعا کے بعد مصلیٰ کے نیچے دیکھا تو قدرت الٰہی سے شکر کا خزانہ موجود پایا۔ آپؒ نے خود بھی شوق فرمایا اور بچوں میں بھی تقسیم فرمایا۔ اس کے بعد والدہ کے واپس آنے پر انہیں کہا کہ تمہارے پاس نماز پڑھنے سے کم شکر ملتی تھی۔ آج ہمیں پروردگار عالم نے گنج شکر عطا فرمایا۔ اسی وجہ سے آپؒ کا لقب گنج شکر پڑ گیا۔ آپؒ مادر زاد ولی تھے۔ کشف و کرامات آپؒ کے بے حد ہیں۔ آپؒ اجل خلفائے اول خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ ہیں۔

حضرت مخدوم علاؤالدین صابر پیران کلیر شریف: آپؒ حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کے مشہور اولوالعزم خلفاء میں سے تھے۔ آپؒ کے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد آپؒ کی والدہ محترمہ جو حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کی ہمشیرہ تھی انہیں حضرت بابا فریدؒ کی خدمت میں پہنچا دیا جو فیض گنج شکرؒ سے فیضیاب ہوتے رہے۔ لنگر کی تقسیم آپؒ کے سپرد تھی۔ آپؒ نے جتنا عرصہ لنگر تقسیم کیا کسی روز خود اسمیں سے کھانا نہ کھایا جبکہ مجاہدات و ریاضات میں ہمہ تن مشغول رہتے۔ جسم ظاہری آپؒ کا نہایت لاغر ہو گیا۔ اتفاقاً آپؒ کی والدہ حضور گنج شکرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت صابرؒ کو نحیف ولاغر دیکھ کر رنجیدہ ہوئیں اور انہوں نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ کیا آپؒ کے لنگر میں علاؤالدینؒ کا حصہ نہیں۔ حضرت بابا فریدؒ نے حضرت صابر کو بلا کر دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ آپؒ کا حکم تقسیم لنگر کا تھا اسپر ہی عمل کیا۔ میرے لیے اجازت نہیں تھی یہ سن کر حضرت بابا فرید گنج شکر کو جوش آیا اور دولت عرفان سے مالا مال کر دیا آپؒ کے حق میں بہت دعائے برکت دی سال 690ھ میں بحالت وجد و سماع آپؒ کا وصال ہوا۔

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاؒ: آپؒ ہندوستان کے مشہور کبائر مشائخ میں سے ہیں۔ آپ ہر روز دن میں علوم دینی کی تحصیل و تکمیل کے بعد رات جامع مسجد دہلی میں بسر فرماتے۔ ایک صبح

جب آپ پر انوار رحمت برسنے لگی تو بغیر سفر خرچ شیخ فرید الدین گنج شکر کی خدمت اقدس میں حاضری کے لیے روانہ ہوئے اور جہاں آپؒ مرتبہ کمال کو پہنچے۔ جس کے بعد انہیں واپس دہلی (انڈیا) روانہ کر دیا گیا جہاں طالبعلموں اور مریدین کی تربیت میں مشغول ہو گئے اور دہلی ہی میں آپؒ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاؒ جنہیں محبوب الٰہی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپؒ کے والد خواجہ علی احمد غزنیؒ سے ہندوستان آکر شہر بدایوں میں مقیم ہو گئے تھے۔ جہاں ماہ صفر 636ھ میں حضرت نظام الدینؒ تولدّ ہوئے۔ آپ 16 سال کی عمر میں علوم دین میں کامل ہو گئے۔ آپؒ دہلی تشریف لائے اور اس وقت کے ممتاز عالم دین مولانا شمش الدین خوارزمیؒ سے استفادہ کیا۔ انہی دنوں آپؒ کی ملاقات شیخ نجیب الدینؒ سے ہوئی جو خواجہ فرید گنج شکرؒ کے برادر خورد تھے۔ حضرت بابا فریدؒ کے واقعات سنکر جب آپؒ پر انوار الٰہی کی تجلیات آشکار ہوئیں تو آپؒ بغیر کسی ارادہ کے والہانہ انداز میں اجودھن (پاکپتن۔ پاکستان) روانہ ہو گئے۔ رجب المرجب 655ھ کو حضرت بابا گنج شکرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بابا فریدؒ نے یہ مژدہ سنایا:

"شاباش! خوب آئے انشااللہ دین و دنیا کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو گے"

آپؒ حضرت بابا فریدؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے اور سات ماہ چھ یوم تک پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر رہے۔ لنگر تقسیم کرنیکی ذمہ داری اپنے سر لئے رکھی جب فیوض باطنی سے مالا مال ہوئے اور دہلی جانے کا قصد کیا تو حضرت بابا فریدؒ نے وہ خرقہ خاص جو انکو خواجگان چشت سے پہنچا تھا حضرت نظام الدینؒ کو پہنایا اور اس روز دو ربیع الاول 656ھ کو آپؒ کو خلافت نامہ عطا فرمایا اور یہ الفاظ ادا کئے:

"مولانا نظام الدین کو بحکم الٰہی میں نے ہندوستان کی ولایت بخشی اور اس ملک کو انکی پناہ میں چھوڑا اور اپنا صاحب سجادہ کیا"

آپؒ دہلی تشریف لائے اور بیشیر وقت ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں گذارنے لگے زندگی بھر آپ کا معمول رہا کہ لنگر کھانے کے لیے آنے والوں کو پہلے کھلاتے پھر خود تناول فرماتے مگر کبھی مرغن اور لذیذ غذا نہیں کھائی۔ معزالدین کیقباد اور علاؤالدین خلجی جیسے بادشاہوں نے قرب حاصل کرنا چاہا مگر ناکام رہے یہی حال تغلق خاندان کا رہا۔ مغل بادشاہوں نے بھی بکثرت نذرانے پیش کرنا چاہے لیکن قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپؒ کی بزرگی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی (انڈیا) نے فرمایا کہ میں نے پہلے دوسرے اور تیسرے آسمان پر حضرت نظام الدینؒ کو مصلّے پر نماز پڑھتے دیکھا۔ پھر باقی ستر حجابات میں سے پچاس حجابات ظلمات طے کیے وہاں بھی آپؒ کو مصلّے پر کھڑا دیکھا پھر باقی ستر حجابت میں سے پچاس حجابات طے کئے وہاں بھی حضورؐ کو سفید مصلّے پر کھڑا

دیکھا۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے آپؒ کی نسبت فرمایا۔

"محبوب الٰہی کو دس قطبوں کی قوت سے سرفراز فرمایا ہے"

آپ چار ماہ اور کچھ دن بیمار رہ کر ۱۸ ربیع الثانی ۲۵ ۷ ھ بعد طلوع آفتاب وصال فرما گئے۔

قطب الاقطاب محمد شیخ جلال الدین مخدوم کبیر الاولیاو چشتی صابری پانی پت (انڈیا) و میاں عبدالرشید قلندر شہید (مزار سرگودھا۔ پاکستان):

خرقۂ خلافت و معروفت الٰہی کے حصول سے قبل آپ نے چالیس سال تلاش محبوب حقیقی میں مسافرت کی اور متعدد بار فریضہ حج سے سرفراز ہوئے۔ علم ظاہری و باطنی میں کمال اس دوران حاصل ہوا مناقب و فضائل اور تصرف و کرامات آپ کی بے حد مشہور ہیں۔ تصوّف پر معرکتہ الاراء کتاب تصنیف فرمائی۔ حضرت مخدوم اکثر استغراق میں رہتے آپ کو ایک سو ستر سال عمر مبارک نصیب ہوئی۔ 765ھ میں وصال ہوا۔ آپؒ کے چالیس خلفاء تھے جس میں سے ہر ایک مقتداء عالم اور پیشوائے وقت ہوئے۔ آپؒ کو سلسلہ چشتیہ صابریہ کے حضرت شمس الدینؒ ترک شاہ ولایت پانی پتی سے خرقۂ خلافت حاصل ہوا۔ اور حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ پانی پتی کے خاص مقبولان بارگاہ سے ہوئے ہیں۔ آپؒ کے صاحبزادے خواجہ عبدالقادر صاحب کا حضرت مخدوم پاکؒ کی حیات میں انتقال ہوا۔ باقی چار صاحبزادوں کے فیوضاتِ ظاہری و باطنی سے خلق بہرہ مند ہوئی پانی پت میں آپؒ کا مزار ہے اور حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتیؒ آپ ہی کی اولاد میں سے ہیں (سیر الاقطاب و اقتباس الانوار) مولانا ثناء اللہ پانی پتی کی اولاد بعد تقسیم ملک سرگودھا میں ہجرت کے بعد سکونت پذیر ہوئی۔ جن میں حضرت مولانا الف اللہ خطیب، استاد اور مدرسہ و یتیم خانہ کی بنیاد رکھی۔ حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ پانی پتی کی درگاہ کے بچپن سے مجذوب اور اسی درگاہ سے فیضیاب ہونے والے ایک ولی اللہ قلندر میاں عبدالرشید پانی پتی شہیدؒ نے بعد ہجرت سرگودھا میں سکونت اختیار کی جونوٹوں والی سرکار کے نام سے مشہور ہوئے۔ تمام ملک سے عقید تمندوں کو بلا کسی تخصیص فیوض و برکات سے بہرہ ور فرمایا کوٹ فرید روڈ پر واقع قبرستان میں مسجد افغاناں (کوٹ فرید روڈ سرگودھا۔ پاکستان) کی حدود میں بعد شہادت آپؒ کا عظیم الشان مقبرہ بنا جو مرجع خلائق ہے۔ آپؒ کو ۱۳ صفر 1415ء 23 جولائی 1994ء میں مسجد کے اندر سوتے ہوئے انکے سوتیلے بھائی کے پسر نے ذاتی لالچ اور بغض کی بناء پر پستول کنپٹی کے قریب رکھ کر گولی مار کر شہید کر دیا۔ آپ کا تعلق روحانی سلسلہ نقشبندیہ سے ہے۔ لیکن چشتیہ سلسلہ سے بھی عقیدت رکھتے تھے۔ کراچی سے پشاور تک ہر مکتب فکر کے اصحاب حضرت میاں عبدالرشید قلندر شہیدؒ سے کسبِ فیض حاصل کرتے تھے۔ مئولف کتاب ہذا کو حضرت میاں صاحبؒ کی تقریباً 35 سال نظرِ شفقت حاصل رہی۔

حضرت امام ربانی مجدّد الفِ ثانی المعروف احمد سرہندیؒ:

گیارھویں صدی ہجری کے ابتدائی دوعشرے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لیے انتہائی ابتلاء اور آزمائش کا پیغام لے کر آئے یہی وہ دور تھا جب شہنشاہ اکبر نے خودساختہ دین الٰہی کا اجراء کیا اور اسے فروغ دینے کا بیڑہ اٹھایا۔ اس نے علماء سوء اور جاہ پرست صوفیوں کو اپنے ساتھ جبر یا تحریص سے اپنے ساتھ ملا کر شریعت محمدیہ کے خلاف ایک طوفان بپا کر دیا۔ اس نے اسلامی تقویم کی جگہ اکبری ماہ سال رائج کئے۔ نماز، روزہ، حج، وغیرہ کو غیر ضروری قرار دیا گیا اور دین اسلام کے بارہ میں یہ مشہور کر دیا کہ وہ ایک ہزار سال کے بعد اپنی افادیت کھو چکا ہے اور اسکی جگہ اکبر کے دین الٰہی نے لے لی ہے۔ ان پرآشوب حالات میں جس مردمومن نے اکبر کے دین الٰہی کی ڈٹ کر مخالفت کی اور سینہ تان کر میدان عمل میں اترے وہ احمد سرہندیؒ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اس دور گمراہی میں تجدید احیائے دین کا عظیم الشان کام لیا اور جنہیں ہمارا زمانہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے نام سے یاد کرتا ہے۔ مجدد الف ثانیؒ کی ولادت باسعادت 971ھ سرہند شریف انڈیا میں ہوئی۔ آپؒ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے۔ آپؒ کے والد ماجد شیخ عبدالاحدؒ سلسلہ چشتیہ کے باکمال درویش تھے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے انہیں خلافت ملی تھی۔ آپؒ جید عالم دین تھے۔ ان کو حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ نے خوشخبری دی تھی کہ انکے گھر ایک سعادت آثار فرزند تولد ہوگا جس کی بدولت الحاد کفر، بدعت اور ضلالت کی تاریکی دور ہوگی اور ہر طرف ایمان و نور کی روشنی پھیلے گی۔ ظاہری علوم سے فراغت پا کر آپؒ نے اپنے والد کے دست مبارک پر بیعت کی اور سلسلہ چشتیہ میں داخل ہو کر راہ سلوک کی منازل طے کیں۔ سلسلہ قادریہ کے فیوض و برکات بھی والد ہی سے حاصل کئے البتہ خرقۂ خلافت حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے حاصل ہوا۔ اسکے بعد حضرت باقی باللہؒ کے بدست بیعت کر کے سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہو گئے۔ حج کی نیّت سے نکلے تھے مگر حضرت باقی باللہؒ کی بیعت کے بعد آگے نہ جا سکے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی چار تصانیف یادگار ہیں ۱۔ مکتوبات۔ ۲۔ معارف لدنیہ (حروف مقطعات کے اسرار و اموز) ۳۔ رسالہ مبداد و معاد (آداب طریقت) ۴۔ شرح رباعیات (حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے شعری کلام رباعیات کی تشریح) حضرت مجدد الف ثانی علیہ رحمتہ 63 سال کی عمر میں 28 صفر 1034ھ کو اس دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے۔

حضرت مجدد الف ثانی المعروف شیخ احمد سرہندیؒ اور انکے پیرومرشد حضرت باقی باللہؒ نے داتا کی نگرانی کو یہ شرف بخشا کہ حضرت داتا علی ہجویریؒ کے دربار اقدس میں حاضری اور انکی نگری میں چلّہ کشی کیلئے اُس وقت کے ایک غیر معروف اور غیر آباد علاقہ حال موسومہ غازی آباد (جو پہلے کمہار پورہ

کہلاتا تھا) نزد مغل پورہ ریلوے پھاٹک چھوٹی سی مسجد اور دائیں بائیں دو حجرے تعمیر فرمائے۔ صدیوں کا عرصہ گزرنے کے بعد یہ حجرے اور مسجد حوادث زمانہ کا شکار ہو کر معدوم ہو گئے۔ حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاریؒ المعروف حضرت کرمانوالہ نے اپنے دورانِ قیام فیروز پور (انڈیا) اپنے معتقد مولوی چراغ دین سکونتی لاہور سے یوں فرمایا۔

"ریلوے اسٹیشن (مغلپورہ، لاہور) کے قریب ہمارے بزرگوں (حضرت مجدّد الف ثانیؒ اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ) کی بنائی ہوئی ایک بابرکت مسجد ہے جو عرصہ دراز سے غیر آباد ہے اسے آباد کرنا ضروری ہے"

لہذا بسیار تلاش کے بعد اس مسجد کے آثار ملے اور جسکی توثیق کشف کے ذریعہ حضرت کرمانوالہؒ نے فرمائی جہاں گردونواح سے جھاڑیاں وغیرہ صاف کر کے اس مسجد کے در و دیوار حسب سابق آراستہ کئے اور اس پر سفید ٹائلیں بھی نسب کردی گئیں۔ اس یادگار مسجد کی بحالی کے بعد اس سے ملحقہ رقبہ پر توسیع شدہ عمارت مسجد بھی تعمیر ہو چکی ہے جسے حضرت مولانا چراغ دین نے آباد فرمایا۔ جہاں پانچ وقت نماز اور جمعہ کا خطبہ دیا جاتا ہے اور لوگ کشاں کشاں عبادت کیلئے یہاں حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاریؒ المعروف حضرت کرمانوالہ نے اپنے پیرومرشد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ (پنجاب پاکستان) کی نذر التفات سے اسی مسجد کے قریب ایک بڑا کنواں جسے انہی بزرگوں نے بنایا تھا جن کے بدست مسجد تعمیر ہوئی تھی وہ بھی معدوم ہو چکا تھا لیکن آپؒ کی ہدایت اور مذکورہ جگہ کی کشف کے ذریعہ نشاندہی پر کھدائی کی گئی تو دس فٹ کی گہرائی پر سابقہ کنواں برآمد ہو گیا جسے آباد کیا گیا۔ اس کنویں کی بدولت غیر آباد علاقہ موجود کثیر آبادی کا نہ صرف موجب بن گیا بلکہ اس کا پانی آب شفا ثابت ہوا۔ اب یہ سفید (چٹی) مسجد نور کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت کرمانوالہؒ نے اس مسجد کی نسبت ارشاد فرمایا کہ:

"یہ مسجد بڑی بابرکت ہے یہاں حضرت خواجہ باقی باللہؒ، حضرت مجدّد الف ثانیؒ اور حضرت سائیں توکل شاہ انبالویؒ جیسے بزرگان دین اور درویش کامل ذکر الٰہی میں مصروف رہے ہیں" نیز آپؒ نے یہ بھی فرمایا کہ

"اب بھی اس مسجد کے در و دیوار سے ذکر الٰہی کی آواز آتی ہے"

حضرت کرمانوالہ سرکارؒ کی خدمت میں لاہور کے اس علاقہ کا جو سکونتی شرف ملاقات اور دعا کیلئے حاضری دیتا اسکے ذریعہ وہ اس مسجد کی صفوں اور دیواروں کو سلام بھجواتے تھے۔

ان بزرگوں کی فیوض و برکات سے یہاں اب ایک بڑی دینی و علمی درسگاہ اور عظیم الشان

مسجد بنانے کا پلان مرتب ہو کر اس پر عمل شروع ہو چکا ہے۔ اسی طرح کرمانوالہ اسلامک یونیورسٹی کا منصوبہ بھی زیر عمل ہے جس میں لوگ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ:

حضرت سلطان باہوؒ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن ہی میں انوار ذات حق اور تجلیات الٰہی میں استغراق اور محویت رہتی تھی۔ عمر کے اوائل حصہ میں آپؒ کے چہرہ مبارک پر انوار معرفت و ولایت کی علامات کا واضح اظہار موجود تھا۔ آپؒ نے 63 برس کی عمر پا کر 1102ھ لغائت سال 1694ء بروز جمعہ وفات۔ پہلے مزار اقدس دریائے چناب کے مغربی کنارے پر قلعہ قہرگان کے وسط میں چار دیواری کی جانب تھا۔ جب دریا کا بہاؤ قلعہ تک آ گیا اور قلعہ گر گیا تو دریا کا پانی قبروں تک پہنچ گیا۔ آپؒ کے خلیفہ اور درویشوں کی اعانت سے سلطان العارفینؒ کا صندوق نکال لیا گیا۔ 1192ھ میں آپؒ کا مزار مکرر تعمیر ہوا۔ موجودہ جگہ پر مزار تیسری مرتبہ تعمیر ہوا جو تھانہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ (پنجاب۔ پاکستان) سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے جو مرجع خلائق ہے۔ سلطان العارفین نے بلا کسی واسطہ کے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے کسب فیض و خلافت حاصل کی۔ اپنی ایک نگاہ بصیرت سے عقیدتمندوں کو راہ سلوک کی منازل طے کرا دیا کرتے تھے۔ علم تصوف پر آپؒ نے فارسی زبان میں ایک سو سے زائد کتب تحریر فرمائیں۔ باوجودیکہ آپؒ باطنی علوم کی تلاش میں ظاہری علوم حاصل نہ کر سکے لیکن آپ کی کتب علم تصوف پر سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ علاوہ فارسی نثر کے آپؒ نے کچھ اشعار پنجابی زبان میں بھی کہے۔ آپ کا مزار اقدس بھی کسب فیض کا باعث ہے اور لوگ دامن مراد بھر کر واپس آتے ہیں۔ آپؒ کا جسد مبارک جتنی مرتبہ نکالا گیا بالکل صحیح حالت میں پایا گیا اور جب بھی صندوق لحد سے باہر لایا گیا تمام علاقہ خوشبو سے معطر ہو گیا۔

حضرت سید عبداللطیف شاہ کاظمی المعروف برّی امامؒ

ضلع چکوال کے ایک جیّد عالم دین اور ولی اللہ سید محمود شاہؒ کے گھر سن 1617ء میں سید عبداللطیفؒ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اُنکی ابتدائی تعلیم و تربیت گھر پر ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے لیے ایک بڑے تعلیمی مرکز غور غشتی میں داخل کرا دیا گیا جو ضلع اٹک میں واقع تھا۔ اسکے بعد انہوں نے فقہ وحدیث کی تعلیم نجف اشرف (بغداد) سے حاصل کی اسکے بعد مقدس مقامات کی زیارات کے بعد حجاز مقدس تشریف لے گئے مکہ اور مدینہ میں موجود جیّد علماء اور بزرگ اولیاء سے مزید دینی علوم اور روحانی فیض حاصل کیا۔ یہ سفر 12 سال پر محیط رہا۔ آپ مستقلاً ولی کامل تھے حضرت حیات المیرؒ سے بیعت کی جنکا سلسلہ حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ سے ملتا ہے۔ جب آپؒ اپنے گاؤں واپس تشریف لائے تو ولایت کی دولت سے مالا مال تھے۔ موجودہ اسلام آباد میں آب پارہ چوک کے گردونواح کا تمام

علاقہ باغ کلاں کا گاؤں مشہور تھا۔ جہاں حضرت شاہ برّی امام نے سکونت اختیار کی۔ آب پارہ مارکیٹ کے بالمقابل کشمیر روڈ پر آج بھی آپؒ کے والد ماجد سید محمود شاہ اور والدہ محترمہ غلام فاطمہ بی بی اور آپؒ کی ہمشیرہ اور بھائی کے مزارات ہیں۔ آپؒ نے شمالی جانب مرگلہ پہاڑوں کے دامن میں تقریباً چار کلومیٹر فاصلہ پر نور پور شاہاں کے مقام پر اقامت اختیار کر کے تبلیغ دین کا آغاز کیا، وہیں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

آپؒ طریقت کے حوالہ سے قادری ہیں کیونکہ آپؒ کا روحانی سلسلہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ سے جاملتا ہے۔ جبکہ نسبی حوالہ سے آپؒ کا شجرہ نسب 27 ویں پشت میں حضرت امام موسیٰ کاظمؒ سے جاملتا ہے جو اسطرح ہے کہ حضرت سید محمد لطیف شاہ کاظمی برّی امامؒ بن سید محمود شاہ بن سید حامد شاہ بن حضرت بودلہ شاہ بن سید سکندر شاہ بن سید عباس شاہ بن سید عبدالغنی شاہ بن سید آدم شاہ بن حضرت سید علی المعروف ابراہیم شاہ بن سید عبدالکریم شاہ بن سید وجیہہ الدین شاہ بن سید محمد ولی شاہ (یا ولی الدین) بن حضرت سید محمد ثانی الغازی شاہ بن سید رضا دین شاہ بن سید صدر الدین شاہ بن سلطان محمد احمد شاہ بن پیر بریریاں شاہ بن سید عبدالرحمٰن شاہ بن سید اسحاق شاہ بن سید محمد موسیٰ شاہ بن سید محمد عالم شاہ بن سید قاسم شاہؒ بن سید محمد عبداللہ شاہؒ بن سید محمد اول شاہؒ بن سید اسحٰق انوار الحق شاہؒ بن حضرت امام موسیٰ کاظمؒ بن حضرت امام اجعفر صادقؑ بن حضرت امام محمد باقرؑ بن حضرت امام علی زین العابدینؒ بن حضرت امام حسین بن حضرت علیؓ۔

سید وارث علی شاہؒ دیوا شریف یو۔ پی ضلع لکھنو (انڈیا):

آپؒ کی پیدائش 1236ھ مطابق 1818ء ہے۔ آپؒ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسینؓ سے چھبیسویں پشت میں جاملتا ہے۔ جو اس طرح ہے:

"سید وارث علیؒ شاہ پسر قربان علیؒ شاہ پسر سلامت علیؒ شاہ پسر قمر اللہ پسر زین العابدینؒ پسر سید عمرؒ شاہ پسر عبدالواحدؒ پسر سید عبدالاحدؒ پسر سید علاؤ الدینؒ پسر عزیز الدینؒ پسر سید اشرفؒ ابی طالب پسر سید محمد محروکؒ پسر عبدالقاسمؒ پسر سید علی عسکریؒ پسر سید ابو محمدؒ پسر سید محمد جعفرؒ پسر سید محمد مہدیؒ پسر سید علی رضاؒ پسر سید قاسم حمزاءؒ پسر سید موسیٰ کاظمؒ پسر سید امام جعفر صادقؑ پسر امام محمد باقرؑ پسر امام زین العابدینؒ پسر امام حسینؒ پسر حضرت علی شیر خداؓ۔ آپؒ کا تعلق نیشاپوری سید خاندان سے ہے۔ آپ کی والدہ بھی سید زادی تھی۔ آپؒ نجیب الطرفین سید ہیں۔

اودھ سے عزت دار و اشراف لوگوں میں آپؒ کے خاندان کو خاص مقام حاصل ہے۔ آپؒ کے خاندان کے اجداد میں مخدوم علاء الدینؒ اعلیٰ بزرگ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ تھے۔ آپؒ نے

پیدائش کے بعد دن میں کبھی دودھ نہیں پیا بلکہ روزہ رکھتے اور رات کو دودھ پیتے۔ یہاں تک کہ محرّم کی دسویں تاریخ کو کبھی دودھ نہ پیا۔ تین سال کی عمر کو پہنچے تو پہلے والد کا انتقال ہوگیا اور کچھ ایام بعد والدہ بھی رحلت فرما گئیں۔

پانچ سال کی عمر میں رسم ورواج کے مطابق بسم اللہ کے بعد مکتب بٹھا دیئے گئے۔ آپؒ کی ذہانت اللہ کی خاص عطا تھی۔ بڑے سے بڑا عالم و پنڈت جو بھی آپؒ کے سامنے آیا اس نے آپؒ کی علمیّت اور ذہانت کو تسلیم کیا۔ آپؒ نے کبھی برف کا پانی استعمال نہ کیا اور نہ مچھلی تناول فرمائی۔ اگر مچھلی پکتی تو چھپرّ میں آگ لگ جاتی۔ ایسے لوگوں کی دعوت قبول نہ فرماتے جنکی کمائی حق وحلال کی نہ ہوتی۔ حضور وارث شاہ صاحبؒ نے لال، کالا اور سفید رنگ کا کپڑا کبھی استعمال نہ کیا۔ پندرہ سال کی عمر میں حج کیا۔ آپؒ کی زندگی کا بیشتر حصہ سفر میں گزرا۔ آپؒ نے روایت کے مطابق 17 حج کیے اور مسلسل 12 سال سفر کے دوران عرب، ایران، حجاز، عراق، مصر اور شام تشریف لے گئے۔ اس دوران 12 حج کیے اور سات بار ہندوستان سے حج کرنے تشریف لے گئے۔ آپؒ کا وصال یکم صفر بروز جمعتہ المبارک 1323ھ بمطابق 1903ء کو ہوا۔ آپؒ کا شجرہ نسب وطریقت بر صفحات 195-194 ملاحظہ ہو۔

حضرت شیر محمد شرقپوریؒ

حضرت شیر محمدؒ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری آپؒ کے جدّ اعلیٰ کو کابل میں ایک بزرگ نے دی تھی اور نام بھی اسی بزرگ نے تجویز فرمایا تھا۔ آپؒ کے نانا مولانا غلام رسول نے شرقپور کو اپنا مسکن بنایا۔ امیر طریقت حضرت بابا امیر الدین شرقپوریؒ خود تشریف لائے اور پیشین گوئی فرمائی کہ وہاں حضرت محمد ﷺ کا شیر پیدا ہوگا۔ آپؒ کی ولادت باسعادت 20 جون 1863ء بمطابق 1282ھ میں ہوئی اور وصال 65 سال دو ماہ میں ہوا۔ آپؒ مادرزاد ولی تھے۔ آپؒ بچپن سے ہی علیحدگی پسند تھے، آپؒ ذات اللہ کے شیدائی تھے۔

آپؒ کے ہاں دو فرزند تولد ہوئے جو بچپن ہی میں وصال فرما گئے۔ صاحبزادوں سے بڑی ایک صاحبزادی تھی 1343ء میں انکا بھی وصال ہوگیا۔ پھر اہلیہ کا وصال ہوگیا تو عقد ثانی نہ کیا اور تمام بقایا زندگی مجرد ہی رہے۔ حضرت قبلہ کے خاندان کے بزرگ حجرہ شاہ مقیم سے روحانی تعلق رکھتے تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ سے بیعت ہوئے اور نہایت قلیل عرصہ میں فیض نقشبندیہ میں کمال حاصل کر لیا۔ 20 اگست 1928ء کو وصال ہوا۔

☆☆☆☆☆
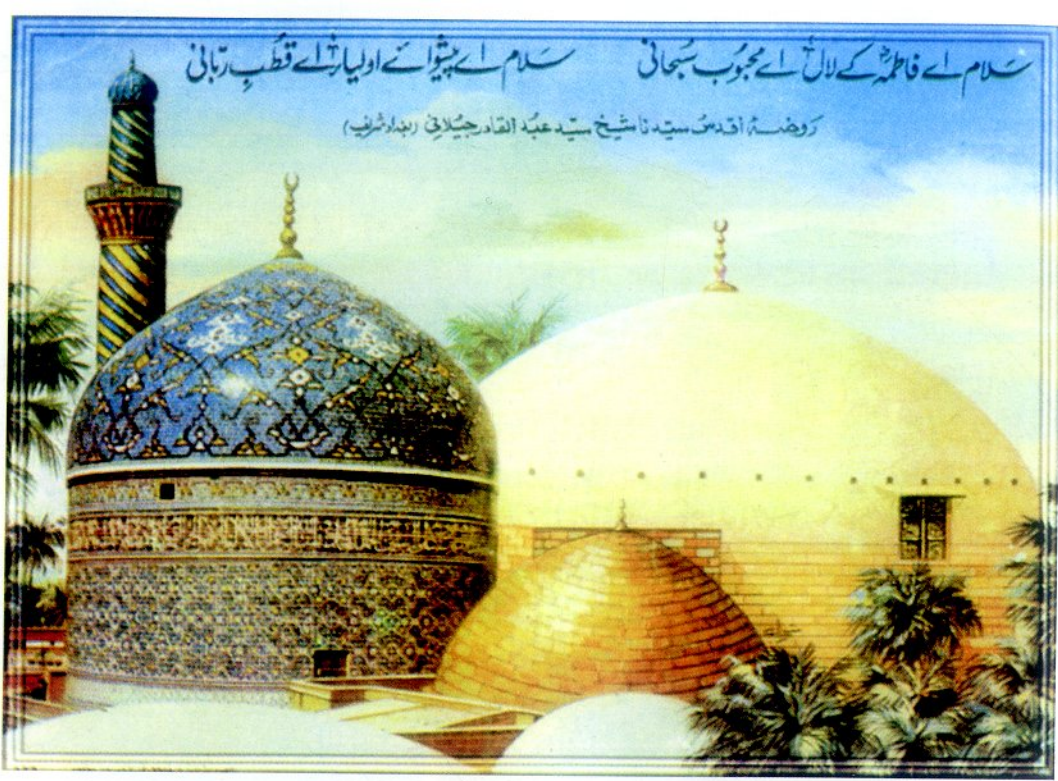
مزار اقدس غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ (بغداد، عراق)
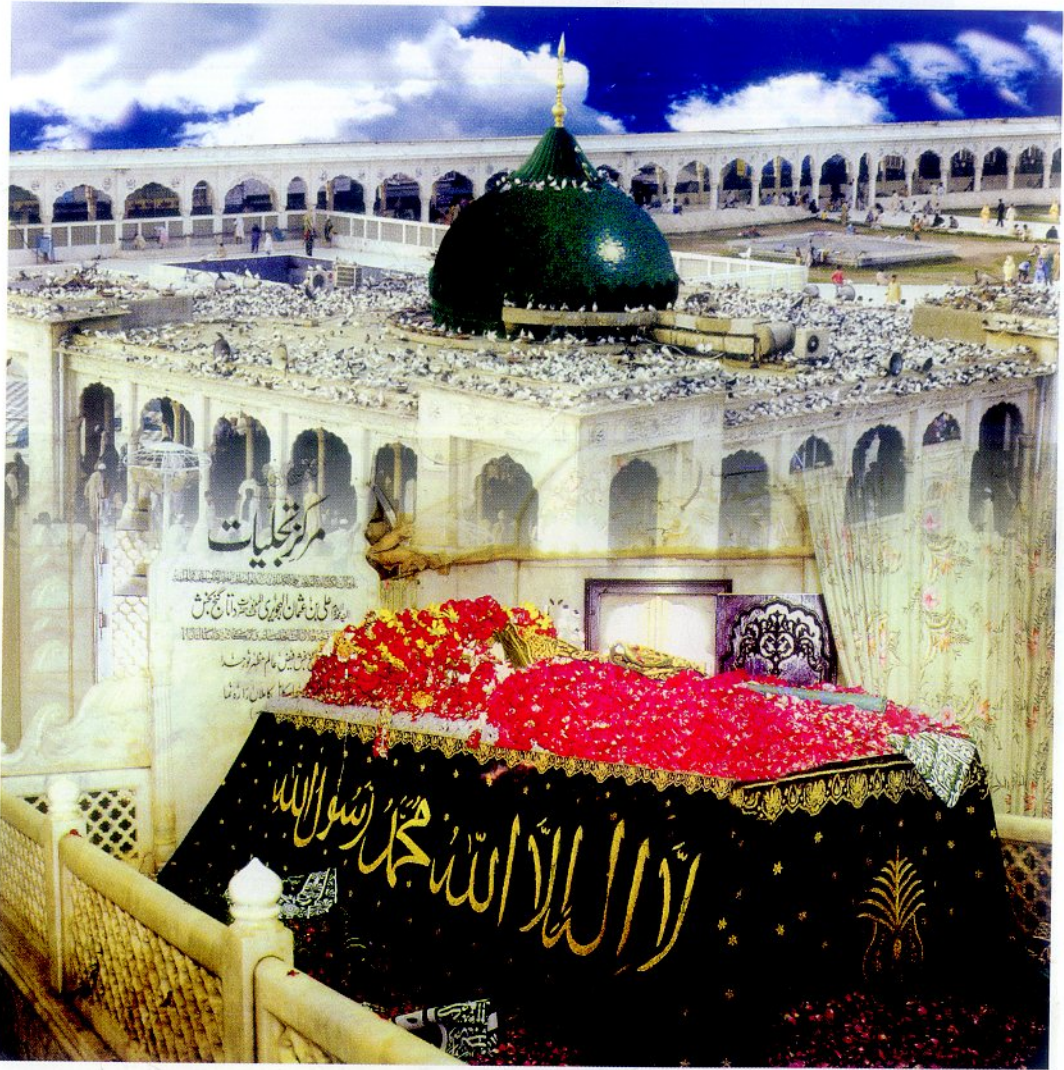
مزار اقدس سید مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ (لاہور، پاکستان)
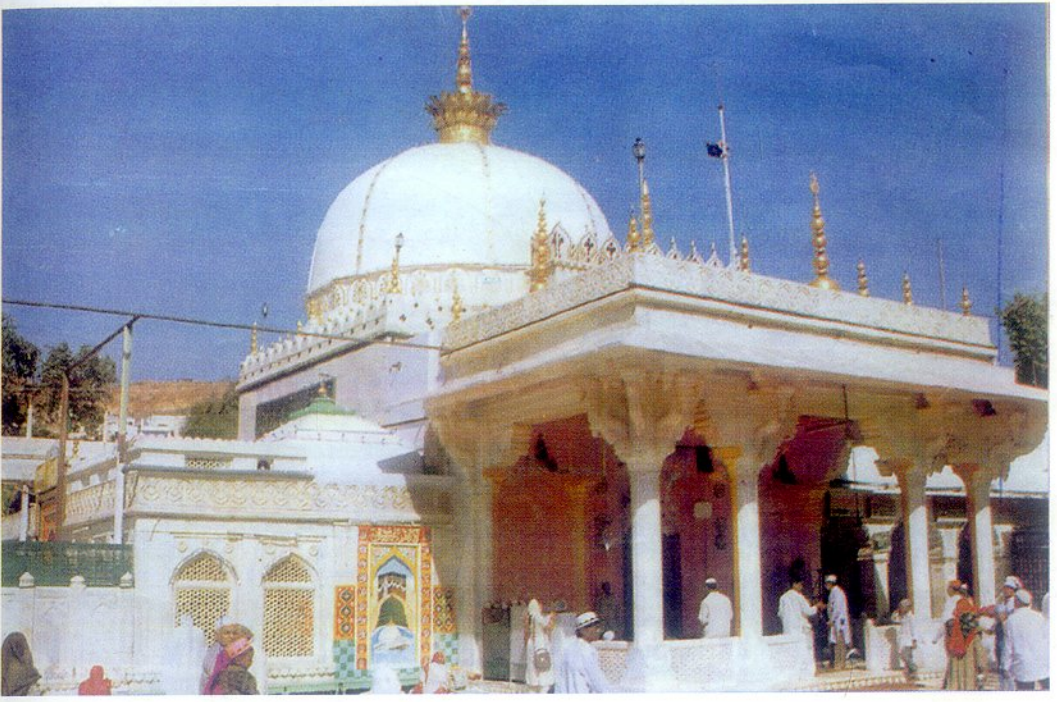
مزار اقدس درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ میں داخل ہونے کا دروازہ اور اسکا بیرنی برآمدہ
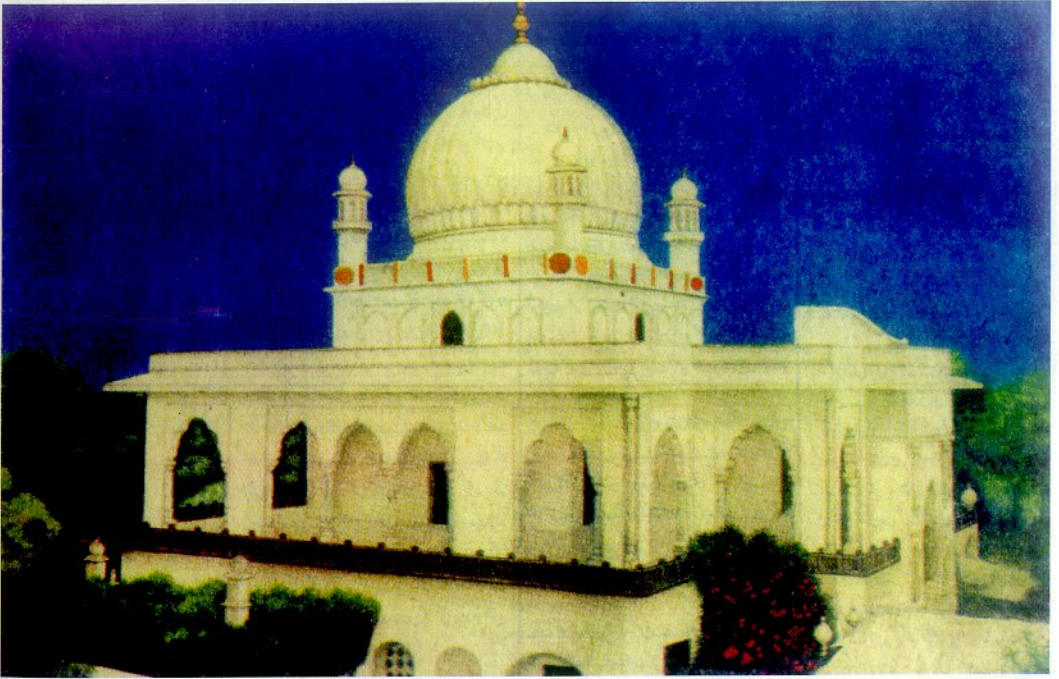
روضہ مبارک امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ (سرہند شریف انڈیا)

طائرانہ عکس کشی مزار خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ شریف اور پس منظر میں مشہور تاراگڑھ کی پہاڑی

درگاہ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار کی عمارت پر چراغاں کی حسین منظر

مزار اقدس حضرت بختیار کا کیؒ واقع بیرون دہلی انڈیا

عمارت مزار اقدس حضرت بختیار کاکیؒ خلیفہ اکبر خواجہ معین الدین چشتیؒ
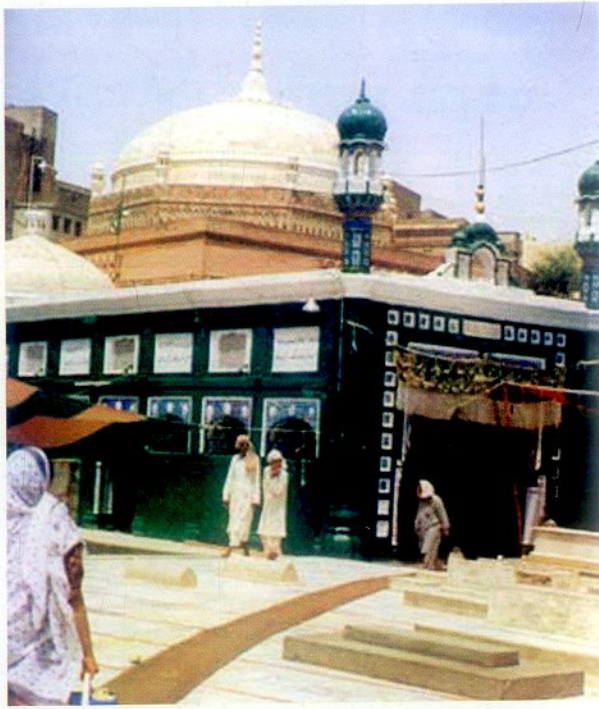
مزار شریف حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ (پاکپتن شریف، پاکستان)

مزار اقدس حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (دہلی)

مزار شریف حضرت خواجہ علاؤ الدین صابر (کلیر شریف، انڈیا)

عمارت مسجد اور مزار شریف حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ (بغداد۔عراق)

مزار اقدس حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندر (پانی پت انڈیا) بن سالار فخر الدین بن سالار حسن بن سالار عزیز بن ابوکر بن فارسی بن عبدالرحمٰن بن دانک بن امام اعظم ابوخنیفہؒ پیدائش 606ھ (1209ء) دور حکومت شہنشاہ قطب الدین ایبک (مزار انارکلی لاہور، پاکستان) حضرت علیؓ کی روحانی طاقت سے آپؒ مجذوب ہوگئے اور حضرت علیؓ انکے پیرومرشد ہونے کے سبب حضرت شرف الدین بوعلی قلندر کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔9 رمضان 1324ء کواچانک اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔

حضرت بوعلی قلندرؒ کے مزار شریف کے احاطہ میں چند دوسرے مزارات
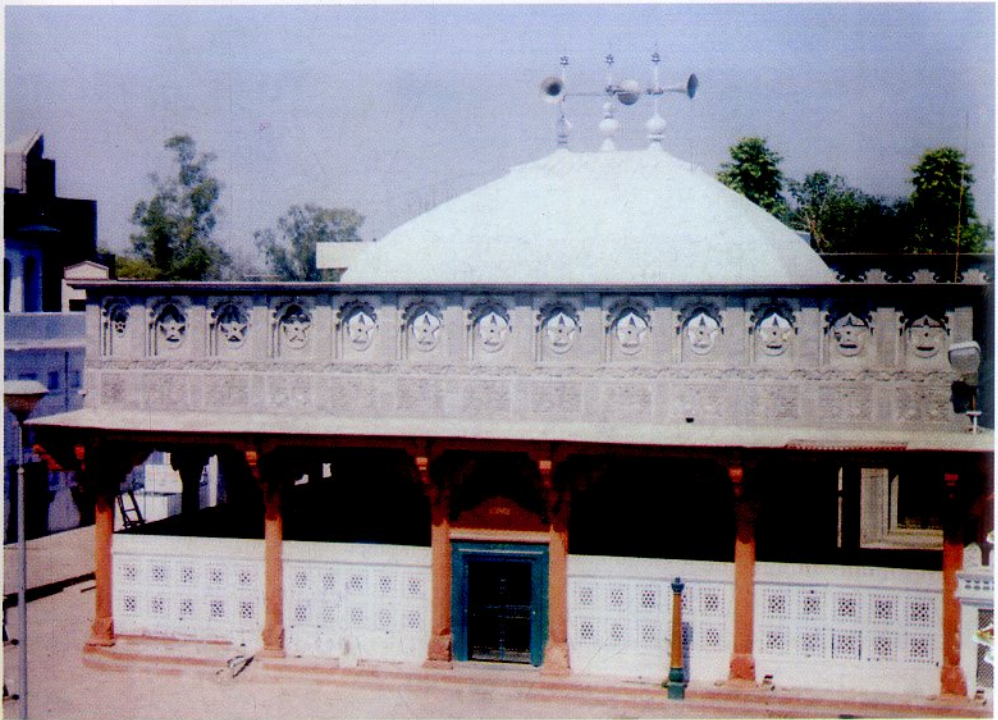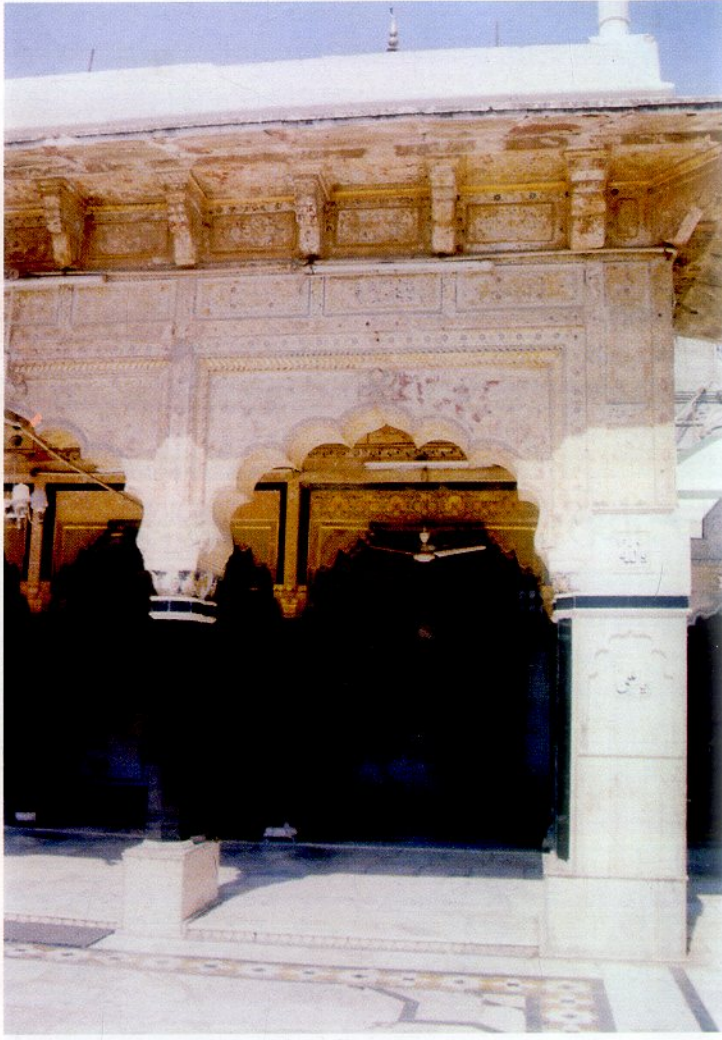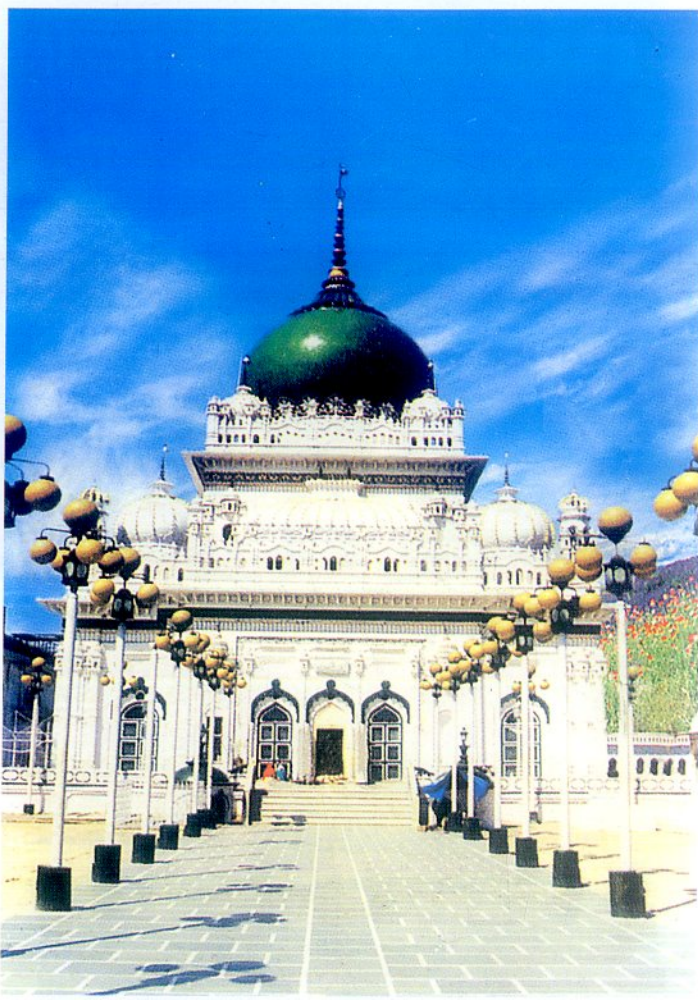
پرشکوہ عمارت مزار اقدس حاجی وارث علی شاہ
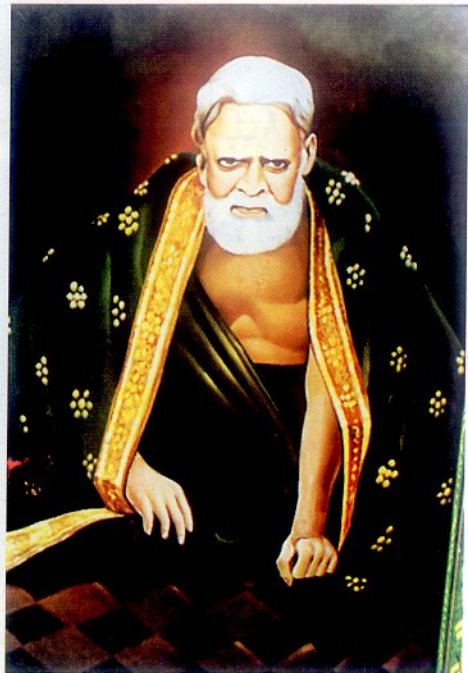
شبیہ وآثار مزار اقدس حاجی وارث علی شاہ واقع دیوا شریف (یوپی۔انڈیا)

مزارِاقدس شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ پانی پت کرناں (انڈیا)
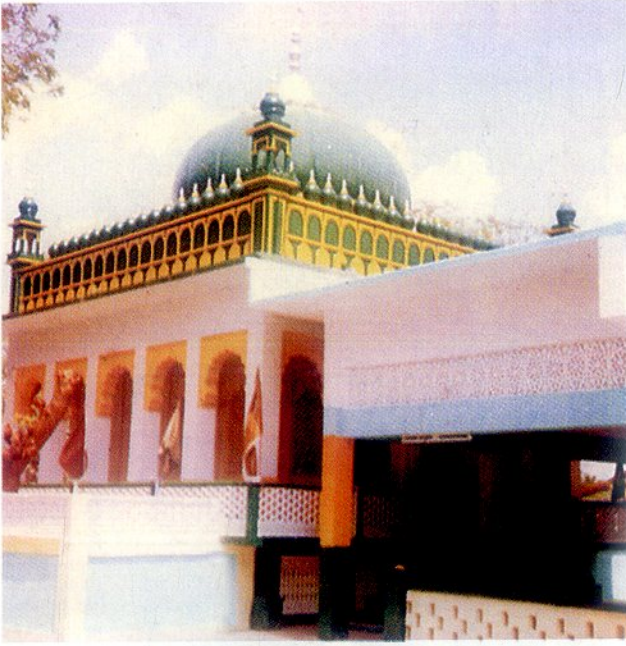
مزار شریف حضرت ولائت علی شاہ بخاریؒ (ملیر کراچی)
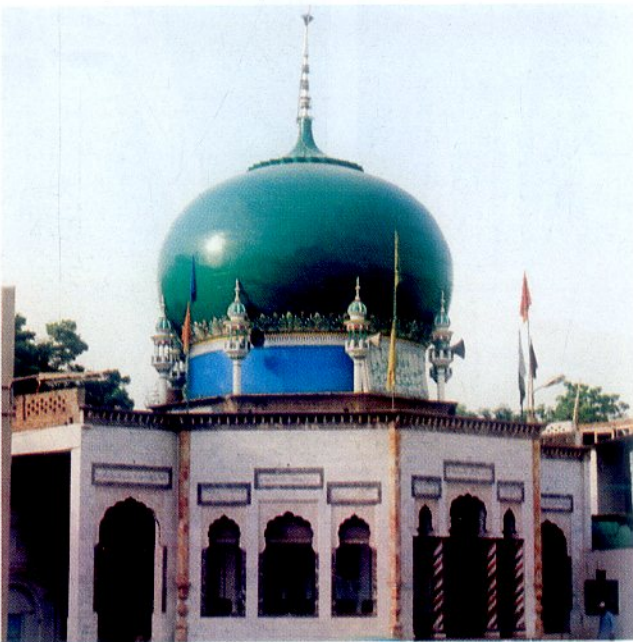
مزار شریف حضرت میاں عبدالرشید قلندر شہیدؒ (سرگودھا، پاکستان)

شجرہ سلسلۂ قادریہ موسوم ازاں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

سلسلہ روحانیت

حضرت علی ابن ابی طالب

حضرت امام حسنؓ

حضرت سیّد حسن مثنیٰؒ

سید عبداللہ المحضؒ

سید عبداللہ ثانیؒ

سید موسیٰؒ

سید داؤدؒ

سید یحیٰ زاہدؒ

سید ابو عبداللہؒ

حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوستؒ

سید محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

(مزار اقدس بغداد عراق)

امام محمد (اکبر)

شیخ حسن بصریؒ

شیخ حبیب عجمیؒ

شیخ داؤد طائیؒ

شیخ معروف کرخیؒ

شیخ سرّی سقطیؒ

شیخ ابوالقاسم جنید بغدادیؒ

شیخ ابوبکر شبلیؒ

ابوالفضل عبدالواحد التمیمیؒ

شیخ الفرح طرطوسیؒ

ابوالحسن علی بن محمد قرشیؒ

ابوسعید مبارک مخزومیؒ

سید محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانیؒ

شجرۂ طریقت سلسلہ قادریہ سرمدیہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی ابن ابی طالبؓ

حضرت امام حسینؓ

حضرت امام زین العابدینؒ

حضرت امام محمد باقرؒ

حضرت امام جعفر صادقؒ

حضرت امام موسیٰ کاظمؒ

حضرت امام معروف کرخیؒ

حضرت خواجہ سرّی سقطیؒ

حضرت خواجہ ابوبکر شبلیؒ

حضرت خواجہ ابوالفضل ختلی

حضرت خواجہ ابوالفرح طرطوسیؒ

حضرت خواجہ ابوالحسن علی ہنکاریؒ

حضرت خواجہ ابوسعید المبارک مخزومیؒ

حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؒ

سیّد عبدالرزاقؒ

سید ابو صالحؒ

سید خواجہ محمدؒ

خواجہ محمد حسنؒ

سید محمد حسنؒ

سید ابوالقاسمؒ

(المعروف ہرے بھرے شاہ)

سید محمد موسیٰؒ

سید عبادالحقؒ

سید محمد ابراہیمؒ

شاہ عبدالصمدؒ

عبدالاحد بہیمیؒ

سید عبدالوسعؒ

سید محمودؒ

سید محمد علیؒ

سید بہاء الدینؒ

شاہ قطب الدینؒ

خواجہ سید احمد سعید اکبرؒ

سید احمد سعید سرمدؒ

خواجہ سید محمد عرف ہنگامدئیؒ

سید امداد حسین نوشاپوریؒ

فیض الحسن قادری چشتیؒ

ابوالحسن قادری چشتیؒ

سید محمد شاہ چشتی

سید محمد حسن قادری چشتی

شجرہ طریقت سلسلہ سہروردیہ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت علی مرتضیٰؓ
سلسلہ مشائخ
حضرت امام حسینؓ
حسن بصریؒ
حبیب عجمیؒ
داؤد طائیؒ
معروف کرخیؒ
سری سقطیؒ
جنید بغدادیؒ
خواجہ ممشاد علویؒ
علی رود باریؒ
احمد علیؒ
محمد عمویاؒ
ابوالقاسم گورگانیؒ
بوبکر نساجؒ
شیخ زنجانیؒ
وجیہہ الدینؒ
ضیاء الدین پیرؒ
شمس چراغؒ
شہاب الدین سہروردیؒ
بہاؤالدین زکریاؒ
شیخ صدرالدینؒ
رکن الدین عالمؒ
جلال الدین احمدؒ
شیخ ناصر دین احمدؒ
سیّد برہان دینؒ
رکن الدین نوریؒ
حسام الدینؒ
حضرت بہلول پیرؒ
خواجہ حسینؒ
یوسف ثانیؒ
حضرت شہر اللہؒ
برہان الدینؒ
کبیر احمدؒ
مونگاؒ
سید سرمستؒ
شاہِ دولاؒ
پیر جنگو شاہ قلندرؒ
فیض ابوالفیضؒ

گزشتہ سے پیوستہ شجرہ طریقت سلسلہ چشتیہ خواجہ معین الدین اجمیری و علی ہجویری لاہور

حضرت علی ابن ابی طالبؓ

خواجہ حسن بصریؒ
داؤد طائیؒ
معروف کرخیؒ
سری سقطیؒ
جنید بغدادیؒ
ابوبکر شبلیؒ
عبدالعزیز تمیمیؒ
عبدالواجدینؒ
عبدالعزیزؒ
ابوالفرح طرطوسیؒ
ابوالحسن جنکاریؒ
شیخ ابوسعید مخزومیؒ
(امام طریقت کوٹ چاٹن)
(سلسلہ قادری)

حضرت خواجہ حسن بصریؒ
حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زیدؒ
حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ
حضرت خواجہ ابراہیم ادھم البلخیؒ
حضرت خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشیؒ
حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصریؒ
حضرت خواجہ ممشاد علی دینوریؒ
حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتیؒ
حضرت خواجہ قدوۃ الدین ابومحمدؒ
حضرت خواجہ ناصح الدین ابومحمد
حضرت خواجہ ناصر الدین ابویوسفؒ
حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ
حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی
حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ

خواجہ حسن بصریؒ
حبیب عجمیؒ
داؤد طائیؒ — جنید بغدادیؒ
معروفؒ کرخی — عبدالقادر جیلانی
(قادریہ)
سری سقطیؒ
حضرت جنیدؒ
بوبکر شبلیؒ
علی خضریؒ
شیخ ابوالفضل مناحبؒ
شیخ علی ہجویریؒ
المعروف داتا گنج بخشؒ
(مزار بمقام لاہور)

حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ (اجمیر) (1236ء)
حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ (دہلی) (1236ء)
حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ (پاکپتن پنجاب۔ پاکستان) (1246ء)

حضرت شیخ صابر کلیریؒ (کلیر شریف انڈیا)
حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ (دہلی بھارت)
نصیرالدین چراغ دہلویؒ

سلسلہ چشتیہ، نظامیہ اور وارثیہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلۂ طریقت

- حضرت علی مرتضیٰؓ (داماد)
- حضرت خواجہ حسن بصریؒ
- حضرت خواجہ عبدالواحدؒ
- حضرت فضیلؒ بن عیاضؒ
- حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہمؒ
- حضرت سدیدؒ بن خدیفہؒ
- امین الدین ابی ہریرہ بصریؒ
- خواجہ ممتاز دینپوریؒ
- خواجہ ابواسحٰق شامیؒ
- حضرت قدوۃ الدین ابومحمدؒ
- خواجہ ناصح الدین ابومحمدؒ
- ناصر الدین ابویوسفؒ
- خواجہ قطب الدین مودودؒ
- حضرت شریف زندنیؒ
- حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ
- → حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ
- حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ
- حضرت فرید الدین گنج شکرؒ
- حضرت نظام الدینؒ

نصیر الدین چراغ دہلویؒ

- نصیر الدین چراغ دہلویؒ
- حضرت کمال الدینؒ
- حضرت سراج الدینؒ
- حضرت علیم الدینؒ
- حضرت محمود راجنؒ
- خواجہ جمال الدینؒ
- حضرت شاہ محمودؒ
- حضرت خواجہ محمدؒ
- حضرت خواجہ یحییٰؒ
- حضرت کلیم اللہؒ

حضرت فخر الدینؒ

- حضرت فخر الدینؒ
- حضرت قطب الدینؒ
- حضرت جمال الدینؒ
- حضرت عباد اللہؒ
- حضرت شاہ بلند رامپوریؒ
- حضرت شاہ خادم علیؒ
- حاجی وارث علی شاہ

شجرۂ نسبی

- حضرت فاطمۃ الزہرہ (دختر)
- امام حسینؓ
- امام زین العابدینؒ
- امام محمد باقرؒ
- امام جعفر صادقؒ
- امام موسیٰ کاظمؒ
- خواجہ ادریسؒ
- خواجہ ابراہیمؒ
- خواجہ عبدالعزیزؒ
- خواجہ نجم الدینؒ
- خواجہ احمد حسینؒ
- خواجہ کمال الدینؒ
- خواجہ غیاث الدینؒ
- خواجہ معین الدینؒ
- فخر الدینؒ — حسام الدینؒ — ضیاء الدینؒ — حافظ بی بیؒ

شجرۂ طریقت چشتیہ، نظامیہ اور وارثیہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی مرتضیٰ

حضرت حسن بصریؒ

حضرت خواجہ عبدالواحدؒ

خواجہ فضیلؒ بن عیاضؒ

خواجہ ابراہیم بن ادہمؒ

حضرت سدید الدینؒ

حضرت خواجہ خذیفہؒ

خواجہ امین الدین ہبیرہؒ

خواجہ فیض بخشؒ

خواجہ ابواسحاقؒ

حضرت خواجہ ابی احمدؒ

حضرت خواجہ ناصر محمدؒ

حضرت خواجہ ناصرؒ

حضرت ابو یوسفؒ

قطب الدین مودودؒ

خواجہ شریف زندنیؒ

خواجہ عثمان ہارونیؒ

خواجہ معین الدین اجمیریؒ

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

خواجہ نصر الدین چراغ دہلویؒ

خواجہ کمال الدینؒ

خواجہ سراج الدین

خواجہ علیم الدین محمودؒ

خواجہ محمود راجنؒ

خواجہ جمال اللہؒ

خواجہ شاہ محمودؒ

حضرت خواجہ محمدؒ

حضرت خواجہ یحییٰؒ

کلیم اللہ خورشید

خواجہ فخر الدینؒ

خواجہ قطب الدینؒ

خواجہ جمال الدینؒ

خواجہ عباد اللہؒ

شاہ بلند رامپوریؒ

شاہ خادم علیؒ

حاجی وارث علی شاہؒ

(مزار دیوا شریف یو۔پی۔انڈیا)

شجرہِ سلسلہ نقشبندیہ

ختم المرسلین وامام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (11ھ مدینہ منورہ)

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (13ھ مدینہ منورہ)

حضرت سلمان فارسیؓ (23ھ مدائن)

امام قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ (108ھ مدائن)

امام جعفر صادق (138ھ مدینہ منورہ)

حضرت بایزید بسطامیؒ (261ھ بسطام از بکستان)

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی (425ھ خرقان)

شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ (469ھ)

خواجہ ابوعلی فارمدیؒ (477ھ طوس)

حضرت خواجہ یعقوب یوسف ہمدانی (525ھ مرو)

خواجہ عبدالخالق عجدوانی (575ھ غجدوان)

خواجہ عارف ریوگری (616ھ ریوگر نزد بخارا)

حضرت خواجہ محمد معصومؒ

خواجہ محمود ابجیر فغنویؒ (715ھ ابجیر فغنوی)

خواجہ عزیزاں علی رامیتنی (721ھ خوارزم بخارا)

خواجہ بابا محمد سماسیؒ (755ھ سماس)

خواجہ سید امیر کلال (772ھ سوخار)

خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند (791ھ قصر عارفاں بخارا)

خواجہ علاؤالدین عطار (802ھ نوجفائیاں از بکستان)

خواجہ مولانا یعقوب چرخی (851ھ بلغور)

خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرار (897ھ سمرقند)

مولانا محمد زاہدؒ ولی (939ھ موضع وخش)

خواجہ محمد درویش (975ھ اسقرار)

مولانا خواجہ امکنگی (1008ھ امکنگ)

عبدالباقی المعروف باقی باللہؒ (1012 دہلی انڈیا)

امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ (1034ھ سرہند انڈیا)

خواجہ محمد سیف الدینؒ

سید نور محمد بدایوانیؒ

شمس الدین حبیب اللہ مرزا جانجاناں مظہر شہید

شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی

شجرۂ عالیہ سلسلۂ نقشبندیہ ورابطہ بہ سلاسل دیگر

سرورکائینات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفی ﷺ (وصال 11ھ)

حضرت ابوبکر صدیقؓ (وصال 13ھ) — حضرت علیؓ (40ھ) — عبدالعزیز مکیؒ

عبداللہ علمؒ (برادر رسول اللہ) — سلمان فارسیؓ (وصال 33ھ) — سید خضر رومیؒ

یمین الدین شامیؒ — قاسم بن محمدؒ (وصال 107ھ) — سید نجم الدین قلندرؒ

شیخ طیفور شامیؒ — امام جعفر صادقؓ (وصال 138ھ) — سید قطب الدینؒ

بدیع الدین شاہ مدارؒ — بایزید بسطامیؒ — امام موسیٰ کاظمؒ (183ھ) — شاہ محمدؒ عرف شاہ علی جونپوری

ابوالحسن خرقانیؒ (425ھ) — امام علی بن موسیٰ رضا (208ھ) — (نوٹ: انکے خلیفہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے سلسلہ چلا)

خواجہ ابوعلی فارمدیؒ (477ھ) — عبیداللہ احرارؒ

ابویوسف ہمدانیؒ (535ھ) — امام محمد الغزالیؒ (505ھ) — خواجہ محمد زاہدؒ (936ھ) — یوسف حسین الکاشفیؒ — مولانا محمد قاضیؒ

عبدالخالق غجدوانی (575ھ) — درویش محمدؒ (970ھ) — مُلّا خواجگیؒ

محمد عارف ریوگریؒ (616ھ) — محمد امکنگیؒ (1008ھ) — مُلّا خوردؒ

محمود انجیر فغنویؒ (717ھ) — خواجہ محمد باقی باللہؒ (1012ھ) — مُلّا اکتہ شیر خانیؒ

خواجہ عزیزان علیؒ (721ھ) — احمد سرہندی مجدّد الف ثانیؒ (1034ھ) — سید میر کلان بلخیؒ

(1☆) (بقیہ اگلے صفحات پر) — (2☆) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

خواجہ محمد بابا سماسیؒ (755ھ)

خواجہ امیر کلالؒ (774ھ)

خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ (791ھ)

محمد پارساؒ (822ھ) — علاؤالدین عطارؒ (802ھ)

نظام الدینؒ — خواجہ یعقوب چرخیؒ

سعیدالدین کاشغری (860ھ)

عبدالرحمٰن جامیؒ (898ھ)

علاؤالدین محمدؒ

غیاث الدین احمدؒ

محمد امینؒ ابن اخت ملّا جامیؒ

محمد البسنیؒ — شیخ محمد بن محمدؒ

(3☆) (شجرہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ نقشبندیہ

محمد امین ابن اخت ملاّ جامیؒ

- محمد البسنیؒ
- ابی المواہب الشناویؒ
- صفی الدین القشاشیؒ
- حسن عجمیؒ
- شیخ عبدالقادرؒ
- شیخ محمد ہاشمؒ
- شیخ عبدالقادر مفتی مکہؒ
- فقیر اللہ شکارپوریؒ
- فرح الدینؒ
- نور محمد مستونگیؒ
- محمد صدیق مستونگیؒ (وصال 1235ھ)
- فقیر رضا محمدؒ
- میاں فضل حسینؒ

- شیخ محمد بن محمدؒ
- شیخ احمد شناویؒ
- شیخ ابراہیمؒ
- شیخ عبداللہ بصریؒ
- شیخ احمد قلبیؒ
- شیخ ابراہیم کردیؒ
- شیخ ابوطاہر مدنیؒ
- شاہ ولی اللہ دہلویؒ
- شاہ عبدالعزیزؒ
- سید محمد شہیدؒ
- نور محمد جنجانویؒ
- حاجی امداد اللہؒ

علی بن عبدالقدوسؒ

- سید میر کلاں بلخیؒ

نوٹ: امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجددّ الف ثانی کو خلافت خواجہ محمد باقی باللہؒ شیخ یعقوب صرفیؒ شاہ سکندرؒ اور شیخ عبدالاحدؒ سے حاصل ہوئی تھی۔

شجرہ طریقت سلسلہ نقشبندیہ، سہروردیہ، مولویہ، قادریہ

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکر صدیقؓ (وصال ۱۳ھ)
حضرت سلمان فارسیؓ (وصال ۳۳ھ)
حضرت امام قاسم بن محمدؒ (وصال ۱۰۶ھ)
حضرت امام جعفر صادقؒ (وصال ۱۴۸ھ)
امام موسیٰ کاظمؒ
امام علی رضا
معروف کرخیؒ
حضرت سری سقطیؒ (وصال ۲۵۳ھ)
حضرت جنید بغدادیؒ
حضرت بایزید بسطامی
حضرت ابوالحسن فرقانیؒ
بوعلی فارسدیؒ — بوبکر منساجؒ
حضرت ابویوسف ہمدانیؒ — احمد الغزالیؒ
احمد یسویؒ (سلسلہ یسویہ) — عبدالخالق عجدوانیؒ
خواجہ محمد عارف ریوگری
محمود ابوالخیر فغنویؒ
خواجہ علی رامتینؒ (خواجہ عزیزاں علی)
خواجہ محمد باباسماسیؒ
خواجہ امیر کلالؒ
خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند

حضرت علی ابن ابی طالبؓ
حضرت حسن بصریؒ
حبیب عجمیؒ — عبدلواحد بن زید (بقیہ سلسلہ اگلے صفحہ پر)
جنید بغدادیؒ — داود طائیؒ
ابوالقاسم گرگانی — ابوبکر شبلی
عبدالقادر جیلانی (قادریہ)
معروف کرخیؒ
سری سقطی
جنید بغدادیؒ
ابوبکر شبلی
عبدالعزیز تمیمیؒ

عبدالواحدؒ
ابولغراح طرطوسیؒ
ابوالحسن جنکاری
شیخ ابوسعید مخزومی
امام الطریقت غوث
(سلسلہ قادریہ)

احمد الخطیبی بلخیؒ
مولانا جلال الدین رومیؒ
(سلسلہ مولویہ 1273ء)

ابونجیب سہروردیؒ (سلسلہ سہروردیہ 1186ء)
کبراویہ
نوربعہ — ہمداینہ — نوربخشیہ — رکنبہ

علاؤالدین عطارؒ
یعقوب چرخیؒ
نظام الدینؒ — عبیداللہ احرارؒ
سعدالدینؒ کاشغری
مولانا جامیؒ — یوسف حسینؒ — محمد زاہد ولیؒ — عارف باللہ عبداللہ
درویش محمدؒ — سعید احمد تکیاسیؒ
خواجہ محمد امکنگیؒ — (مغربی شاخ ترکی)
خواجہ محمد باقی اللہؒ

(نوٹ) شجرہ طریقت حضرت مجدد الف ثانی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ طریقت نقشبندیہ

حضرت جنید بغدادیؒ (وصال 297ھ)

- ابوبکر شبلیؒ (وصال 334ھ)
- شیخ علوممشاد دینوریؒ (298ھ)

عبدالعزیز تمیمیؒ

عبدالوحد (425ھ) — ابوالحسن علی ہنکاریؒ (486ھ)

ابوالفرح طرطوسیؒ (446ھ) — شیخ ابوسعید مخزومیؒ (513ھ)

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ — عبداللہ وجیہ الدینؒ (563ھ) — ضیاء الدین ابونجیبؒ سہروری (563ھ)

- جمال الدین یونسؒ
- محی الدین ابن عربیؒ
- عز احمدؒ
- عمر بن حسنؒ
- شمس الدین محمدؒ
- شیخ کمال الدینؒ
- جلال الدین سیوطیؒ
- عبدالوہاب شعرادیؒ
- علی بن عبدالقدوس

- خواجہ عبدالرزاقؒ
- سید شرف الدین قتالؒ
- سید عبدالوہابؒ
- سید بہاؤالدینؒ
- سید عقیلؒ
- شاہ شمس الدینؒ
- سید گدار رحمانؒ
- شمس الدین عارفؒ
- سید گدار رحمان ثانیؒ
- شاہ فضیلؒ
- شاہ کمال کیتھلیؒ
- شاہ سکندرؒ
- شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ

- سید ابوصالحؒ
- سید ابی نصرؒ
- سید عبدالقادرؒ
- سید موسیٰؒ
- سید احمد الجلیؒ
- سید ابراہیمؒ

- عمار یاسر (563ھ)
- شیخ روزبہان بقلیؒ
- شیخ نجم الدین کبریٰؒ
- شیخ مجدالدین بغدادیؒ
- شیخ علی لولاؒ
- جمال الدین احمدؒ
- نورالدین عبدالرحمٰنؒ
- علاؤالدولہ سمنانی
- شرف الدین محمودؒ
- سید امیر علی ہمدانیؒ
- خواجہ اسحٰق شہیدؒ
- امیر عبداللہؒ

- شہاب الدین سہروردیؒ (632ھ)
- شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ (666ھ)
- شیخ صدرالدین عارفؒ (686ھ)
- شیخ رکن الدینؒ (732ھ)
- مخدوم جہانیاں جہانگشتؒ (785ھ)
- سید احمدؒ
- سید بدھمنؒ
- درویش محمد اودھیؒ
- رشید الدینؒ
- حاجی محمدؒ
- شاہ کمال دینؒ
- شیخ یعقوب صرفیؒ
- شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ

(نوٹ) شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کا سلسلہ طریقت اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ طریقت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (وصال 1034ھ)
سید آدم بنوری
خواجہ محمد معصوم
شیخ محمد سعید
شیخ محمد
شاہ حسین
(پچھلے صفحہ پر شجرہ درج ہے)
خواجہ یحییٰ مدنی
خواجہ شمس الدین
خواجہ عبد باسط
خواجہ سیف الدین
حجتہ اللہ نقشبند
عبد الاحد (شجرہ گزشتہ صفحہ پر)
کلیم اللہ فاروقی
سید مہر علی گیلانی
خواجہ عبد القادر
(پچھلے صفحہ پر شجرہ درج ہے)
خواجہ محمد زبیر
نظام الدین
سید غلام محی الدین گیلانی
خواجہ محمود
شاہ قطب الدین
نور محمد
سید غلام معین الدین
سید عبد اللہ شاہ
شاہ جمال اللہ
شاہ سلیمان تونسوی
سید عبد الحق گولڑوی
عنایت اللہ شاہ
شاہ درگاہی
خواجہ عیسیٰ
حافظ احمد
حضرت احمد علی
میاں روح اللہ
شاہ فیض اللہ فاروقی
خواجہ عبد الصبور
شاہ محمد شیر
میاں فیض الحق
نور محمد فاروقی
خواجہ گل محمد
مہربان علی
خواجہ کرم شاہ بادشاہ گل
خواجہ محمد عمر جان
فقیر محمد
خواجہ نامدار
خواجہ عبد المجید
انجمن بادشاہ بخاری
خواجہ میر محمد سریابی
شیخ احمد جی
بابا چنن شاہ
خواجہ عبد العزیز
صوفی محمد رفیق
عبد الکریم
جماعت علی شاہ
احمد دین
سلطان الملوک
خواجہ منظور الٰہی
حافظ عبد الرحمٰن
محمد حسین شاہ
عبد اللہ قلندر
خواجہ نظام الدین
محبوب الرحمٰن
حبیب الرحمٰن
فقیر محمد
خواجہ حبیب اللہ
حافظ محمد امین
حکیم سعید احمد
(کیان شریف AJK)
خواجہ محمد عبد العلی
علامہ محمد اصغر علی
خواجہ محمد قاسم موہڑوی
پیر لہراسپ
پیر نصیر الدین
پیر محراب خان
پیر دراب خان
پیر محمد زاہد خان
پیر نظیر احمد
پیر شاہجہان
پیر آفتاب احمد قاسمی
کیومرث بادشاہ
پیر اولیاء بادشاہ
پیر گل بادشاہ
پیر ہارون الرشید

شجرہ طریقت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی

سید آدم بنوریؒ — خواجہ محمد معصومؒ — شیخ محمد سعیدؒ — شیخ محمدؒ — شاہ حسینؒ

شیخ سعدی لاہوریؒ — شاہ عبداللہؒ — سعد اللہؒ — خواجہ سیف الدینؒ — حجۃ اللہ نقشبندؒ — شیخ عبدالاحد (بقیہ شجرہ اگلے صفحہ پر)

خواجہ یحییٰؒ — شاہ عبدالرحیمؒ — محمد سعید لاہوریؒ — نور محمد بدایوانیؒ — خواجہ محمد زبیرؒ — شیخ محمد عابد سنامیؒ — خواجہ لطفیؒ

عبدالشکورؒ — محمد مسعود پشاوریؒ — مرزا مظہر جان جاناںؒ — شاہ قطب الدینؒ — خواجہ محمد محسنؒ — خواجہ زکیؒ

عبدالرزاقؒ — شاہ عبداللہؒ — شاہ جمال اللہؒ — شیخ محمدؒ

خواجہ محمد صفاؒ — المعروف شیخ غلام علیؒ — (بقیہ اگلے صفحہ پر) — حاجی احمدؒ — خواجہ زمانؒ

حسین علی شاہؒ — شاہ حسینؒ

امام علیؒ — امیر الدینؒ

شیر محمدؒ — شیر محمد شرقپوریؒ

ہدایت علیؒ — نور الحسنؒ — محمد اسمٰعیلؒ

شیخ خالد کردیؒ — شاہ ابو سعید مجددیؒ — سعد اللہؒ — غلام محی الدین قصوریؒ

محمود آلوسیؒ — ضیاء الدین عراقیؒ — شیخ عثمانؒ — محمد شریف قندھاریؒ — احمد سعید مجددیؒ — محمد بادشاہ بخاریؒ — غلام نبی للّٰہیؒ

علاؤالدین عراقیؒ — شیخ عمرؒ — حاجی محمود شاہؒ — ابو الحسنات سید عبداللہؒ — دوست محمد للّٰہیؒ

شمس الحق افغانیؒ — شیخ محمد امینؒ — خواجہ قادر بخشؒ — محمد ولی النبیؒ — دوست محمد قندھاریؒ — غلام حسنؒ

شیخ سلامیہ العزاسیؒ — محمد مجتبیٰ خانؒ — عبدالکریمؒ — محمد عثمانؒ

خواجہ توکل شاہ انبالویؒ — خواجہ عبدالخالقؒ — خواجہ منظور حسینؒ — کریم الدین احمدؒ — سراج الدینؒ

خواجہ محبوب عالمؒ — خواجہ عنایت علی خانؒ — عبدالحکیم انصاریؒ

ملائے رولاؒ — سید رحمت علیؒ — حبیب اللہ شاہؒ — خواجہ محمد اکبرؒ — خواجہ فضل علیؒ — محمد فضل شاہؒ — سعد احمد خانؒ

خواجہ ادولکؒ — سید محمود علیؒ — خواجہ منظور عالم قریشیؒ — سید محمد مظہر علی شاہؒ — عبدالغفورؒ — محمد عبدالمالکؒ — محمد سعید قریشیؒ — محمد عبداللہؒ

محمد شاہؒ — انتصار عباس مظہریؒ — ڈاکٹر محمد باقر قریشیؒ — زوار حسینؒ

فیض محمدؒ — ڈاکٹر غلام مصطفیٰؒ

عبدالرشید قلندر شہیدؒ — مولانا خان محمدؒ — قاضی صدر الدینؒ

المعروف نوٹوں والی سرکارؒ (سرگودھا)

گزشتہ سے پیوستہ شجرہ حضرت مجددالف ثانیؒ
حضرت مجدد الف ثانیؒ
حضرت سید آدم بنوریؒ (۱۰۵۳ھ)
حضرت خواجہ محمد معصومؒ
حضرت شیخ محمد سعیدؒ
حضرت شاہ حسینؒ
شاہ عبدالرحیمؒ
خواجہ سیف الدینؒ
خواجہ حجۃ اللہؒ
خواجہ عبدالاحدؒ
حضرت خواجہ نظام الدینؒ
(کیان شریف آزاد کشمیر)
شاہ ولی اللہؒ
خواجہ محمد عابدؒ
خواجہ محمد زبیرؒ
خواجہ محمد سعیدؒ
شاہ عبدالعزیزؒ
سید نور محمد بدایوانیؒ
خواجہ نور محمدؒ
(چورہ شریف)
خواجہ محمد حنیف پارساؒ
خواجہ محمد قاسمؒ
(موہڑہ شریف)
مظہر جانجاناںؒ
خواجہ شیخ محمدؒ
شاہ غلام علی دہلویؒ
سید جماعت علی شاہؒ (علی پور شریف)
خواجہ محمد زمانؒ
شاہ ابوسعیدؒ
حضرت غلام محی الدین قصوریؒ
خواجہ حاجی احمدؒ
محمد شریف قندھاریؒ
احمد سعیدؒ
محمد عبدالرسول قصوریؒ
غلام نبی للٰہیؒ
(للہ شریف پنجاب)
خواجہ شاہ حسینؒ
حاجی محمود شاہؒ
دوست محمد قندھاریؒ
(موسیٰ زئی شریف)
حضرت شبیر احمد شاہؒ
(دھولری شریف)
خواجہ امام علی شاہؒ
خواجہ صادق علیؒ
خواجہ قادر بخشؒ
ڈاکٹر غلام مصطفیٰؒ
(حیدرآباد سندھ)
خواجہ امیر الدینؒ
محمد حسن خانؒ
(بجنور بھارت)
دوست محمد للٰہیؒ
خواجہ میاں شیر محمدؒ
(شرقپور)
خواجہ عبدالخالقؒ
خواجہ توکل شاہؒ
حضرت نجیب اللہ خان
(نجیب آباد بھارت)
ثالث محمد عبدالرسول للٰہیؒ
خواجہ محبوب عالمؒ
خواجہ محمد اسمٰعیلؒ
المعروف کرمانوالے
مقبول الرسول للٰہیؒ
محبوب الرسول للٰہیؒ
پروفیسر عبدالرسول للٰہیؒ

حضرت مجدد الف ثانیؒ
سید آدم بنوری
شاہ حسنین
خواجہ محمد معصوم
شیخ محمد سعید
شیخ سعدی لاہوری
شاہ عبداللہ
سعد اللہ
عبد باسط
خواجہ سیف الدین
حجۃ اللہ نقشبند
عبدالاحد
خواجہ یحییٰ
عبدالرحیم
محمد سعید لاہوری
خواجہ عبدالقادر
خواجہ محمد عابد
محمد زبیر
طقی بادشاہ
عبدالشکور
محمد مسعود پشاوری
خواجہ محمود
خواجہ محمد محسن
قطب الدین
خواجہ زکی
خواجہ عبدالرزاق
سید عبداللہ شاہ
سید نور محمد بدایونی
شاہ جمال
شیخ محمد
خواجہ محمد صفاؒ
عنایت اللہ شاہ
مظہر جانِ جاناں شہید
خواجہ عیسیٰ
خواجہ زمان حاجی احمد
حافظ احمد
شاہ غلام علی دہلوی
خواجہ فیض اللہ
شاہ حسین
خواجہ عبدالصبور
ابو سعید
غلام محی الدین قصوری
خواجہ نور محمد
امام علی
صادق شاہ
(چوڑہ شریف)
خواجہ گل محمد
خواجہ عبدالمجید
محمد شریف قندھاری
احمد سعید
فقیر محمد
نامدار شاہ
خواجہ عبدالعزیز
حاجی محمود شاہ
دوست محمد قندھاری
حافظ عبدالکریم
جماعت علیشاہ
سلطان الملوک
خواجہ قادر بخش
(موسیٰ زئی شریف)
مولوی نواب الدین
چنن دین
خواجہ نظام الدین
سائیں خواجہ توکل شاہ
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ
محمد معصوم
احمد دین
خواجہ محمد قاسم موہروی
خواجہ محبوب عالم
(حیدر آباد سندھ)
(مہرہ شریف)
عبداللہ قلندر
پیر نظیر احمد
مولائے رولا
حکم سعید احمد
گل بادشاہ
ہارون الرشید
خواجہ ادو لک
امیر الدین
محمد شاہ عالم
میاں شیر محمد
فیض محمد خان
رحمت علی (جھنگ)
اسمٰعیل شاہ
نور الحسن
حضرت میاں عبدالرشید شہید
قلندر پانی پتی
محمد عبدالرسول قصور
غلام نبی للّٰہی (للہ شریف پنجاب)
(المعروف نوٹوں والی سرکار)
شبیر احمد شاہ (دھولوری شریف)
محمد حسن خان
دوست محمد للّٰہی
نجیب اللہ خان
ثالث محمد الرسول للّٰہی

(نوٹ) آپؒ کا عظیم الشان روضہ مبارک بمقام دیوا شریف ضلع لکھنو یوپی انڈیا واقع ہے۔ جو ہمہ وقت مرجع خلائق ہوتا ہے۔

شجرۂ طریقت سلسلہ قادریہ، رزاقیہ و وارثیہ

شجرۂ طریقت قادریہ نوشاہیہ رحمانیہ
حضرت علیؓ ابن ابی طالب
حسن بصریؒ (وصال 110ھ)
امام حسنؓ (وصال 60ھ)
شاہ حبیب عجمیؒ (120ھ)
حضرت داؤد طائی (165ھ)
حضرت معروف کرخیؒ (200ھ)
حضرت سرّی سقطیؒ (253ھ)
حضرت قاسم علی جنیدؒ (297ھ)
حضرت شیخ شبلیؒ (322ھ)
حضرت بوالفضلؒ
حضرت عبدالواحدؒ
حضرت عبدالعزیز عزیزانؒ
حضرت محمد یوسف فرحؒ
حضرت ابوالحسن شاہؒ
حضرت مخدومی سعیدؒ
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
سیّد عبدالوہابؒ
ابوالنصر شاہِ جہاںؒ
سیّد صوفی کمالؒ
حضرت سیّد احمدؒ
حضرت مسعودؒ
حضرت سیّد علیؒ
شاہ میر میراںؒ
شاہ شمس الدینؒ
شاہ محمد غوث اُچیؒ
شاہ مبارکؒ
معروف شاہؒ
سلیمان نوریؒ (بھلوال ضلع سرگودھا)
نوشہ حاجی گنج بخشؒ (رنمل ضلع گجرات)
عبدالرحمٰنؒ عرف پاک رحمٰن
عصمت اللہ
حضرت دولو محمد زمان دوئم رحمٰنؒ
حضرت امام شاہ ہادیؒ
حضرت محمد دین چراغ شاہؒ
الٰہی شاہ محبوبؒ
حضرت الٰہی شاہؒ
حضرت خلافت شاہؒ
حضرت حکیم پیر شاہ محمدؒ

پیش لفظ باب ہذا

امّت مسلمہ کے جلیل القدر علماء، فقہا، محدثین اور مؤرخین نے علم وحکمت کا ایک عظیم خزانہ چھوڑا ہے۔ گو ہمارے اسلاف کی اولوالعزمی تاریخ عالم کے صفحات پر آفتاب کی کرنوں کی طرح ضیاء پاشی کر رہی ہے۔ باری تعالیٰ انہیں اسکا اجر عظیم عطا فرمائے پس لازم ہے کہ ہم اپنے اسلاف اور انکے ابتدائی حالات کا دقیق مطالعہ کریں۔ انکے اخلاق وکردار کو اپنا کر اُن پر عمل پیرا ہوں۔ جب تک ہم اپنے متقدمین اور سلف صالحین کے افکار اور طرز معاشرت سے واقفیت حاصل نہیں کر لیتے اُس وقت تک اصلاح معاشرہ کی تحریک میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنا ممکن نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ اور دیگر جلیل القدر انبیاء ورُسل کی سبق آموز زندگی، رموز حکمت اور روحانیتِ عظمیٰ کا فیضان حاصل کئے بغیر ہماری دستگیری نہیں ہوسکتی۔

آج جدید علوم سے روشناس ہو کر بھی ہزاروں تعلیم یافتہ مسلمان اپنے انبیاء علیہ السّلام، صحابہ کرام، مشاہیر، اکابرین وسلاطینِ اسلام، بزرگانِ دین اور طبقاتِ شرفاء کے حالاتِ زندگی، انکی خدمات دینی اور ذاتی اوصاف حتیٰ کہ اصل حسب ونسب سے قطعاً واقفیت نہیں اور اسی لاعلمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت لوگوں نے خود کو ان نفوس قدسیہ سے اپنا فرضی تعلّق قائم کر کے دنیاوی شہرت حاصل کرنا شروع کر دی جسکا سدّ باب ضروری ہے تاکہ ان نفوسِ قدسیہ کی عظمت وحرمت پر حرف نہ آئے اور انکی نسل وحسب سے حقیقی تعلق رکھنے والوں کا تقدس بحال رہے۔

ہر چند کے اسلام میں ذات پات، حسب نسب اور رنگ ونسل کی تخصیص نہیں۔ خطبہ حجتہ الوداع اس امر پر حرف آخر ہے۔ لیکن اس حقیقت سے مفر ممکن نہیں کہ اعلیٰ حسب ونسب کا خون اپنے اندر ایک خصوصی اثر رکھتا ہے اور علم طب کی رو سے بھی اسکی بڑی اہمیت ہے جبکہ D.N.A. ٹسٹ اسکا ثبوت بھی فراہم کر دیتا ہے۔ اس لیے خونی رشتہ سب سے مضبوط ہوتا ہے۔ گو اب خاندانی حسب ونسب کی قدر کم ہو گئی۔ فی زمانہ لوگ شرافت اور نجابت کو مال وزر کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ بالخصوص برصغیر کی تقسیم سے قبل برطانوی تسلّط سے مشرقی تہذیب وتمدّن اور علوم وفنون کے مراکز تباہ وبرباد ہو گئے۔ جبکہ تقسیم ملک کے بعد بیشتر متحدہ خاندان منتشر ہو گئے۔ اعلیٰ خاندانی روایات واقدار پامال ہو گئیں۔ لیکن اصل حسب ونسب کے حامل خاندانوں میں اخلاقی اور تہذیبی اقدار وروایات کی رمق مذکورہ روح فرسا دور کے نامساعد حالات کے باوجود باقی رہی اور اپنے اسلاف کی تہذیب وتمدن کے دلدادہ شخصیات نے مشعل جلائے رکھی۔

جب اپنے خاندانی بزرگوں سے آباء اجداد کا ذکر اور کارنامے سنے تو دل چاہتا تھا کہ میں ان عظیم تاریخ ساز امجاد کے کوائف قلمبند کروں۔ پہلے زیادہ شعور نہ تھا بلکہ گردش روزگار نے اتنی مہلت نہ دی اب جبکہ قدرے استطاعت نصیب ہوئی تو رہبر بزرگ شخصیات اپنے اپنے سفر حیات طے کر چکے۔ پھر بھی اپنی کم علمی اور وسائل محدود ہونے کے باوجود انبیاء و صالحین کے صلبی شجرہ اور بزرگان دین کے روحانی شجرہ جات مرتب کر کے پیش کرنے کی جسارت کی۔ اس کے مرتب کرنے میں معتبر، نادر اور بے بہا علمی خزانہ سے استفادہ کیا ہے۔ اس میں برصغیر کے اندھیروں میں اپنے خون سے مشعل روشن کرنے والے شہداء کا شجرہ نسب بھی شامل کیا ہے جن میں ایک سالار ملک محمد مصطفیٰ سال (1036) شہید کی اولاد ہونے کا مؤلف کو بھی شرف حاصل ہے۔ یہ شجرہ چند سال قبل بھارت کا سفر کر کے شہداء کے مزارات پر حاضری دیگر بڑی کاوش سے سرکاری رویونیو کارڈ اور ڈسٹرکٹ گزیٹیر کے معائنہ کے بعد تیار کیا ہے۔ گو ایک ہزار سال کے عرصہ پر محیط مکمل سلسلہ انساب مرتب کرنا ممکن نہیں۔ پھر بھی مؤلف کتاب ہذا کی اپنے اسلاف کو زندہ جاوید رکھنے کی ایک ادنیٰ کوشش ہے۔ یہ ہدیۂ عقیدت موجودہ و آئندہ نسلوں اور محققین کے لیے حقیر سا تحفہ درویش ہے۔ میری صرف اتنی گزارش ضرور ہے کہ آپ بے شک زمانے کے رنگ یا" جیسا دیس ویسا بھیس" کے مصداق نئے اقدار کو اپنا لیں لیکن خدارا اپنی شناخت یاد رکھیں، اپنے اسلاف اور انکی جملہ اولادوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں۔

حجاز مقدس سے بغرض تبلیغ اسلام اور جہاد مقتدر گرامی حضرات ہندوستان تشریف لائے اور یہاں آباد ہوئے۔ گو اب یہ ثابت کرنا ممکن نہ ہے کہ نسب کے اعتبار سے والدین (پدر و مادر) دونوں خطہ عرب سے برصغیر میں آئے یا انکا حسب و نسب والد کے حوالہ سے عربی ہے اور مادری تعلق غیر عرب سے ہے۔ برصغیر میں ابتدائی مسلم آبادی اُن افراد پر مشتمل تھی جنہوں نے بغرض جہاد و تبلیغ اسلام یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ جن شخصیات کی شہادت یا وصال جس علاقے میں ہوا وہاں انکی تدفین عمل میں آئی اور انکے وارثان بازگشت نے اسی علاقے کو اپنا مسکن بنالیا۔ اسطرح آئندہ انکی پیوند قرابت داری قائم ہوتی چلی گئی۔ کچھ مسلمان خطّہ عرب سے ہجرت کرے اپنے خاندان اور قبائل کے ہمراہ یہاں آباد ہو گئے تو یہاں کی نومسلم جماعت نے بوجہ دینداری اور تقویٰ کے حامل عرب خاندانوں کی سرکردہ شخصیات کو اپنا پیشوا اور پیرو مرشد تسلیم کرلیا اور عام مسلمانوں نے ان سے اکتساب فیض، علم ظاہر و باطن حاصل کر کے تقویٰ سے آراستہ کرلیا۔ اُن نامور مفتی و قاضی اور اعلیٰ مناصب پر سرفرازی امراء اسلام کے تابع حکم تھی۔

نسب تین قسم کے ہیں جن میں عربی اور عجمی کے امتیازات جداگانہ ہیں۔ اہلِ قریش کو عربوں میں حریّت اور دولت و ثروت کے اعتبار سے دیگر عربوں پر فوقیت حاصل تھی سرداران قریش ایک دوسرے

کے کفو میں شامل ہیں۔ ان اہل قریش کی نسل صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی اور عباسی وغیرہ خاندانوں پر مشتمل ہے جبکہ دیگر قبائل عرب یا عجمی کسی مذکورہ خاندانوں سے منسوب نہیں تھے۔

متحدہ آگرہ اودھ کے علاقے (حال صوبہ یو پی۔ انڈیا) میں سال 444ھ لغائت 1031ء میں معرکہ جہاد ہوا۔ سیّد سالار اعظم مسعود غازیؒ کے ہمراہ آنے والوں نے یہیں سکونت اختیار کر لی۔ یہاں کی آبادی عموماً دو بڑے خاندانوں پر مشتمل ہے۔ ایک کو مَلکی (ملک سے اخذ شدہ ہے) اور دوسرا زمیندار طبقہ ہے۔ اس طرح زمیندار طبقہ کا مَلکی خاندانوں سے کوئی نسبی تعلق نہیں۔ مَلکیوں کا تعلق شاہی (Royal) ہے۔ اسی لئے ان میں قرابتیں (شادی بیاہ) ملکیوں ہی میں ہوتی رہی ہیں۔ جیسے یو پی (انڈیا) کے علاقے کاکوری۔ امیٹھی یا نواح بہار کے ملک زادگان کے ناموں کے ساتھ لفظ "ملک" لکھا جاتا ہے۔ سعودی عرب کے رائل مَلک خاندان کے علاوہ کوئی فرد یہ خطاب نہیں لکھ سکتا۔ چونکہ ملکیوں کا تعلق دور سلطانی سے ہے اس لئے اس علاقہ کے صالحین غازیاں اور شہداء سالار (خصوصی طور پر غزنوی لشکر مجاہدین کی کمان کرنے والے) کا تعلق اسی معزز ترین طبقہ سے تھا ان ملکیوں میں سے شاہان دہلی کے وقت سے قاضی و خطیب مقرر ہوئے جو سلسلہ شاہان اودھ تک جاری رہا۔ جسکا ثبوت انگریزوں کے دور کے مرتب کردہ ریونیو ریکارڈ سے ملتا ہے۔ (ملاحظہ ہو گزیٹیر صوبہ آگرہ اینڈ اودھ جلد دوئم شائع کردہ گورنمنٹ الہ آباد شمال مغربی صوبہ جات و اودھ گورنمنٹ پریس 1877 و امپیریل گزیٹیر ہندوستان مرتبہ ڈبلیو۔ ڈبلیو ہنٹر۔ سی۔ ای۔ ایل ایل۔ ڈی ڈائریکٹر جنرل جلد 5، 1881ء گزیٹیر یونائنٹڈ پرونسز الہ آباد جلد XXXVII، 1904ء)۔

لہذا برصغیر پاک و ہند میں احیائے اسلام، دوقومی نظریہ اور نامور تاریخ ساز شخصیات کے مختصر حالات زندگی اور چند خاندانی شجرہ جات بھی باب ھٰذا کا حصہ ہیں۔ جہاں باب دوئم میں راہ سلوک و طریقت کے نامور بزرگان دین کا ذکر اور انکے سلسلۂ خلافت پر مبنی شجرہ روحانی پیش کئے گئے ہیں وہاں باب ہذا میں برصغیر کی تحریک آزادی میں جید علماء اکرام کے ذکر کے علاوہ مشہور سیاسی شخصیات کی سوانح عمری اور انکے خاندانوں کا نسبی سلسلہ کا شجرہ بھی پیش کیا ہے تاکہ تحریک پاکستان کی نامور شخصیات کی خدمات جلیلہ پر روشنی پڑ سکے جنکی مساعی جمیلہ سے پاکستان کرہ ارض پر مدینہ منوّرہ کے بعد دوسری نظریاتی مملکت کے طور پر معرض وجود میں آیا۔ خدا کرے اُمّت مسلمہ کے جملہ مسلم ممالک متحد ہو کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے تفویض کردہ مشن کو سرانجام دے سکیں۔

مؤلف و مصنف

ڈاکٹر محمد محیی الدین قاضی

باب سوئم

برصغیر میں تحریک احیائے اسلام

احیائے اسلام کے ابتدائی دور یعنی خلافت راشدہ کے بعد جب بنی اُمیّہ کا دور آیا تو فتوحات کے اعتبار سے ولید بن عبدالملک کا دور حکومت اسلامی سلطنت کا عظیم دور شمار ہوتا ہے۔ حجاج بن یوسف جو مشرقی مفتوحہ علاقوں کے نائب سلطنت تھے۔ انہوں نے سندھ (ہندوستان) کی طرف توجہ دی۔ اس وقت راجہ داہر سندھ کے علاقہ پر حکمران تھا۔ مسلمان تاجر لنکا تک پہنچ چکے تھے۔ خلیفۂ وقت کے لنکا کی حکومت سے دوستانہ مراسم قائم تھے جبکہ ہندوستان کے مسلمانوں سے تعلقات کشیدہ تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان مجاہدین نے ایران فتح کرنے کے بعد جب ساحل مکران کے علاقوں پر یلغار کی تو سندھیوں نے مسلمان مجاہدین کا بھرپور مقابلہ کیا۔ راجہ داہر نے مکران کے باغیوں کو جنہوں نے وہاں سے راہ فرار اختیار کی تھی نہ صرف یہ کہ انہیں پناہ دی بلکہ اپنی فوج میں اعلی عہدوں پر فائز کیا۔ راجہ داہر نہایت متعصب برہمن زادہ تھا اس نے بدھ مت کے پیروکاروں پر بھی بے پناہ مظالم ڈھائے اور انہیں یکسر مٹانے کی پالیسی اختیار کی ان مظلومین میں جاٹ اور لوہان قومیں بھی شامل تھیں۔ یہ مظلوم طبقے مسلمانوں سے مدد کے طالب ہوئے۔ اس دوران لنکا میں فوت شدہ مسلمان تاجروں کے اہل وعیال اور حکومت لنکا کی جانب سے خلیفۂ وقت کے لیے تحائف لیکر بحری جہاز جانب بصرہ جا رہا تھا کہ دیبل (سندھ) کے قریب میدھ قوم کے ڈاکوؤں نے اس جہاز پر حملہ کر کے اسے لوٹ لیا اور مسلمان عورتوں، بیواؤں اور یتیم بچوں کو قیدی بنالیا۔ انہیں گرفتار عورتوں میں سے ایک نے حجاج بن یوسف کو فریاد اور دہائی کی صورت میں فریستادہ ارسال کیا۔ جس پر فوری کاروائی عمل میں لائی گی۔ چونکہ راجہ داہر نے ان ڈاکوؤں کی طرفداری کی اور لوٹا ہوا سامان واپس کرنے، یتیموں اور بیواؤں کی بازیابی میں تعاون کرنے سے انکار کر دیا اسلیئے اس کی ہٹ دھرمی اور اسکی حکومت کے مظلومین کی فریاد نے عربوں کو سندھ

پر حملہ آور ہونے پر مجبور کیا۔ حجاج بن یوسف نے نوجوان سپہ سالار محمد بن قاسم کو مجاہدین کا لشکر دیکر سندھ پر یلغار کیلئے روانہ کیا محمد بن قاسم نے دریائے سندھ عبور کر کے راجہ داہر سے جنگ کی اور اسے شکست دی۔ جسمیں راجہ داہر مارا گیا۔ اس کے مرنے کے بعد راجہ داہر کا لڑکا اپنی فوج لیکر لشکر مجاہدین پر حملہ آور ہوا لیکن اسے بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ محمد بن قاسم نے راجہ داہر کی گرفتار شدہ مہارانی سے حجاج بن یوسف کی اجازت سے عقد کرلیا۔ اسکے بعد محمد بن قاسم نے ملتان تک کا علاقہ تاراج کیا۔ اسطرح سال 712ھ میں برصغیر میں سب سے پہلے اسلام کی شمع ہدایت فروزاں کرنے کا شرف اسلام کے بطل جلیل محمد بن قاسم کو حاصل ہوا۔ جس سے مغربی برصغیر کے اس پسماندہ علاقے کے عوام کا تعلق دنیا کی افضل ترین قوم اہل حجاز کے مسلمانوں سے قائم ہوگیا۔ خلافت عباسیہ کے دور زوال 872ھ میں سامانیوں نے اسمعیل بن نصر کی قیادت میں خراسان پر قبضہ کرلیا جلد ہی سامانیوں کا تمام افغانستان پر بھی تسلط قائم ہوگیا۔ اس زمانہ میں برصغیر کی سرحدوں کی وسعت کابل تک تھی۔ ہندو راجہ بھیم پال سیالکوٹ، کانگڑہ اور جالندھر سے کابل تک کے علاقوں پر مشتمل سلطنت کا حکمران تھا۔ الپتگین فرمانروائے غزنی کے زمانہ میں راجہ بھیم پال نے غزنوی اقتدار سے خائف ہوکر اس حکومت کو ختم کرنے کیلئے حملہ کردیا لیکن وہ ناکام ہوا اور کابل چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں یہ پہلا بڑا تصادم تھا جس کا آغاز مذکورہ ہندو راجہ نے کیا تھا۔ اس شکست کے بعد بھیم پال کے بیٹے نے لاہور کو دارالخلافہ بنالیا اور اس نے دوبارہ غزنوی سلطنت پر حملہ کردیا لیکن شکست اسکا بھی مقدر بنی جس پر مجبور ہوکر اس نے سلطان غزنوی کی سخت شرائط پر صلح کرلی لیکن راجہ جے پال لاہور پہنچ کر مذکورہ معاہدہ صلح سے منحرف ہوگیا۔ اس نے مسلمان افسروں کو قید کرلیا اور غزنی حکومت سے پھر ٹکر لینے کا فیصلہ کیا۔ سلطان سبکتگین نے اسکا فوری نوٹس لیا اور لشکر کشی کر کے دریائے سندھ تک چڑھ آیا اور راجہ کو زبردست شکست دی جس پر اس نے پشاور تک کا علاقہ سلطان غزنوی کے حوالے کرنے پر رضامندی کا اظہار کر کے صلح کرلی۔ اس متواتر برہمن ہندو جارحیت نے مسلمانوں کیلئے تمام ہندوستان فتح کرنے کی راہ ہموار کردی۔

سلطان محمود غزنوی کی ہندوستان پر لشکر کشی:

محمود غزنوی 971ء میں پیدا ہوئے جو سلطان سبکتگین کے فرزند تھے۔ سلطان نے اپنے بیٹے کو اعلیٰ دینی و دنیوی علوم اور حربی تربیت سے آراستہ کیا سلطان محمود خود بھی اپنے والد کے ہمراہ متعدد جنگوں میں شامل رہے جب وہ 23 سال عمر کو پہنچے تو وہ خراسان کے گورنر بنے۔ عباسی خلیفہ قادر باللہ نے سلطان محمود کو افغانستان اور خراسان پر حکمرانی کرنے کا فرمان جاری کر دیا۔ سلطان محمود 27 سال کی عمر میں اپنے والد کی وفات پر 999ء میں امیر سلطنت مقرر ہوئے۔ خلیفہ وقت نے سلطان محمود کو راجہ کا درجہ عطا فرما دیا۔ سلطان محمود نے اپنے دور اقتدار کے ابتداء ہی میں پنجاب کا الحاق اپنی حکومت سے کر کے علماء و صوفیائے کرام کیلئے برصغیر میں اشاعت اسلام کا راستہ ہموار کر دیا۔

سلطان محمود غزنوی کی سلطنت میں عباسیہ دور خلافت کے ستائے ہوئے افراد یا سنتِ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہو کر دنیا کے دور دراز علاقوں میں دین اسلام کی تبلیغ کرنے کی غرض سے خطہ عرب سے کوچ کر کے جب خراسان اور غزنی پہنچے تو سلطان محمود نے عرب سے آنے والے تمام علماء کرم اور مجاہدین کی عزت افزائی کی اور انہیں اعلیٰ مناصب پر فائز کیا۔ انہیں میں سے حضرت علیؓ کی اولادوں میں سے آنے والوں میں شاہ ساہو غازی جو فن حرب و سپاہ گری کے ماہر تھے انکے تقویٰ اور حسنِ کارکردگی سے متاثر ہو کر نہ صرف یہ کہ اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے پہلوان لشکر کا خطاب دیا بلکہ اپنی حقیقی ہمشیرہ ستر معلّٰی کے ساتھ ان کا عقد بھی کر دیا۔ جس وقت لشکر مجاہدین زیر سرکردگی سالار شاہ ساہو اجمیر کے علاقے کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اس دوران آپ کو بیٹے کی ولادت کی پیشگی بشارت دی گئی۔ اسطرح کچھ ہی عرصہ بعد ان کے ہاں سید سالار مسعود غازیؒ کی ولادت باسعادت ہوئی جسکی مبارک باد حضرت خضر علیہ اسلام اور جمعیت ملائکہ نے خود حاضر ہو کر دی۔

سید ساہو شاہ غازیؒ سپہ سالار لشکر غزنویؒ (بہنوئی سلطان محمود غزنویؒ)

بروایت حضرت ثوبانؓ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امّت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کے عذاب سے نجات عطا فرما دی ہے، ایک گروہ تو وہ ہے جو ہندوستان میں غزوات کرے گا اور

دوسرا گروہ وہ ہے جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ رہے گا۔ ایک دوسری روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان میں غزوہ کرنے والے افضل شہداء ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت ابو ہریرہؓ کو ہندوستان کے غزوات میں اپنی جان نثار کردینے کی آرزو تھی۔ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ شہداء کی پانچ خصوصیات ہیں 1۔ سب نبیوں کی روحیں تو ملک الموت قبض کرتا ہے جبکہ شہیدوں کی روحیں اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے۔ 2۔ تمام نبیوں کو مرنے کے بعد غسل دیا جاتا ہے جبکہ شہیدوں کو غسل نہیں دیا جاتا۔ 3۔ سب نبیوں کو کفن پہنایا جاتا ہے جبکہ شہید کو انہی کپڑوں میں دفنا دیا جاتا ہے جس میں اسے شہادت نصیب ہوئی۔ 4۔ سب نبیوں کو بعد مرگ مردہ قرار دیا جاتا ہے جبکہ شہیدوں کو مردہ نہیں کہا جاتا۔ 5۔ شفاعت کریں گے انبیاء بروز قیامت جبکہ شہید ہر روز شفاعت کرے گا اور قیامت کے دن بھی کرے گا۔

ہندوستان میں ایک ہزار سال پہلے سے جس جہاد کا آغاز ہوا اسکے سرخیل سلطان محمود غزنوی، انکے بہنوئی سید ساہو سالار لشکر غزنوی اور انکے بھانجے سالار اعظم مسعود غازیؒ تھے۔ مسعود غازیؒ حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہیں جنکا شجرہ نسب اسطرح ہے کہ حضرت علیؓ کے پسر شاہ محمد حنفیہ، انکے پسر شاہ عبدالمنانؒ انکے پسر شاہ بطل غازی، انکے پسر شاہ ملک آصف غازیؒ، انکے پسر شاہ محمد غازیؒ، انکے پسر شاہ طیب غازیؒ، انکے پسر شاہ طاہر غازیؒ، انکے پسر شاہ عطاء اللہ غازی، انکے پسر شاہ ساہو غازی جنکا عقد سلطان محمود غزنویؒ کی حقیقی ہمشیرہ ستر معلی سے ہوا جنکے بطن اور صلب سے حضرت سالار مسعود غازیؒ تولد ہوئے۔ سلطان محمود غزنوی کا سلسلہ نسب یزدجرد شہریار بن خسرو بن ہرمز نوشیرواں سے جاملتا ہے۔

401ھ میں سلطان محمود غزنوی نے اپنے وزراء اور مشیران سلطنت اور عاقلان خوش تدبیر میں سے سید سالار ساہو کو جری مرد میدان پاکر اپنی تمام لشکر کی سرداری سونپ دی پھر چند امراء ذی اعتبار اور سات ہزار لشکر سواران اور خاص کمر کی تلوار اور خنجر آبدار کے علاوہ نو گھوڑے عراقی تیز رفتار سپرد کر کے پہلوان لشکر کا خطاب عطا فرمایا اور سلطان محمود نے مصاحبین کو نصیحت کی کہ سالار ساہو کو بجائے سلطان

تسلیم کیا جاوے۔لہذا لشکر جرّار مذکور لیکر براستہ ٹھٹہ علاقہ اجمیر تشریف لائے۔راستہ میں مردان غیب نمودار ہوئے جنہوں نے فتح ہندوستان اور فرزند کی ولادت کی بشارت دی۔اس وقت مظفر خان ہمراہ جمعیت مسلمان قلعہ اجمیر میں محصور تھے جن کی امداد کیلئے لشکر کشی کی گئی اور فتح سے ہمکنار ہوئے۔صبح کو اجمیر تشریف لائے اور قلعہ سے ملحقہ جگہ پر مسجد تعمیر کی۔سلطان محمود غزنوی نے اس فتح کی خوشی میں فرمان عطائے ریاست ہند لکھکر اپنی ہمشیرہ ستر معلیٰ کے بدست شاہ ساہو غازیؒ کو ارسال کیا۔اسی علاقے میں قیام کے دوران 21 شعبان 405ھ لغایت 15 فروری 1015ء صبح صادق کے وقت ولادت باسعادت سید سالار مسعود غازیؒ ہوئی جس کی پیشگی اطلاع اور مبارک باد حضرت خضرؑ اور با جمعیت ہمراہ ملائکہ نے انہیں دی تھی۔بعد فتحیابی اور بھانجا مذکور کی ولادت کے سبب سلطان محمود غزنوی خود اجمیر تشریف لائے اور قلعہ میں قیام فرمایا اور اپنے بھانجا کے ہمراہ دل بہلایا کرتے رہے اور ان سے بے حد انسیت ومحبت کا اظہار فرماتے۔جب سالا مسعود غازی چار سال چار ماہ کے ہوئے تو مکتب جانا شروع کر دیا۔نو برس کی عمر میں علوم صدری ومعنوی سے سرفراز ہوئے۔دس برس کی عمر میں عبادت الٰہی کا شوق پیدا ہوا حتّٰی کہ شب بیداری میں عبادت کرنا شروع کر دی۔ہندوستان کے جن جن علاقوں سے شورش یا نافرمانی کی اطلاع ملتی وہاں سلطان محمود غزنوی کی سرکردگی میں لشکر کشی کر کے اقتدار بحال کیا جاتا رہا۔اس دوران جملہ رزم جنگ وجدال اور بہادری وشجاعت کے کارنامے جو مجاہدین نے سرانجام دیئے اسکا مشاہدہ سالار اعظم مسعود غازی فرماتے رہے۔415ھ میں بارہواں حملہ سومنات پر ہوا جسمیں شیخ خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کی دعا ونظر کرم سے سلطان محمود غزنوی کو فتح نصیب ہوئی اور یہاں سے اسلام کے علم کی روشنی سے جہل کی تاریکی کافور ہوگئی۔اس عظیم معرکہ میں مسعود غازیؒ نے بھی بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور سلطان کو اپنی جانبازی کے جوہر دکھائے۔اللہ تعالیٰ نے اس معرکہ جہاد میں حضرت خواجہ ابومحمد چشتیؒ کو بھی جہاد کا حکم دیا تھا۔خواجہ صاحب موصوف ستر سالہ عمر پیرانہ سالی کے باوجود اپنے مریدوں کے ساتھ لشکر جہاد میں شریک ہوئے غرضیکہ سلطان محمود غزنوی نے اولیاء اللہ کی نظر عنایت اور شاہ ساہو اور سالار

مسعود کی جواں مردی سے ہندوستان میں فتح پائی۔ چونکہ اکثر امراء جلیل القدر جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے وہ سالار شاہ ساہو کے برادر عزیز یا اقرباء تھے اس لیے جس علاقہ پر سلطان محمود غزنوی نے لشکر کشی کی وہ سالار ساہو کی جرأت اور انکی جمعیت کی بہادری سے فتح ہوا۔

سیّد سالار اعظم مسعود غازیؒ کی شہادت تک عزم جہاد:

سلطان محمود غزنوی اپنے اقتدار سلطنت میں سالار مسعود غازی کو شامل کر کے بیشتر اختیارات امور مملکت سپرد کرنا چاہتے تھے جسے قبول کرنے سے سالار مسعود غازی نے انکار کر دیا بلکہ مشرقی ہندوستان کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے جہاد جاری رکھنے اور اشاعت اسلام کے لیے جدو جہد کرنے کی اجازت سلطان سے طلب کی۔ سلطان محمود غزنویؒ نے اپنے بھانجا کے عزم اور اصرار پر بصد حسرت و یاس اجازت دیدی۔ سلطان نے خلعت خاص چند اسپ عراقی اور دو ہاتھی اور کثیر دولت کے ساتھ رخصت فرمایا۔ اسطرح غزنی سے چل کر سالار اعظم مسعود غازیؒ براستہ کابل ہیلر تشریف لائے جہاں پہلوان لشکر غزنوی حضرت شاہ ساہو معہ ستر معلیٰ مقیم تھے۔ انہوں نے سلطان مسعودؒ کو اپنے پاس قیام کرنے کو کہا لیکن پسر کے اصرار پر جہاد جاری رکھنے کی اجازت دیدی۔ حضرت سید ابراہیم استاد اور قریبی رشتہ داران و ترکان جہاد چیدہ چیدہ سالار مسعود کے ہمراہ کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سالار مسعود غازیؒ کی ذات بابرکت کو اوصاف ظاہر و باطن سے آراستہ فرمایا تھا۔ ظاہر میں ہزاروں خدمت گار اور باطن میں فرشتے فرمانبرداری کے لیے مامور تھے۔ راستہ میں پڑاؤ کی جگہ ایک درخت کے نیچے سو گئے رویائے صادق کے ذریعہ خزانہ ملنے کی بشارت ہوئی۔ اٹھکر درخت کے نیچے کھدائی کرانے پر مدفون خزانے برآمد ہوئے جو لشکر میں تقسیم کر دیئے۔ آپؒ بڑے سخی تھے جو عام لوگوں کو بھی دولت تقسیم کرتے رہتے تھے۔

حضرت سالار مسعود غازیؒ نے مشرقی ہندوستان کی جانب کوچ کیا راستہ میں خواجہ فرید گنج شکر (پاکپتن۔ پاکستان) کے آستانہ اقدس پر حاضری دی۔ یہ علاقہ سلطان محمود غزنوی نے 999ء لغایت

1008ء میں فتح کیا تھا۔ یہاں سے براستہ ملتان دہلی کی جانب روانہ ہوئے۔ اس دوران 421ھ میں بعمر 63 سال سلطان محمود غزنوی کا انتقال ہو گیا اور قصر فروزہ غزنی میں دفن کیا گیا۔ شاہ ساہو جو غزنی افواج کے سالار اور پہلوان لشکر جہاد تھے انکے بعد سالار مسعود غازیؒ نے غزنی سے ترک سکونت فرمائی تو وہاں فتور اور سازشوں نے جنم لیا جو بالآخر سلطنت غزنی کے زوال پر منتج ہوا۔

ہندوستان میں سفر جہاد زیر سرکردگی سالار اعظم مسعود غازیؒ جاری رہا اور دہلی فتح کیا لیکن تخت دہلی ہاتھ آنے کے باوجود وہاں سلطنت کی حکمرانی پر جہاد کو ترجیح دی۔ وہاں چھ ماہ اور سولہ روز قیام کر کے میرٹھ روانہ ہوئے۔ سلطان قطب الدین ایبک نے 1014ء میں سید سالار مسعود غازیؒ سے منسوب وہاں یادگار مقبرہ تعمیر کرایا جو اب تک موجود ہے۔ لیکن آپ نے وہاں قیام نہ فرمایا اور براستہ بدایوں تمام علاقے فتح کرتے ہوئے قنوج پہنچے۔ قنوج شمالی ہند کا پایہ تخت تھا۔ حیات مسعودی کے مصنّف جو بڑے محقق تھے لکھتے ہیں کہ قنوج کو مرکز بنا کہ سالار مسعود غازیؒ نے چاروں اطراف بغرض تبلیغ اسلام وفود روانہ کئے۔ ڈسٹرکٹ گزیٹر ضلع لکھنؤ میں علاقے ضلع ہردوئی اور امیٹھی ضلع لکھنؤ کی نسبت تحریر ہے کہ یہ قصبات عرصہ تک سید سالار مسعود غازیؒ کی یادگار کے طور پر غازی پور کہلاتے تھے۔

مرئات مسعودی کے مطابق 18 سال کی عمر میں سید سالار اعظم مسعود غازیؒ قنوج سے سترکھ (حال موسومہ بارہ بنکی) دس روز میں پہنچے۔ سترکھ کو جانے کے لیے راستہ میں بلگرام۔ ملاواں، سندیلہ، ضلع ہردوئی، ملیح آباد، بجنور، امیٹھی ضلع لکھنؤ آتے ہیں، اُن علاقوں میں سلطان محمود غزنوی کی مہم جوئی کے زمانے میں جگہ جگہ مسلمانوں کی بستیاں قائم ہو گئیں تھیں۔ لہذا سالار مسعود غازیؒ نے سترکھ سے جگہ جگہ گردو نواح میں تبلیغ اسلام کے لیے وفود بھیجے۔ اس دوران حضرت شاہ ساہوؒ اور ستر معلیٰ اپنے اکلوتے بیٹے کی علالت کی خبر ملی تو دونوں انکے پاس ستھرکھ آ گئے یہاں سید سالار مسعود غازیؒ نے جنگل میں خوفناک شیر کو اپنی تلوار سے کاٹ کر ہلاک کر دیا جس پر سید ساہوؒ نے اپنے فرزند کی شجاعت اور جوانمردی پر داد دیتے ہوئے اور کثیر دولت صدقہ و خیرات کی۔ یہاں سے سید سالار مسعود غازیؒ نے اپنے چچا سالار

سیّد سیف الدین کو بہرائچ (یہ شہر دریائے گھاگرا کے پار کا علاقہ نیپال بارڈر کے قریب واقع ہے) تبلیغ اسلام کے لئے روانہ کیا جہاں جنگل ہی جنگل تھا۔ فصلات کی کاشت نہ ہونے کے برابر تھی۔ غلّہ کی کمی پر وہاں کے زمینداروں نے سید سالار سیف الدین کو محاصرے میں لے لیا تو انہوں نے سالار مسعود غازیؒ سے مدد طلب کی۔ لہذا آپؒ 423ھ لغائت 1032ء میں بعمر 18 سال بہرائچ روانہ ہوئے وہاں چھوٹی چھوٹی بستیاں تھیں جن میں خود مختار راجہ حکمران بنے بیٹھے تھے وہ سورج کی پرستش کرتے تھے۔ جہاں چند روز ہی قیام فرمایا تھا کہ سید ساہوؒ کے انتقال کی خبر ملی۔ آپ کے والدین کا مزار ستر کھ میں موجود ہے۔ بہرائچ کے راجاؤں نے سالار مسعود غازیؒ کو وہاں سے چلے جانے کا پیغام بھیجا۔ سالار اعظم نے باہم مشاورت کے بعد راجاؤں کی افوج پر حملہ کر دیا اور فتح نصیب ہوئی۔ دریائے گھاگرہ یا سارده کا نواحی علاقہ نیپال کے اس حصہ میں شامل ہے جو اضلاع بہرائچ اور کھیری کے محاذ میں پہاڑی علاقہ میں واقع ہے۔ اس علاقہ کو سید سالار مسعود غازیؒ سے بازیاب کرانے کے لیے 21 راجاؤں نے لشکر مجاہدین پر مشترکہ جنگ مسلط کر دی اور خود حملہ آور ہوئے لیکن مجاہدین اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ اسکے بعد آخیر میں ایک فیصلہ کن جنگ کے لیے تمام راجگان مجتمع ہو گئے اور ایک اجتماع عظیم اکٹھا کر لیا۔ سرحد نیپال سے لیکر دریائے گھاگرہ تک فوج ہی فوج تھی۔ باہمی مشاورت کے بعد لشکر مجاہدین پر حملہ آور ہوئے اس دوران جہاد حضرت سالار مسعود غازیؒ شہر بہرائچ سے 3-4 میل دور شدید زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ آپ کی شہادت 14 رجب 424ھ کو ہوئی۔ آپ کے ساتھ آپ کی زندگی بھر کا ساتھی مجذوب سکندر دیوانہ اور سنگھل نامی پالتو وفادار کتا اور گھوڑی موسومہ اسپ نیل بھی زخموں کی تاب نہ لا سکے۔ انکی تدفین بھی سید سالار مسعود شہیدؒ کے مزار کے قریب ہی احاطہ میں عمل میں لائی گئی۔ جو اولاد حضرت علی المرتضیٰؓ کے صلب سے سوائے بطن اطہر فاطمۃ الزہرہؓ کے وہ بھی علوی سید قرار دیئے جاتے ہیں (بحوالہ لغات کشوری۔ کریم الغات اور آدم اللغات)۔ سید ناصر حسین اہلِ تشیع لکھتے ہیں کہ جو اولاد حضرت علیؓ سے ہیں، بسلسلہ پدری وہ سید ہیں۔ سید نجم الدین کراروی لکھتے ہیں کہ "حضرت عباس علمدارؓ بن علیؓ اور محمدؒ ابن حنفیہ کی اولاد سید

قرار پائے" (مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں توضیح الدلائل۔ طبقات الانوار۔ خم غدیر تحفہ العوام)۔ اس طرح سالار مسعود غازیؒ چونکہ حضرت امام محمدؒ بن حنفیہ کی اولادوں میں سے ہونے کے ناطے سے انہیں سید کے لقب سے پکارا جائے۔

اس جہاد میں تقریباً جملہ مجاہدین نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس علاقہ میں گنج شہیداں اور شہداء کے مزارات باکثرت پائے جاتے ہیں جو مرجع خلائق ہیں۔ اس عظیم شہادت کے کچھ عرصہ بعد کفر و شرک بڑھنے لگا۔ ہندوستان میں بت پرستی ترقی کر گئی اس لیے کفر والحاد کی اس سرزمین پر اسلام کی جو شمع مذکورہ مجاہدین اسلام نے فروزاں کی تھی اسکی حفاظت اور نور اسلام کی مستقل بنیادوں پر ضیاء پاشی کیلئے حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواجہ معین الدین چشتیؒ کو اجمیر بھیجا اور انہوں سلطان الہند کا اعزاز پانے پر یہاں 561ھ میں تشریف لاکر نور اسلام کی روشنی پھیلائی اور بغیر کسی جنگ وقتال کے رشد و ہدایت سے پاک و ہند میں اسلام پھیلایا یہ وہی جگہ ہے جہاں سید سالار ساہوؒ کی زیر سرکردگی جہاد کا آغاز ہو کر سید سالار اعظم مسعود غازیؒ کی پیدائش اور جوان ہو کر شہادت بمقام بہرائچ (آخری سرحدی علاقہ یوپی ہند) پر منتج ہوئی جہاں احیاء دین کا بیڑہ سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اٹھایا اور جنکے وصال 632ھ تک پر عزم سلسلہ جاری رہا۔ جنکے خلفاء نے تمام پاک و ہند کے علاقوں میں جا کر اسلام پھیلایا۔ عالمی تاریخ دان ابن بطوطہ کی روایت کے مطابق شہنشاہ الہند محمد شاہ تغلق دوران مدت 42-1340ء خود بہرائچ آیا اور حضرت سالار اعظم مسعود غازیؒ کے مزار اقدس کا جائزہ لیا۔ اسوقت مزار کا دروازہ صرف ایک ہی تھا۔ جو اس قدر تنگ تھا کہ ہجوم خلائق کی وجہ سے ابن بطوطہ اور بادشاہ اندر نہ جا سکے لہذا اندرونی مسجد، مزار شریف کے اوپر کا گنبد، اندرونی احاطہ، زائرین کوٹھریاں اور بڑا بلند بغل دروازہ شہنشاہ تغلق نے تعمیر کرائے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "آئینہ مسعودی" مطبع رزاقی کانپور (انڈیا) مرتبہ اقبال احمد 1937)۔

اسمائے گرامی نامور اکابرین عزیز واقرباء سیّد سالار مسعود غازیؒ حقیقی بھانجا سلطان محمود غزنوی

(جو دوران معرکہ جہاد ۴۰۰ھ لغائت ۱۰۱۵ء تا ۱۰۳۴ء شہید ہوئے)

1۔ دہلی کے قریب رائے مہپال کی افواج سے معرکہ جہاد کے دوران میر سید اعزاز الدین شہید ہوئے جو مجاہدین اسلام کے ہراول دستہ کے سالار تھے اور سالار اعظم مسعود غازیؒ کی زیر کمان شدید جنگ کے بعد عظیم فتح یابی نصیب ہوئی۔ جنکی دہلی میں تجہیز و تکفین سیّد مسعود غازیؒ نے خود کروائی جنکا بلند روضہ ہزار سالوں سے مرجعِ خلائق ہے۔ دہلی کی حکومت میر بایزید جعفر کو معہ تین ہزار سواران لشکر دیکر سپرد کی اور خود بقایا لشکر مجاہدین کے ساتھ میرٹھ کی جانب یلغار جاری رکھی۔

2۔ ڈاکٹر فوہرر نامور تاریخ دان لکھتے ہیں کہ سلطان قطب الدین ایبک نے میرٹھ میں ایک یادگار مقبرہ سیدّ مسعود غازیؒ کے لیے تعمیر کرایا جو اب تک میرٹھ کے میدان میں موجود ہے۔ یہی روایت ڈسٹرکٹ گزیٹیر میں رقم ہے۔ لیکن سیّد سالار مسعود غازیؒ جہاد کرتے ہوئے میرٹھ سے قنوج اور وہاں سے مراد آباد براستہ حسن پور اور سنبھل بدایوں اور بلند شہر سے گزر کر قصبہ گنور پہنچے یہاں انکے ہمراہی ایک بزرگ تاج الدین ترک کا مزار ہے۔

3۔ سیّد سالار مسعودؒ لشکر مجاہدین لے کر جب قنّوج پہنچے جو شمالی ہند کا پایۂ تخت تھا۔ اس کو مرکز بنا کر مختلف اطراف میں تبلیغ دین و جہاد کے لیے اپنے اقرباء اور ساتھیوں کو مامور کیا۔ ان میں مہی بختاور کو کانپور بھیجا جو بعد فتحیابی وہاں شہید ہوئے، وہیں ان کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔

4۔ سید میر اعزاز الدین لال پیر کو گوپا مئو بھیجا۔ اسی طرح ملک فیصل کو بنارس اور اس کے اطراف کے لیے مامور کیا۔ امیر حسن کو مہوبہ ضلع ہمیر پور بھیجا وہ وہاں شہید ہوئے۔ ڈاکٹر فوہرر کے مطابق 1235ء میں سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں مذکور لال پیر کا مقبرہ تعمیر کرایا گیا۔

5۔ سالار اعظم مسعود غازیؒ کے بمقام سترکھ (بارہ بنکی) قیام کے دوران مظفر خان نائب حاکم اجمیر کے قاصد کے بدست عرضداشت موصول ہوئی کہ اجمیر کے رائے دیندیال واجیپال اور گردونواح کے راجاؤں نے بڑی سرکشی اختیار کرلی ہے اور چاروں طرف سے جوق درجوق افواج جمع کی جارہی ہے اور کچھ مسلمانوں کو محصور کردیا گیا ہے اس لیے فوری امداد واعانت طلب کی گئی۔ جس پر سالار مسعود غازیؒ

نے سید ابراہیم بارہ ہزاری اور اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے میر ہاشم، نجم الملک، عین الملک، سراج الملک، نظام الملک، نصر الملک ومیاں رجب علی وغیرہ سے مشاورت کے بعد اپنے رشتہ دار سید ابراہیم جو پہلے بھی اجمیر کی جانب لشکر کشی کر کے گردونواح سے خوب واقف تھے انکو اس مہم پر مامور کیا۔ سید ابراہیم بارہ ہزار مسلح لشکر مجاہدین لے کر اپنے دیگر عزیزوں جن میں سید بدیع الدین، سید محمود صمد اور سید حمید شامل تھے انکو ہمراہ لے کر اجمیر اور دھند گڑھ روانہ ہوے راستہ میں بمقام حلبیہ مخالف فوج سے مڈبھیڑ ہوگئی جن کو بہادر مجاہدین نے مار بھگایا اس میں جناب عزیز الدین شہید ہوئے اُن کو جلیسر میں دفنایا گیا۔ اس کے بعد لشکر مجاہدین دھند گڑھ پہنچے جہاں دو (2) لاکھ افواج نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ سید ابراہیم نے بڑے جوش ولولہ اور مجاہدین کی بہادری کی وجہ سے فتح حاصل کی۔ وہاں ہزار ہا مجاہدین بھی شہید ہوئے لیکن قلعہ کے اندر اور باہر حتّٰی کہ ہر محاذ پر فتح نصیب ہوئی اس معرکہ میں سید محمود اور بدیع الدین نے معہ اپنے رفقاء کے جام شہادت نوش فرمایا۔ بعد فتح یابی سید ابراہیم رات عبادت معبود حقیقی میں مصروف تھے کہ رائے تیج پال نے ایک ہزار لشکر کی معیّت میں لشکر مجاہدین کے پڑاؤ پر شبخون مارا اور انہیں دوران سجدہ انکے برادر حقیقی سید اسمٰعیل سمیت شہید کر دیا۔ گو مجاہدین نے جملہ حملہ آوروں کو کیفر کردار تک پہنچایا لیکن اس دوران کفاران کا پیچھا کرتے ہوئے رائے تیج پال جو موضع تجارہ میں روپوش تھا وہاں انکا محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا۔ اس دوران میاں علاؤالدین معہ چند ساتھیوں کے شہید ہوئے۔ اسی معرکہ میں سید حمید الدینؒ کے گلہ مین تیر آہنی لگا۔ شیخ دوست محمد زخمی حالت میں سید حمید الدین کو جب پڑاؤ لشکر مجاہدین کی جانب لے جا رہے تھے کہ راستہ میں اُنکا انتقال ہوگیا اس لیے وہیں علاقہ حال موسومہ کوٹ قاسم تدفین عمل میں آئی۔

6۔ سید ابراہیم نام کے دو بزرگوں کے مزارات جلیسر اور ریواڑی ضلع گوڑگاؤں میں موجود ہیں۔ اصل شخصیت جو رشتہ دار سید سالار اعظم مسعود غازی ہیں کا مزار شہر ریواڑی کے وسط میں واقع عمارت کے احاطہ میں ہے۔ اندر جنوب میں مسجد اور صحن ہے اس سے ملحقہ عمارت میں تین مزار موجود ہیں۔ اول

غرب میں سید ابراہیم شہید دوسرا اُنکے بھائی سید اسمٰعیل شہید اور تیسرا شرقی جانب اُنکی والدہ ماجدہ بی بی فاطمہ کا مزار انور ہے۔ جبکہ غربی دیوار میں باہر کی جانب انکے والد ماجد سید ابوصالح کا چھوٹا سا مزار بنا ہوا ہے۔ سید بدیع الدین صاحب بڑے سیّد کے نام سے مشہور ہوئے تھے۔ جن کا وہاں مزار موجود ہے جبکہ میاں علیم الدین شہید کا مزار محلّہ قاضی باڑہ میں ہے۔ سید محمود صمد کا مزار پرانی ریواڑی کی سڑک رونده دہلی پر واقع ہے اور سید علاؤ الدین کے مزار کے پشت پر مزار حضرت سید ابراہیم صاحب بارہ ہزاری کا ہے اور انکے خالہ زاد بھائی سید حمید الدین جو دوران معرکہ جہاد بمقام تجارہ زخمی ہو کر ریواڑی آرہے تھے کہ راستہ میں بمقام کوٹ قاسم وصال ہو گیا تھا وہیں دفن کیے گئے۔ یہ علاقہ کوٹ قاسم ریاست جے پور ریواڑی سے چند میل فاصلہ پر واقع ہے۔ جو قلعہ کشن گڑھ اور ریواڑی سے غرب جنوب میں 15/16 میل کے فاصلہ پر ہے اور قصبہ تجارہ ریاست الور میں ریواڑی کے دیگر ہمنام بزرگ دراصل سید ابراہیم مشہدی سبزواری ہیں جنکا مزار جلیسر میں ہے جو 497ھ میں وہاں شہید ہو کر انکی تدفین ہوئی جبکہ سید ابراہیم بارہ ہزاری کی شہادت 420ھ میں ہوئی جو سالار اعظم مسعود غازیؒ کے استاد مکرم تھے۔ جنکا مزار ریواڑی میں موجود ہے جسکی تفصیل اوپر بیان کی گئی ہے۔

7۔ حضرت سالار ساہوؒ اپنے پسر سالار اعظم مسعود غازیؒ کی یاد ستانے پر ہیلر سے اپنے پسر کے پاس آ گئے یہاں سے سید سالار مسعود غازیؒ نے اپنے چچا سالار سیف الدین کو بہرائچ روانہ کیا جہاں کے راجاؤں نے مشترکہ جنگ کرنے کی تیاری شروع کر دی تھی۔ حتیٰ کہ بعد میں وہاں سخت مقابلہ کے پیش نظر خود بھی تشریف لے گئے جبکہ سید سالار ساہوؒ نے ملک عبداللہ راجو کو کڑا میں اور ملک قطب حیدر کو مانک پور میں اقتدار سنبھالنے اور تبلیغ دین کے لیے مامور فرما کر خود ستر کھ تشریف لے گئے۔ مقامی روایت کے مطابق سید سالار مسعود غازیؒ کے دو ساتھی بزرگ حاجی جمال اور ملک امام الدین کے مزارات مذکورہ جگہوں پر موجود ہیں۔

8۔ ڈسٹرکٹ گزیٹیر کے مطابق رائے بریلی میں سید سالار ساہوؒ نے بالمئو پر حملہ کر کے فتح کیا تھا۔

جسے ملک عبداللہ کی ماتحتی میں دے دیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد ملک فیروز نے سترکھ سے اطلاع دی کہ سید سالار ساہوؒ علیل رہ کر وصال فرما گئے۔ وہیں آپ کا مزار بنا جو مرجع خلائق ہے۔

9۔ بمقام بہرائچ ۲۱ راجاؤں نے مل کر لشکر مجاہدین زیر کمان سید سالار مسعود غازیؒ پر حملہ کیا۔ سرحد نیپال سے لیکر دریائے گھاگرہ تک فوج ہی فوج تھی۔ معرکہ جہاد شروع ہو گیا دشمن کی فوج کی کثرت کا خیال نہ کرتے ہوئے سخت دھوپ و گرمی میں دوپہر تک جنگ جاری رہی اس وقت مجاہدین کا لشکر کا بڑا حصہ شہید ہو چکا۔ آپ بھی تھک کر اپنے لگائے ہوئے باغ میں مہوہ کے پیڑ کے نیچے گھوڑی سے اتر پڑے تھے کہ لشکر کفار نے باغ کے گرد گھیرا ڈال دیا آپ نے پھر گھوڑی پر سوار ہو کر جہاد جاری رکھا اس دوران دشمن کا تیر حلق میں لگا۔ سکندر دیوانہ جو بابا برہنہ موسوم تھے نے فوراً آقا کو گھوڑی سے اتار لیا لیکن سالار اعظمؒ جانبر نہ ہو سکے اور شہید ہو گئے۔ حضرت سالار سیف الدین کے مزار کے گوشۂ غرب و جنوب میں 6 فرلانگ کے فاصلہ پر سید سالار مسعود غازیؒ کا مزار اقدس بنا جو مقدس زیارت گاہ خلائق ہے۔ بعد میں کئی مسلم سلاطین نے آپ کا مقبرہ، بلند دروازہ تعمیر کرایا اور تزین و آرائش کرتے رہے۔ آپؒ کی درگاہ کے احاطہ میں آپ کی گھوڑی اسپ نیل اور برہنہ دیوانہ اور بی بی زہرہ کا بھی مزار ہے۔

10۔ بمقام بہرائچ راجاؤں سے جنگ کے دوران سید نصر اللہ شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر شہید ہوئے وہ موضع ڈکولی موسوم ہے۔ وہیں پر انکا مزار موجود ہے۔

(ملاحظہ ہوں کتب تواریخ موسومہ، تاریخ فرشتہ، تاریخ بنائے گیتی، مرأتِ مسعودی، تاریخ محمودی، تاریخ سید سالار مسعود غازی ابوالحسنات قطب الدین مطبع نامی لکھنو 1994ء مرتبہ عبدالرحمٰن چشتی و آئینہ مسعودی مرتبہ اقبال احمد (بہرائچ۔ یو۔ پی۔ انڈیا) مطبع رزّاقی کانپور (انڈیا))۔

11۔ سید سالار مسعود غازیؒ نے دوران معرکہ جہاد اپنے لشکر اور وفود برائے تبلیغ اسلام بھی مختلف علاقوں میں روانہ کئے اور ہر دستہ کی قیادت انکے نائب سالاروں کے سپرد کی گئی۔ مثلاً غازی عبداللہ جیلانی جواں سال مجاہد (اولاد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کو ریگستان راجپوتانہ روانہ کیا جو جہاد کرتے ہوئے

ساحل سمندر حال بمبئی تک جا پہنچے۔ انکے بھائی غازی سعید اللہ جیلانیؒ جنکا لقب غازی مظفر الدین جیلانی تھا انہوں نے بستی عبداللہ نگر آباد کی جو علاقہ اودھ میں موجود ہے۔ انکے علاوہ مظفر آباد، مظفر پور، مظفر گڑھ اور مظفر نگر وغیرہ بستیاں بھی انہوں نے آباد کیں۔ انکے فرزند عبداللہ جیلانی بمقام سعد اللہ نگر ضلع ہردوئی اور سعد اللہ ضلع سلطان پور تشریف لائے جہاں انکی اولاد اور نو مسلم آباد ہیں۔ غرضیکہ غازی عبداللہ جیلانی مذکورہ بالا فتوحات کے بعد ترہٹیا (حال خیر آباد ضلع سیتا پور، اودھ) واپس آ گئے اور وہاں سے میرٹھ کے مقام پر سید سالار اعظم مسعود غازیؒ کے بڑے لشکر سے آملے۔ جب ترہٹیا کا معرکہ سر ہوا اور اسلامی لشکر کو بجنور کے علاقے میں فتح نصیب ہوئی تو اس معرکہ کے بعد سبحان پورہ (موجوہ اکولا قدیم) میں زبردست جنگ ہوئی جہاں پر فتوحات کے بعد نماز شکرانہ ادا کی گئی جس کی امامت خود سید سالار مسعود غازیؒ نے فرمائی جبکہ خطبہ غازی نظام الدین جیلانیؒ نے دیا اور اسکے قریب ہی بستی آباد ہوئی جو جلال آباد کے نام سے موسوم ہوئی اسکے اور " لکھنا پور" یا لچھمن پور (حال موسوم لکھنو) کے محاصرہ کے وقت غازی صلاح الدین حیدر جیلانی کی سرکردگی میں جو خندق شب و روز محنت کر کے مجاہدین نے " بھر" فوج سے مقابلہ کیلئے تیار کی تھی وہ ہی خندق ایک نہر کی شکل میں تبدیل ہوگئی جو نہر غازی صلاح الدین کے نام سے منسوب ہے۔ یہ نہر (سابقہ خندق) شہر لکھنو کو تین اطراف سے حصار بنائے ہوئے گزرتی ہے شہر کی اہم سڑکوں کے کئی پل اس نہر پر واقع ہیں یہ پرانی یادگار آج بھی آبائی پرانے لکھنو کو آباد کرنے کی ابتداء کی یاد دلاتی ہے۔

تاریخی روایت کے مطابق جب رامچند رجی لنکا فتح کر کے اپنے بن باس کا زمانہ پورا کر کے واپس ہندوستان تشریف لائے تو اپنی جنم بھومی علاقہ لاہور اور پاکپتن میں خود اقتدار سنبھالا جبکہ سابقہ علاقہ حال لکھنوء کے قریب وجوار کی سرزمین انہوں نے اپنے ہمسفر بھائی لچھمن کو عطا کر دی۔ ان کے قیام سے دریائے گومتی کے کنارے واقع ایک ٹیلہ پر بستی آباد ہوگئی جو لچھمن پور مشہور ہوئی۔ یہ بھی روایت مشہور ہے کہ مہاراجہ یدھشٹر کے پوتے راجہ جنم جی نے یہ علاقہ برناض بزرگوں رشیوں اور منیوں کو جاگیر

میں دیا تھا۔جنہوں نے یہاں چپہ چپہ پر آشرم بنائے۔ایک مدت کے بعد انکو کمزور پا کر دونئی قومیں ہمالیہ کی ترائی سے آ کر اس خطہ پر قابض ہوگئیں۔جو باہم ملتی جلتی تھیں اور جو ایک ہی نسل کی دو شاخیں ہوگئی تھیں ان میں ایک "بھر" اور دوسری "ہانسی" قوم موسوم ہوئی۔1030ء میں انہی اقوام سے ابتدائی مجاہدین اسلام کا مقابلہ ہوا تھا اور غالباً انہی پر بختیار خلیجی نے 1202ء میں چڑھائی کی تھی لہذا اس سرزمین پر جو مسلمان خاندان پہلے آ کر آباد ہوئے وہ بالخصوص سید سالار اعظم مسعود غازیؒ کے ہمراہ آنے والے عزیز و اقربا اور انکے اکابرین شامل تھے (ملاحظہ ہو تاریخ گذشتہ لکھنو از مولانا عبدالحلیم شرر لکھنو بر صفحہ 21)

ملک محمد مصطفیٰ شہیدؒ کا ہمراہ سالار اعظم سید مسعود غازیؒ علاقہ لکھنوء آمد و شہادت تشریف لانا:

تمام یوپی کا علاقہ یعنی ہردُوئی۔ اُناوٗ۔ کانپور۔ میرٹھ۔ ستھرک (حال بارہ بنکی) سلطان پور، کاکوری، کسمنڈی اور امیٹھی وغیرہ سید سالار اعظم مسعود غازیؒ کے نائب سالاروں (کمانڈر، پہلوان لشکر) نے لشکر مجاہدین کی کمان کرتے ہوئے فتح کئے اور مذکورہ شہروں کی بنیاد رکھی۔ انہی سالاروں/ کمانڈروں میں سے ایک نامور پہلوان لشکر ملک محمد مصطفیٰ نے علاقہ کھتیل موہن لال گنج لکھنو کے قریب واقع آبادی (حال موسومہ بہدیسوا) میں سکونتی "بھر" اقوام کو شکست دیکر گردونواح کے علاقے فتح کرنے کے دوران آپؒ موضع مذکورہ میں واقع جنگل وگڑھی کے قریب شہید ہوئے وہاں آپ کا مزار مبارک میدان گنج شہیداں کے درمیان عرصہ تقریباً ایک ہزار سالوں سے مرجع خلائق ہے جو درگاہ بابا کے نام سے موسوم ہے اور بطابق ریکارڈ محکمہ اوقاف سُنّی بورڈ کی تحویل میں موجود ہے۔ملک محمد مصطفیٰ کے ہمرکاب جو انکے بھائی یا قریبی عزیز تھے جنہوں نے لکھنو کے گردونوح کے علاقوں میں دادشجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا انکے اسمائے گرامی اور جائے شہادت/ مدفن حسب ذیل ہیں:

1۔ ملک محمد مصطفیٰ شہید۔مزار بمقام بہدیسوا تحصیل موہن لال گنج ضلع لکھنو۔

2۔ ملک محمد عمر شہید۔قصبہ بجنور ضلع لکھنوء۔

3۔ ملک محمد برہان الدین شہید۔موضع چندراول ضلع لکھنوء۔

4۔ ملک قمرالدین شہید ۔موضع چندراول ضلع لکھنوء۔5۔سیدّ ملک محمد آدم ولی اللہ شہید ۔ باغ صحبتیا۔شہر لکھنوء۔

6۔ ملک محمد یوسف شہید۔مزار بمقام امیٹھی ضلع لکھنو ۔

7۔ سعد اللہ صدیقی ہمراہ سپہ سالار مسعود غازیؒ تشریف لائے ۔مزار بمقام سعد اللہ نگر ضلع لکھنو ۔

مطابق اندراج ریونیو ریکارڈ و دفتر کلکٹر/ڈپٹی کمشنر ضلع لکھنوء فرد انتخاب واجب الارض بہدیسوا، پرگنہ نگوہاں، تحصیل موہن لال گنج ضلع لکھنو مشمولہ جلد بندوست 1862ء دفعہ نمبر 1 درباب تاریخ تحریر ہے کہ ملک محمد مصطفیٰ پہلوان معہ اپنے برادران، پسران اور دیگر جمعیت اقرباء کے شہر بدخشاں سے ہمراہ سید سالار اعظم مسعود غازیؒ قصبہ سر کرنے آئے اور دوران معرکہ جہاد شہید ہوئے۔بعد فتحیابی قصبہ انکے پسران محمد داد اور اللہ داد نے قصبہ مذکور پر تسلط حاصل کر کے گڑھی کے قریب جنگل کٹوا کر مواضعات آباد کئے۔منجملہ اولاد ملک محمد مصطفیٰ شہید قاضی امداد علی نے بعہد شہنشاہ جلال الدین اکبر فرمانِ شاہی کے ذریعہ عہدۂ قضاء (جج ۔منصف) پر سرفرازی اور اسی وجہ سے یہ خاندان بخطاب " قاضی " مشہور ہے۔ ملک محمد مصطفیٰ شہیدؒ کے پسر محمد داد نے اپنے پسر حقداد کے نام پر بستی حقداد پور آباد کی۔اس وجہ سے حال موضع بہدیسوا سابقہ حقداد پور کے نام سے موسوم تھی۔ان مورث اعلیٰ کا قصبانہ وجاگیر 94 مواضعات پر مشتمل تھی جس میں 64 گاؤں نگوہاں اور تیس گاؤں سیسینڈی میں واقع تھے۔

راقم الحروف نے محنت شاقہ سے جو خاندانی شجرہ مرتب کیا اس کے درست ہونے کے خاندان کے معزز اراکین میں جناب حافظ فخر الدین صاحب پردھان مکھیا انکے پسر محمد ایوب صاحب وکیل۔قاضی سعید الدین، فرید الدین اور محکمہ سنّی وقف املاک کے وقف انسپکٹر مظہر اسلام صاحب دسٹرکٹ مجسٹریٹ آفس لکھنو نے اپنے تصدیقی دستخط ثبت کئے مذکورہ مرتبہ شجرہ نسب کو کتاب ہذا میں شامل کیا گیا ہے اس میں لاولد اصحاب اور بیشتر خواتین کے اسمائے گرامی شامل نہ کیے گئے کیونکہ آئندہ نسل مطابق قانون شریعت اولاد نرینہ سے چلتی ہے۔اسی اصول کو مدنظر رکھ کر شجرہ مرتب کیا گیا ہے۔

28.8.28

نقل انتخاب واجب الارض موضع بہدسوا پرگنہ نگوہاں تحصیل موہن لال گنج ضلع لکھنو، مشمولہ جلد بندوبست ۱۸۶۲ء اجلاس منشی کالے پرکاش صاحب:

صدر منصرم۔ آج مسمی منصب علی نمبر دار موضع ہذا و بسوارے و چوکیدار و آسامیان دیہہ نے حاضر ہوکر شرائط مندرجہ دفعات واجب العرض ہذا کو بعد سماعت حرف بحرف ہمارے روبرو تصدیق و تسلیم کیا۔

دفعہ نمبر 1۔ درباب تواریخ: یہ موضع مضروبی کوسی پڑ گانوں اس کا نہیں بوجہ گزرنے مدت دراز کے وجہ تسمیہ مدت آبادی معلوم نہیں لیکن بروایت یہ ہے کہ ملک مصطفےٰ پہلوان قوم شیخ صدیقی مذہب سنّی معہ پسران اپنے و دیگر جمعیت کے شہر بدخشاں سے ہمراہ سید سالار مسعود غازیؒ کے قصبہ سر کرنے آئے معرکہ جہاد ملک مصطفےٰ مذکور مورث میرے دیہہ ہذا میں کر سبا لگا۔ ایک جنگل معہ گدہی بنام روبہدسوانیا شہید ہوئے اور بعد فتح یابی کے محمد داؤد و محمد اللہ داد او پسران ملک مصطفےٰ نے دیہہ ہذا پر قبضہ و دخل کر کے متصل دیہہ ہذا احمد داؤد نے حقدار پور بنام محمد حق واو پسر اپنے کے آباد کرایا، لیکن نیا مرد بہدسوا آبادی حقدار پور مشہور ہے۔ اور منجملہ اولاد محمد مصطفےٰ کے قاضی امداد علی نے بعہد محمد جلال الدین اکبر بادشاہ، عہدۂ قضا پر سرفرازی پائی کہ اسی وجہ سے یہ خاندان بخطاب قاضی مشہور ہے و مشکور بخش نے ایک پُروہ بنام شہزاد پور اور ایک پُروہ قاضی امداد علی نے آباد کرایا کہ وہ بسبب آباد نہ ہونے ملوک نامی قوم آہیر کے ملوک پور مشہور ہوا اور ایک پُروہ مجھ مالک دیہہ نے موسومہ منصب کٹرہ آباد کرایا اب جملہ تین پُروہ شامل موضع ہیں سابق سن بعہد نواب بندوبست دیہہ ہذا حسب تجویز حاکم وقت ہوتا رہا بوقت عملداری سرکار دولتمدار ۱۲۶۴ء فصلی میں بندوبست سرسری دیہہ ہذا بنام شیخ منصب علی ولایت علی کی ضلع دریا آباد سے منعقد ہوا بعد بلوہ ۱۲۶۵ء و فصلی میں یہی بندوبست بحال رہا ربیع ۱۲۶۶ء فصلی میں یہ موضع ضلع دریا آباد سے خارج ہوکر شامل تحصیل موہن لال گنج ضلع لکھنو کے ہوا اب بندوبست پختہ میں بعد تحقیقات کے ڈگری حق اعلی اس گاؤں کی بنام مجھ شیخ منصب علی صادر ہوکر جمع مال گزاری سالانہ حصہ مال وسوائی میں رسید دے خریف ۱۲۷۴ء فصل لغایت ربیع ۱۳۰۳ء فصلی مطابق ۱۸۹۶ء عیسوی واجب تیس ۳۰ سالہ و آئندہ باتجویز جمع ثانی تجویز ہوئے۔ لہذا من مالک دیہہ جملہ مذکورہ بالا سال بسال فصل تفصیل حسب اقساط مندرجہ ذیل

خریف /۸		ربیع /۸۔	
نومبر	دسمبر	مئی	جون
۴	۴	۴	۴

بلا عذر آفت آراضی وسماوی داخل خزانہ سرکار کرتا ہونگا۔ فقط

دستخط

مزار سلطان محمود غزنوی

سلطان محمود غزنوی

اصل آثار مزار سید سالار شاہ غازیؒ (بہنوئی سلطان محمود غزنوی)
سپہ سالار، پہلوان لشکر مجاہدین

مین گیٹ مزار اقدس سید سالار شاہ غازیؒ

مقبرہ سید سالار شاہ غازیؒ (بہنوئی سلطان محمود غزنوی)
واقع شہر ستھرک حال موسومہ بارہ بنکی (یوپی۔انڈیا)

عظیم بیرونی دروازہ درگاہ
حضرت سالار اعظم مسعود غازیؒ

اندرونی کمپاؤنڈ میں دروازہ درگاہ
سالار اعظم مسعود غازیؒ

مزار اقدس سالار اعظم مسعود غازیؒ
میں داخل ہونے کا دروازہ

مزار اقدس سید سالار اعظم مسعود غازیؒ
(بہرائچ یوپی انڈیا)

درگاہ بر مزار اقدس سالار (کمانڈر) محمد مصطفیٰ شہیدؒ
واقع موضع بہدیسوا (ضلع لکھنو)

مزار سالار (کمانڈر) ملک محمد مصطفیٰ شہیدؒ بہدیسوا (ضلع لکھنو)
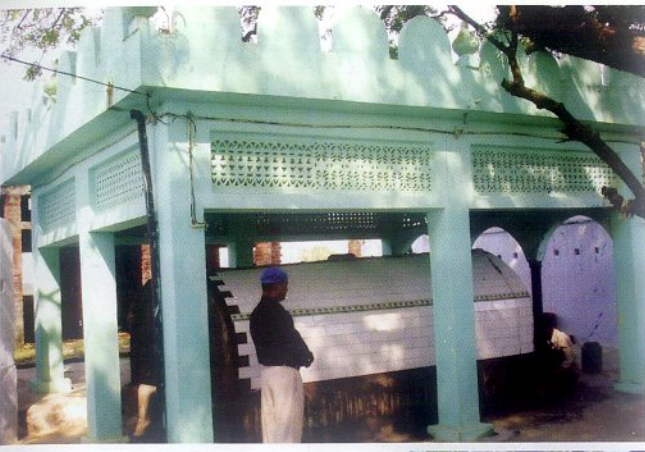
مزارِاقدس ملک محمد عمرؒ شہید
یہاں آپ اور اُن کے گھوڑے کا مدفن ہے
(موضع بجنور ضلع لکھنو، یوپی۔انڈیا)

درگاہ سید سالار قاسمؒ
(کسمنڈی۔انڈیا)

درگاہ سید سالار حاتمؒ
(کسمنڈی۔انڈیا)

درگاہ میاں مٹھن سالارؒ
(سعد اللہ نگر، ضلع لکھنو۔انڈیا)

مزار ملک برہان الدینؒ شہید
(موضع چندراوَل ضلع لکھنو، یوپی۔انڈیا)

سالار/سادات موضع نیوتنی وکسمنڈی کلاں تحصیل ملیح آباد ضلع لکھنو

تاریخ اسلام کے عظیم حادثہ کربلا کے واقعہ کے بعد کثیر تعداد میں اولاد خانوادہ رسول مقبول ﷺ تبلغ اسلام کے نئے ایران میں آباد ہو گئے کیونکہ خاندان رسالت ﷺ کے واحد چشم و چراغ امام زین العابدین جو حضرت امام حسینؓ کی زوجہ محترمہ حضرت شہر بانو جنکا تعلق ایران کے شاہی خاندان سے تھا کی اولاد ہیں۔ ایران کے مشہور شہر شیراز۔ اصفہان اور نیشاپور نہ صرف یہ کہ تجارتی مراکز تھے بلکہ وہاں دینی تعلیمی اداروں سے فارغ ہونے والے نوجوان دور دراز ممالک میں اسلام کی ضیاء پاشی کے لئے جاتے تھے، برصغیر کے یو۔ پی کے علاقہ میں آباد ہونے والے سادات زیادہ تر ایران یا براستہ بخارا و بدخشان غزنی پہنچے جہاں سلطان محمود غزنوی نے ان معزز افراد کی خصوصی پذیرائی فرمائی اور اعلیٰ مناصب پر سرفراز فرمایا۔ سلطان محمود کے لشکر کے کمانڈر شاہ ساہوؒ جو حضرت علیؓ کی اولاد تھے۔ جن کے تقویٰ جرئات اور بہادری سے متاثر ہو کر سلطان محمود غزنوی نے اپنی حقیقی ہمشیرہ ستر معلیٰ سے انکا عقد کر دیا جنکے بطن سے سیّد سالار مسعود غازیؒ تولد ہوئے جنکی تعلیم و تربیت کے بعد انہیں لشکر مجاہدین کا سالار مقرر کیا گیا جو تبلیغ دین و جہاد کے لیے عازم ہندوستان ہوئے۔

نیشاپور کے مضافات میں عربوں کا ایک بڑا قبیلہ آباد تھا۔ ان میں ایک نوجوان سردار میراں شاہ معروف شخصیت تھے۔ جن کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں امام علی رضاؑ سے جا ملتا ہے۔ تبلیغ دین و جہاد کے سلسلہ میں یہ قبیلہ اپنے قرابت داروں کے ہمراہ زیر سرکردگی سالار اعظم مسعود غازیؒ وسطی ہندوستان پہنچا اور ضلع کانپور اور ضلع اُنّاؤ کی سرحد پر واقع موضع نیوتنی میں پڑاؤ ڈالا جس کے گرد و نواح کے علاقوں میں پرانے تاریخی قصبات موہان، صفی پور، امیٹھی بجنور سعد اللہ نگر، کسمنڈی اور بہدیسوا وغیرہ واقع ہیں۔ ان علاقوں میں بھر قوم آباد تھی جنکے خلاف معرکہ آرائی کے بعد وہ علاقے فتح ہو کر مجاہدین کا تسلّط قائم ہوا۔ وہاں مساجد، مدرسے اور تبلیغی ادارے قائم ہوئے اور تمام علاقے کو اسلام کی شمع سے منوّر کر دیا۔

جنکے پانچ فرزندان و سالار شمس الدین، سالار نجم الدین، سالار حاتم، سالار قاسم اور سالار شہاب الدین تھے جنکا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ یہ اصحاب بھی مدینہ سے ہجرت کر کے غزنی پہنچے اور سلطان محمود غزنوی کے دربار میں باریاب ہوئے۔ عزت اور فضیلت اور سلطان محمود کے بھانجہ سید سالار مسعود غازیؒ کے ہمراہ لشکر مجاہدین حال لکھنو (یوپی) کے علاقہ کی جانب یلغار کی۔ انکے ہمراہ سید موسیٰ اور سید ہاشم اولاد امام علی رضا بھی ہمرکاب ہوئے جنہوں نے دوران معرکہ جہاد جہاں شہادت پائی

وہیں انکے مزارات عرصہ زائد ایک ہزار سالوں سے مرجع خلائق ہیں۔ 1031ء میں سالار شمس الدین نے علاقہ کسمنڈی کلاں تحصیل ملیح آباد ضلع لکھنؤ فتح کیا وہاں انکا مزار موجود ہے جو لکھنؤ سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ملحقہ علاقہ نیوتنی و کسمنڈی کلاں میں سید میراں شاہ کی اولادوں میں سید مسعودؒ اور انکے فرزند سید نصب علی جنکے بیٹے محبوب علی اور محبّ علی تھے انکی شادیاں ضلع لکھنؤ کے مشہور خاندان شیخ غلام اولیاء صدیقی اور موضع بہدیسواء کے زمیندار خاندانوں میں ہوئیں۔

ان تمام مذکورہ بالا علاقوں کی اکثریت اُن مجاہدین کی اولادیں ہیں جو سید سالار مسعود غازیؒ (مزار بمقام بہڑائچ، یوپی۔انڈیا) کے لشکر مجاہدین کی فتح یابی کے بعد آباد ہوئے۔ نیوتنی خاندان میں میر محبوب علی رضوی کے دو فرزندان میر جعفر علی اور میر سید علی تھے جنہوں نے کسمنڈی میں سکونت اختیار کی اور اسی قصبہ میں شادی کی جنکے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ آخر عمر میں انکی اولادوں میں سے میر علی رضا اور میر فرزند علی دوبارہ جا کر نیوتنی آباد ہو گئے۔ میر علی رضا کے اکلوتے فرزند میر محمد رضا تھے جو اودھ چیف کورٹ لکھنؤ کے جج مقرر ہوئے اور بطور چیف جسٹس بیسویں صدی کی تیسری دہائی کے ابتدائی سالوں میں ریٹائر ہوئے۔ انکی اولادوں میں سید آل رضا اور سید ہاشم رضا تھے۔ سید آل رضا نامور وکیل ہونے کے علاوہ ادبستان لکھنؤ کے بلند پایہ شاعر تھے۔ انکے ایک دیگر بھائی برصغیر میں حکومت کے اعلیٰ کلیدی عہدوں پر فائز رہے جبکہ سید ہاشم رضا پاکستان کے چیف سیٹلمنٹ کمشنر اور فیڈرل گورنمنٹ کے اعلیٰ مناصب پر فائز رہے جنکا اوائل 2004ء کراچی میں انتقال ہو گیا۔ کسمنڈی کے رضوی سنّی خاندان کے افراد کی شادی بہدیسوا کے بزرگ ملک محمد مصطفیٰ شہیدؒ کے خاندان کی اولادوں سے ہوئی۔ مؤلف کتاب ہذا کی دختر مینا کا عقد سیّد محمد لئیق کے پسر سیّد سلمان سے 2006ء میں پاکستان میں ہوا۔

قاضی القضاۃ قاضی نصر اللہ: یہ جدا مجد راجگان محمود آباد تھے انکے والد قاضی امام الدین دور سلطنت تغلق بخارا سے دہلی تشریف لائے۔ قاضی نصر اللہ کے والد قاضی نظام الدین کی شادی امروہہ (یو۔پی۔انڈیا) میں ہوئی وہیں قیام اختیار فرمایا۔ قاضی نصر اللہ کے صاحبزادے دور سلطنت لودھی خاندان منصب قضاء امروہہ پر فائز ہوئے۔ اعزاز و اکرام شاہی سے روز بروز انکی عزت دوبالا ہوئی اور بڑا عروج حاصل ہوا۔ علاقہ اودھ میں جسقدر صدیقی حسب نسب سے تعلق رکھنے والے ہیں اکثر و بیشتر انکی اولادیں ہیں۔ ریاست محمود آباد و بلہرہ کا قضیانہ قاضی نصر اللہ کے زمانہ سے قائم ہے۔ صلہ خدمات میں خلعت شاہی کے مستحق ہوئے۔ اس سلسلہ میں اس خاندان کو خطاب خانی عطا ہوا۔ راجگان محمود آباد و بلہرہ اپنے اعزاز اور وقار کی وجہ سے اس علاقہ کی ممتاز شخصیات تصور ہوتی ہیں۔

دوقومی نظریہ اور قیام پاکستان

مغل شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد برصغیر میں مسلمانوں کا بارہ سو سالہ دور اقتدار ختم ہوگیا تھا۔ جنگ پلاسی 1757ء میں برطانیہ کی فوج نے سراج الدولہ کو شکست دیکر برصغیر کے کونے کونے سے تمام علاقائی مسلم حکومتوں کو ختم کر دیا۔ 1761ء میں احمد شاہ ابدالی نے ہندی مسلمانوں کی قیادت کو سنبھالا دینے کی کوشش کی جبکہ سلطان حیدر علی نے دکن میں بند باندھنے کی کوشش کی اور 1799ء مین سلطان ٹیپو نے اپنے والد کے مشن کو پورا کرنے کیلئے اپنی جان تک کی بازی لگادی لیکن ملت کے ترکش کا یہ آخری تیر بھی غداروں کی بدولت خطاء ہوگیا۔ حتٰی کہ دور مغلیہ کے آخری چراغ بہادر شاہ ظفر کی برائے نام حکومت کو بھی 1857ء میں گل کر کے برصغیر کے تمام مسلمان کو محکوم بنالیا گیا۔

1857ء میں مسلمانوں نے اپنی منتشر قوت کو جمع کر کے آخری بازی لگائی لیکن اس مرتبہ سکھوں کی غدّاری کی وجہ سے مسلمانوں کے ہاتھوں سلطنت واقتدار جاتا رہا۔ پلاسی کے میدان مین جنگ اپنوں کی غدّاری غیروں کی مکاری، ہندووں کی عیاری نے غلامی کا جوٗا مسلمانوں کے گلے میں پہنادیا۔

غلامی کے اندھیروں میں شاہ ولی اللہ اور انکے بیٹوں نے اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کے خلاف مہم چلائی سیر سید احمد خان نے مسلمانوں کی نجات، حصول علم سے حاصل ہونے کیلئے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی صورت میں مسلمان کی آزادی کیلئے چراغ روشن کیا۔

1879ء میں سید جمال الدین افغانی نے وسطی ایشیائی ریاستوں اور برصغیر میں مسلم اکثریتی علاقوں کو ملا کر ایک مسلم جمہوریہ تشکیل دینے کا تصور پیش کیا۔

عبدالحلیم شرر نے 32 اگست 1890ء کے اپنے جریدہ "مہذب" کے اداریہ میں فرقہ وارانہ فسادات کے نتیجہ میں یہ تجویز رکھی کہ صورت حال اس قدر کشیدہ ہوچکی ہے کہ اب یہی راستہ باقی رہ گیا ہے کہ ہندوستان کو ہندووں اور مسلمانوں کی آبادی کو منتقلی کی بنیاد پر تقیم کردیا جائے۔

جناب مشتاق حسین المعروف نواب وقار الملک: آپ 1841ء میں بمقام مراد آباد (انڈیا) پیدا ہوئے۔ امروہہ میں تعلیم حاصل کی۔ 1861ء میں سر سیّد احمد خان جو اس وقت سب جج تھے نے انہیں اپنا ریڈر مقرر کرلیا۔ حیدر آباد دکن میں ناظم عدالت دیوانی تعینات ہوئے اور ترقی پا کر جوڈیشل کمشنر کے عہدے پر سرفرازی پائی۔ نظام دکن نے انہیں وقار الملک کا خطاب دیا پھر جب علیگڑہ کالج میں

نواب محسن الملک اور یو پی کے گورنر انتھونی میکڈانل کے درمیان چپقلش شروع ہوئی تو نواب محسن الملک کا ساتھ دینے علیگڑھ تشریف لے گئے جو بعد ازاں نواب محسن الملک کی جگہ علی گڑھ کالج کے سیکریڑی منتخب ہوئے۔ انہوں نے مسلمانان ہند کی جداگانہ سیاسی تنظیم قائم کرنے کیلئے اہم اور کلیدی کردار ادا کیا۔ اکتوبر 1901ء میں لکھنو میں مسلمانوں کا ایک اجلاس منعقد کیا پھر پورے ہندوستان کا دورہ کر کے مسلمانوں کو ایک الگ سیاسی جماعت بنانے کی ضرورت کا احساس دلایا۔ جولائی 1903ء میں سہارنپور کے مقام پر ایک جلسہ عام منعقد کیا جس مین محمڈن پولیٹیکل ایسوسی ایشن قائم کی جس نے عرصہ تین سال بعد آل انڈیا مسلم لیگ کی صورت اختیار کر لی۔ 1906ء میں ڈھاکہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سیاسی اجلاس کی صدارت فرمائی۔ سر آغا خان مسلم لیگ کے صدر، نواب وقار الملک جنرل سیکرٹری اور نواب محسن الملک اس نئی سیاسی جماعت کے پہلے جائنٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ 1910ء میں سر آغا خان کی تحریک پر ایم۔اے۔او کالج کو علیگڑھ مسلم یونیورسٹی بنا دیا گیا جس کے لئے تمام ہندوستان کا دورہ کر کے چندہ جمع کیا، جو مسلمانوں کی عظیم تعلیمی درسگاہ بن گئی۔ اس کے طلباء نے تحریک آزادی میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ آپ کا تشکیل پاکستان سے قبل 27 جنوری 1917ء کو امروہہ میں وصال ہو گیا۔

تاریخ پاکستان کو دو مختلف ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اوّل مدت 1890ء سے 1930 تک کا دور فکری اور نظریاتی تشکیل کا دور تھا۔ جبکہ دوسر دور 1930 سے 1947 تک کی مدت پر محیط ہے۔ جو عملی جدوجہد اور اسکے ثمرات کا دور ہے۔ اوّل فکری اور نظریاتی دور میں سید جمال الدین افغانی اور شاہ ولی اللہ نے اسلامی مملکت اور اتحاد بین المسلمین کا تصور پیش کیا۔ ولایت علی خان نے اپنے قلمی نام "بمبوق" سے اپنے کالم میں تجویز پیش کی کہ شمالی اور مشرقی ہندوستان مسلمانوں کو اور بقیہ علاقہ ہندوؤں کو دیدیا جائے۔

اکتوبر 1917ء میں پہلی جنگ عظیم کے دوران یورپ میں اسٹاک ہوم کے مقام پر برصغیر ہند میں صوبوں پر مشتمل ایک فیڈریشن تشکیل دینے کا مطالبہ پیش کیا گیا۔ اس دوران ڈاکٹر عبدالجبار خیری اور پروفیسر عبدالستار خیری نے بھی ایک تحریری بیان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین تقسیم ہند کا منصوبہ پیش کیا۔

1923ء میں مولانا حسرت موہانی نے مسلم اکثریتی صوبوں کو مسلم ریاستوں اور اسی طرح ہندوؤں کے اکثریتی صوبوں کو ہندو ریاستوں میں بدل دینے کی سکیم پیش کی۔

1924ء میں سردار گل خان صدر اسلامی انجمن نے شمالی سرحدی کمیٹی کے روبرو شہادت دیتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ آگرہ کے شمال سے لیکر پشاور تک ایک علیحدہ ریاست تشکیل دی جائے۔

1924ء میں لالہ لجپت رائے اور 1928ء میں مولانا مرتضیٰ خان میکش نے انڈین ڈومینین میں رہتے ہوئے مسلم آزاد صوبہ جات کا نظریہ پیش کیا۔

1925ء میں مولانا محمد علی نے فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کے لیے علیحدگی کی تجویز پیش کی جبکہ 1929ء میں مسلم اکابرین مولانا عبیداللہ سندھی سر آغا خان، نواب ذوالفقار علی خان اور سر راس مسعود نے بھی انفرادی طور پر تقسیم برصغیر کے نظریات پیش کئے۔

1930ء میں عبدالقادر بلگرامی نے مسٹر گاندھی کے نام ایک کھلا خط تحریر کیا جس میں نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے مابین برصغیر کی تقسیم کی وکالت کی گئی تھی کہ برصغیر کے اضلاع کی فہرست پیش کی کہ کون کون سے اضلاع ہندو مسلم علاقوں میں تقسیم کئے جاویں۔

1930ء میں علامہ اقبالؒ نے اپنے خطبہ الہ آباد کے ذریعہ دوقومی نظریہ پر مدلّل خطبہ دیا اور مسلمانوں کے لیے علیحدہ جداگانہ وطن کا نظریہ پیش کیا۔

1933ء کو چوہدری رحمت علی نے برصغیر کے مختلف علاقوں کو نئے نام دیکر آزاد مملکتوں پر مشتمل خاکہ لندن میں ایک پمفلٹ لکھ کر مسلم اکابرین اور سلطنت برطانیہ کے حکمرانوں کو پیش کیا۔ اس پمفلٹ بعنوان Now or Never (اب یا کبھی نہیں) میں کشمیر سرحد پنجاب، سندھ اور بلوچستان پر مشتمل تین کروڑ مسلمانوں کے لیے ایک جداگانہ آزاد وفاقی مملکت قائم کرنے کا مطالبہ شامل تھا جو انڈین ڈومینیں کا حصہ نہ ہو جو چوھری رحمت علی نے تین قریبی دوستوں سے ہم مشورہ ہو کر تیار کیا اسطرح مسلمانوں کیلیے علیحدہ اور جداگانہ خودمختار وطن کا تصور اور اسکا نام پاکستان سامنے آیا جسکی توثیق علامہ اقبالؒ سے انکے قیام لنڈن کے دوران حاصل کی گئی لیکن چودھری رحمت علی نے بعدازاں قائداعظم محمد علی جناحؒ اور علامہ اقبالؒ کے تمام ہندوستان کی مختلف خطوں میں تقسیم سے صرف نظر کر کے صرف مطالبہ پاکستان کے نظریہ سے اختلاف کیا بلکہ ان سے اپنے نجی نظریاتی اختلاف کے سبب گمراہ کن روّیہ اپنالیا تھی کہ حضرت قائداعظمؒ کی شان میں گستاخانہ کلمات نہ صرف یہ کہ اپنے خطابات میں ادا کئے بلکہ ضبط تحریر میں بھی لائے اسی روّیہ

سے وہ تنہا رہ گئے حتّٰی کہ گمنامی اور کسمپرسی کے عالم میں لندن میں وفات پا گئے اور اپنی مدفن کے لیے کیمرج (لنڈن) کا انتخاب کیا جہاں کے قبرستان میں انکا مرقد بنا۔ ان وجوہات کے سبب انہیں ایک قومی ہیرو یا راہنما کا درجہ حاصل نہ ہو سکا۔ (ملاحظہ ہو کتاب " گستاخ قائداعظم چودھری رحمت علی " مرتبہ منیر احمد منیر انتساب جناب مجید نظامی (مدیر اعلیٰ روزنامہ نوائے وقت) آتش فشاں پبلشر 78 ستلج بلاک (اقبال ٹاؤن) لاہور تبصرہ بر کتاب ڈاکٹر انور سدید نوائے وقت مورخہ 4.12.2005۔

اکتوبر 1938 میں سندھ مسلم لیگ کانفرس منعقدہ کراچی میں اپنے صدارتی خطبہ میں حضرت قائداعظمؒ نے فرمایا:

" کانگریس ایسی صورت حال پیدا کر رہی ہے جو ہندوستان کے عموداً اور افقاً حصّے بخرے کر دے گی"

سر عبداللہ ہارون نے بھی اسی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے تقسیم ہند کی جانب اشارہ دیا۔

1938-39ء کے دوران چودھری خلیق الزماں صدیقی عبدالرحمٰن صدیقی میاں کفالت علی، ڈاکٹر عبداللطیف، سر سکندر حیات خان، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ڈاکٹر سید ظفر الحسن اور علی گڑھ کے ڈاکٹر ایم افضل قادری نے علیحدہ مسلم ریاست کیلئے منصوبے مرتب کئے اور تقسیم ہند کو موثر بنانے کی قابل عمل تجاویز پیش کیں (ملاحظہ ہو کتاب پاکستان کا ارتقاء مرتبہ سید شریف الدین پیرزادہ ایڈوکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان کراچی)۔

علامہ اقبالؒ نے قائداعظمؒ کو خطوط کے ذریعہ اپنے موقف کا اعادہ کر کے مسلم ریاست کے تصوّر پر غور کرنے پر آمادہ کیا، علامہؒ نے فرمایا:

"اسلامی شریعت کا نفاذ مسلمانوں کی علیحدہ ریاست کے بغیر ناممکن ہے ورنہ متبادل راستہ خانہ جنگی (Civil War) ہوگا"

دسمبر 1938 میں پٹنہ مسلم لیگ سیشن میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کو اس بناء پر مسترد کر دیا گیا کہ اس سے ہندو راج قائم ہوگا۔ اس اجلاس میں پہلی مرتبہ محمد علی جناحؒ کو قوم نے قائداعظم کے خطاب سے سرفراز کیا۔

30 فروری 1940ء کو قائداعظم نے اپنا نقطہ نظر کھل کر اس طرح بیان کیا:

"لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہمارا مطمح نظر کیا ہے؟ بات بالکل صاف ہے برطانیہ ہندوستان پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ مسٹر گاندھی اور کانگریس مسلمانوں اور ہندوستان دونوں پر حکومت کرنا چاہتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ نہ برطانیہ کو ہندوستان پر حکومت کرنے دینگے اور نہ مسٹر گاندھی اور کانگریس کو کرنے دینگے۔ ہم دونوں کے اثر سے آزاد ہونا چاہتے ہیں"

23 مارچ 1940ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس منعقدہ لاہور میں قرارداد پاکستان پیش ہوکر پاس ہوئی جبکہ کانگرس جداگانہ انتخاب کی مخالفت اور نیشنل ازم (One Nation Theory) کے موقف پر ڈٹی رہی۔

مارچ 1940 میں سر کرپس مشن (Sir Crips Mission) نے انڈیا کیلئے Dominion Status کی تجویز پیش کی جسکی رو سے کانگرس کو مشورہ دیا گیا کہ وہ مسلم لیگ کا مطالبہ تسلیم کرلے لیکن کانگریس مشترکہ نیشنل گورنمنٹ پر مصر رہی۔ 1945ء میں منعقد جنرل الیکشن میں مسلم لیگ کو مسلم سیٹوں پر چھیاسی فیصد حصہ ملا اور مسلم اکثریت والے صوبوں میں حکومت بنانے کا حق حاصل ہوگیا۔ یو۔ پی لکھنو کے علاقے سے تحریک پاکستان کے نامور اکابرین میں راجہ آف محمود آباد اور چوہدری خلیق الزمان تھے جنکا صدیقی خاندانوں سے تعلق تھا انکی زیر سرکردگی میں مؤلف کتاب ہذا کے والد قاضی محمد ذکی الدین نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں اس علاقے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ضلع مسلم لیگ کے عہدے دار کی حیثیت کے علاوہ خاندانی قرابت داری کے سبب مسلم سیٹوں پر مذکورہ اصحاب کی کامیابی کے لیے اپنی خدمات بروئے کار لائے اور انہیں شاندار کامیابی نصیب ہوئی۔

جون 1947ء میں آل انڈیا ریڈیو سے قائداعظم نے خطاب فرمایا اور پہلی بار پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگایا۔

14 اگست 1947ء کو وائسرائے ہند نے خود کراچی آکر قائداعظم محمد علی جناح کو بطور پہلے گورنر جنرل مملکت خداداد پاکستان کا اقتدار حوالے کیا۔ اسطرح پاکستان کی نوزائیدہ مملکت مسلم اکابرین کی جدوجہد اور تحریک پاکستان سے وابسطہ علماء، مشائخ، ولی اللہ اور بزرگان دین کی نظر شفقت سے برصغیر تقسیم ہوکر پاکستان معرض وجود میں آگیا۔

علیحدہ قوم ہیں اس لیے ہندوؤں کے ساتھ انکی وفاداری کی کیا نوعیت ہوگی؟ وہ اپنے اسلامی تشخص کو مؤثر انداز میں تحفظ اور بحثیت قوم اپنے وجود کو کیسے دوسری قوموں اور سیاسی قوتوں سے منوا سکتے ہیں؟

مسلمانوں کے سوادِ اعظم کے ذریعہ 1946ء کے فیصلہ کُن انتخابات میں مسلم لیگ کو اکثریت دلانے کی غرض سے برصغیر کے تمام مقتدر سنّی علماء ومشائخ کی بمقام بنارس سنّی کانفرس منعقد ہوئی۔ علماء اور مشائخ کے ذوق وشوق سے بڑھ کر قومی فریضہ کی ادائیگی کے شدید احساس کا اندازہ اس تاریخی حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ برصغیر کے اطراف واکناف سے چھ ہزار جید علماء کرام ومشائخ عظام نے قیام پاکستان کا عہد پورا کرنے کے لیے عوام میں مسلم لیگ کو مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت سے مقبول بنانے کے مُصمّم عزم سے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے شرکت کی۔ اسطرح بنارس سنّی کانفرنس تحریک پاکستان کا نقطۂ عروج ثابت ہوئی۔ اس میں جو قرارداد پاس ہوئی اُس سے اس عزم کی توثیق ہوتی ہے:

"اگر اب مسلم لیگ کی قیادت خدانخواستہ پاکستان کے مطالبہ سے دستبردار بھی ہوگئی تو ہم اس مطالبے سے دستبردار نہیں ہوں گے"

علامہ فضل حق خیر آبادی: تحریک پاکستان کے علمی جدوجہد کے دور میں عام مسلمانوں، اہل علم مسلم اکابرین کے علاوہ جن جیّد علماء اور مشائخ نے بھی بڑا کردار ادا کیا ان میں حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی اور مولانا احمد رضا خان بریلوی دوقومی نظریہ کے بے باک ترجمان تھے۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے سب سے پہلے مسلمانوں کو انگریزوں کے خلاف منظّم کر کے سلطنت برطانیہ کی اس کالونی میں اقتدار کی بنیادیں ہلادیں۔ انکی تحریک والئی اودھ نواب واجد علی شاہ (مزار واقع حسین آباد لکھنو انڈیا) کی معزولی کے کچھ عرصہ بعد شروع ہوگئی۔ آپ بہادر شاہ ظفر کے معتمد، مقرب اور مشیر خاص تھے۔ انگریزوں نے آپ کو جزائر انڈیمان (کالا پانی) میں قید کر دیا۔ ان پر بربریت کے پہاڑ ٹوٹے آپ نے قید خانے میں کپڑوں کے چیتھڑوں پر کوئلہ کی سیاہی سے تحریریں قلمبند کیں اور وہیں انکی وفات ہوگئی۔

مولانا عبدالحامد بدایونی: تحریک پاکستان کے ہراول دستے میں خانوادۂ قادریہ بدایوں (یوپی انڈیا) کے بطلِ جلیل مولانا عبدالحامد بدایونیؒ شامل تھے جنھوں نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے دسمبر 1939ء کو مرادآباد کے جلسے میں خطاب کرتے ہوئے واضح طور پر ایک علیحدہ مسلم ریاست کے قیام کی تجویز پیش کی تھی۔ نومبر 1942ء میں پنجاب پرونشل مسلم لیگ کانفرنس منعقدہ بمقام لائل پور (حال موسومہ فیصل آباد) میں واضح طور پر فرمایا تھا کہ مطالبہ پاکستان کا مطلب ایک ایسی ریاست کا قیام جس میں اسلامی شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی حاصل ہوگی۔ 1946ء میں مولانا پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ، محدث علی پوریؒ، پیر صاحب مانکی شریفؒ اور مولانا نعیم الدین مرادآبادیؒ کے ساتھ مل کر آل انڈیا سُنّی کانفرنس منعقد کی اور یہ ثابت کر دیا کہ سوادِ اعظم اہلِ سنت تحریک پاکستان کے حق میں ہے۔ 1947ء میں آپ نے سرحد کے ریفرنڈم میں کلیدی کردار ادا کیا اور فاتح سرحد کے خطاب سے یاد کیے گئے۔ 1944ء میں آل انڈیا رائٹرز کمیٹی کے مذہبی شعبہ میں مولانا حامد بدایونی، مولانا عبدالقدوس ہاشمی اور مولانا حسن مثنّیٰ ندوی کو شامل کیا گیا۔ 1941 میں لدھیانہ میں تحریک پاکستان کانفرنس کا انعقاد کیا۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا عبدالحامد بدایونی نے مولانا ابوالحسنات لاہوری کے ساتھ مل کر جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھی۔ 1953ء میں تحریک ختم نبوت کے اہم رہنما قرار پائے۔

مولانا عبدالحامد بدایونی کے ہمعصر دیگر علماء میں مولانا عبدالباری، یکے از علماء فرنگی محل لکھنو، مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر علی خان، مولوی محرم علی چشتی اور مولانا عبدالستار خان نیازی میانوالی (پاکستان) و دیگر مشائخ و صوفیاء شامل تھے۔

بریلوی مکتب فکر نے اپنی وفاداریاں مسلم لیگ کے ساتھ وابستہ کرلیں جبکہ علماء دیوبند مخالفت پر گامزن رہے۔ قبلہ پیر جماعت علیشاہ (پنجاب پاکستان) نے مسلمانوں کی مسلم لیگ میں شمولیت کی حمایت ۲۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو کی تھی۔

خواجہ قمرالدین سیالویؒ (گدی نشین سیال شریف ضلع سرگودھا پاکستان) نے انتخابات میں مسلم لیگ کا علی الاعلان ساتھ دیا اور یونینسٹ پارٹی کے باثر اکابرین اور جاگیرداران علاقہ کی قطعاً پرواہ نہ کی۔

علماءِ فرنگی محل (لکھنو، یو پی انڈیا) نے مسلم لیگ کے عظیم الشان جلسے منعقد کر کے رائے عامہ ہموار کی اور تحریک پاکستان کو جلا بخشی اور انہی کے پلیٹ فارم سے نعرہ انقلاب بلند ہوا کہ پاکستان کا مطلب کیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه یہ ولولہ انگیز نعرہ تھوڑے عرصہ میں زبان زد عام ہو گیا جو کسی پارٹی کے منشور یا اس کی پاس کردہ قرارداد کا حصہ تھا۔ یہ کسی ولی اللہ کا نعرۂ مستانہ تھا جس نے اساس پاکستان کیلئے تحریک کو مہمیز کا کام کیا۔

عظیم مفکر اسلام مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (والد محترم جناب شاہ احمد نورانی صدیقی (پاکستان) نے بیرون ممالک میں تحریک پاکستان کو روشناس کرایا جبکہ مولانا حسرت موہانی نے مسلم لیگ کا نیا نصب العین مرتب کیا۔ تحریک پاکستان کے موید مشائخ میں حضرت صاحبزادہ محمد محبوب الرسولؒ کا نام سرفہرست ہے۔ انہوں نے 1937ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے امیدوار راجہ غضنفر علی خان کو کامیاب کرایا اور بعد میں بھی خدمات کا سلسلہ جاری رہا۔ (تاریخ مشائخ نقشبندیہ صفحہ 684 مرتبہ پروفیسر صاحبزادہ محمد عبدالرسول ملاحظہ ہو)۔

اصل پاکستان بنانے والوں کا خواب کیا تھا اور تعبیر کیا نکلی یہ ایک دردانگیز داستان ہے۔ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو زمامِ کار سنبھالنے والوں میں اکثر لوگ وہ تھے جو قوم کو اس کی منزل سے دور لے گئے اور پاکستان کے قیام کا مقصد پورا کرنے کے لیے کوئی ٹھوس بنیاد فراہم نہ کی۔ ملک پر مفاد پرستوں کی گرفت مضبوط ہوگئی۔ نظریہ پاکستان کی قدریں وہ اجاگر نہ ہوسکیں جس کی تشریح علامہ اقبالؒ اور حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے کی تھی۔ آج بھی وقت کا تقاضا ہے کہ ہم اقبالؒ اور قائد اعظمؒ کے فرمودات پر عمل پیرا ہو کر اپنی تمام تر توجہ اصلاح احوال کی جانب مرکوز کریں چاہیے تا کہ اسلامی مملکت خداداد حقیقی اسلامی فلاحی ریاست (Muslim Welfare State) بن جائے۔

☆☆☆☆☆☆

تحریک آزادی میں برصغیر کی نامور تاریخ ساز شخصیات کا کردار

سلطان ٹیپو شہید

برصغیر میں جرات ، بہادری، شجاعت دلیری اور صدق ووفا کا ہمیشہ زندہ رہنے والا کردار سلطان ٹیپو شہید ہیں سلطان ۱۷۵۰ء میں دیون ہلی کے مقام پر تولد ہوئے۔ انکا سلسلہ نسب عربوں کے قریش مکہ سے ملتا ہے۔ انکے والد حیدر علی گو خواندہ مگر غیر معمولی ذہین تھے۔ ایک معمولی عہدیدار سے ترقی کر کے اپنی ریاست کے حکمران بن گئے۔ انہیں اپنے تعلیمی فقدان کا شدید احساس تھا اسلئے انہوں نے اپنے فرزند کو اعلیٰ تعلیم دلانے کا بندوست کیا۔ دینی تعلیم کے علاوہ مروجہ دیگر علوم و عسکری تعلیم دلائی سلطان ٹیپو نے علاقائی زبانوں کے علاوہ انگریزی ،فرانسیسی اور عربی زبان کی تعلیم حاصل کی۔ وہ برصغیر کے تمام مسلمان حکمرانوں سے زیادہ تعلیم یافتہ تھے سلطان ٹیپو نے ۱۵ سال کی عمر میں پہلی مرتبہ اپنے والد کے ہمراہ کرناٹک کے میدان میں انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیا اور اسکے بعد وہ زندگی کی آخری سانس تک انگریزوں کے خلاف برسرپیکار رہے۔ بہادر باپ کے انتقال کے بعد ۱۷۸۲ء میں سلطنت خداداد میسور کی قیادت سنبھالی۔ اپنی رعایا کی خدمت اور انگریزوں کے خلاف جہاد انہیں اپنے والد سے ورثہ میں ملا تھا۔ سلطان کی زندگی پر دین اسلام کی گہری چھاپ تھی۔ سلطان کو یہ انفرادیت حاصل ہے کہ انہوں نے فضائل جہاد سے متعلق تمام احادیث کو کتابی شکل میں یکجا کر کے اس وقت کے جملہ مسلم حکمرانوں بالخصوص سلطان ترکی اور شاہ افغانستان کو بھجوائیں جسکا مقصد یہ تھا کہ مسلم حکمرانوں کو جہاد کا بھولا سبق یاد دلایا جائے۔ سلطان کے اسی جذبہ جہاد سے انگریز خائف تھے۔ وہ تمام برصغیر پر حکمرانی کے راستہ میں سلطان ٹیپو کو اپنے راستہ کی سب سے رکاوٹ سمجھتے تھے۔ برصغیر میں انگریزوں کو سب سے زیادہ لڑائیاں سلطان کے خلاف لڑنا پڑیں اور شکست پہ شکست انگریزوں کا مقدر بننے لگی تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ برٹش آرمی اور دیسی فوج سے سلطان کو شکست دینا ممکن نہیں اس لئے انہوں نے مکاری اور عیاری سے غداروں کو اندر سے خرید ا اور باہر سے نظام حیدر آباد، مرہٹوں اودھ کے حکمرانوں اور ہندوؤں کو ساتھ ملا کر 1799ء میں میسور کی جانب یلغار کی اور سلطان ٹیپو کو قلعے میں محصور ہونے پر مجبور کر دیا۔ محاصرہ ختم کرنے کے لیے ذلّت آمیز شرائط پر مبنی معاہدہ سلطان کو بھجوایا جسے قبول کرنے سے سلطان نے انکار کر دیا

جس کے بعد دو تین روز لگاتار قلعہ پر گولہ باری ہوتی رہی جس سے قلعہ کی دیوار میں شگاف پڑ گیا۔ انگریزوں کی فوج غداروں کی مدد اور اعانت سے قلعہ میں داخل ہوگئی اور وہاں بارہ ہزار بچے، بوڑھے، عورتیں اور جوان تہہ تیغ کر دیئے حتّٰی کہ سلطان کی تمام فوج بھی بہادری سے لڑتی ہوئی شہید ہوگئی۔ اور اس معرکہ میں سلطان ٹیپو خود بھی شہید ہو گئے۔

عشق رازِ بُود بر صحرا نہاد - تو نہ دانی جان چہ مشتاقانہ داد

از نگاہِ خواجہ بدر و حنین - فقر سلطان وارثِ جذبہ حسین

(اقبالؒ)

☆ ☆ ☆

علامہ محمد اقبالؒ مفکر پاکستان

علامہ اقبالؒ بمقام سیالکوٹ پنجاب (پاکستان) پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے مولانا میر حسن جو اپنے وقت کے عظیم سکالر تھے سے حاصل کی۔ مڈل اور میٹرک امتحانات وظیفہ لیکر پاس کیئے گورنمنٹ کالج لاہور میں جب داخلہ لیا تو اس وقت انکے نامور استاد نامور اہل قلم پروفیسر آرنلڈ تھے۔ کالج کے دور طالبعلمی سے اشعار لکھنا شروع کیئے۔ عربی اور انگریزی مضامین میں انفرادی مقام حاصل کیا اور اورنٹیل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور میں فلسفہ کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔ انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس میں اپنی شہرہِ آفاق نظم "نالۂ یتیم" خود پڑھی جس نے انہیں ایک دن میں عالمی شہرت عطا کر دی۔ فلسفہ پر متعدد کتب کے مصنّف بنے۔ 1905ء میں انگلستان گئے جہاں کیمبرج یونیورسٹی میں فلسفہ کے طالبعلم کی حیثیت سے داخل ہو گئے۔ آپ نے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری میونخ (جرمنی) سے حاصل کی۔ اسکے بعد انگلینڈ میں قانون کی تعلیم حاصل کر کے لنڈن بار میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کو لنڈن یونیورسٹی میں عربی کا پروفیسر مقرر کر دیا گیا اسکے بعد وہ واپس انڈیا آ گئے اور گورنمنٹ کالج لاہور سے اپنے تدریسی کیریّر کا آغاز کیا۔ بعد میں مستعفی ہو کر وکالت کی پریکٹس شروع کر دی اور سیاست میں بھی قدم رکھا۔ ۱۹۲۶ء میں پنجاب لیجیسلیٹو اسمبلی کے ایم۔ ایل۔ اے منتخب ہوئے۔ آپ نے لنڈن میں گول میز کانفرنس میں شرکت کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے منعقدہ اجلاس بمقام الہ آباد میں اپنا تاریخ خطبہ دیا اور برصغیر میں ایک اسلامی نظریاتی مملکت کے قیام

کا تصور پیش کیا۔ انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناحؒ کو برصغیر میں مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے پر آمادہ کیا۔ برصغیر کے مسلمانوں کیلئے علیحدہ نظریاتی مملکت کے قیام کو ناگزیر ثابت کیا اور اس مقصد کے حصول کے لئے محمد علی جناحؒ سے بہتر قائدانہ صلاحیتوں کا حامل کسی دیگر لیڈر کو نہ پایا انکی نظر انتخاب جس مسلم لیڈر پر پڑی اور اس سے جو امیدیں انہوں نے وابستہ کی تھیں وہ انکی وفات کے بعد تشکیل پاکستان کی صورت میں پوری ہوئی۔ آپؒ کا قیام پاکستان سے قبل ہی انتقال ہوگیا اور پاکستان کے مرکزی تاریخی شہر کی بادشاہی مسجد سے ملحقہ جگہ پر آپ کا مرقد بنا۔ علامہ اقبالؒ کا احیائے دین اسلام کے سلسلہ میں ذاتی نظریہ جمود کے بجائے حرکت پر قائم تھا وہ احیائے دین کے نہ صرف داعی تھے بلکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اتحاد بین المسلمین کے علمبردار تھے۔ عالم اسلام کی یکجہتی اور اخوت کیلئے جمال الدین افغانی کے افکار و نظریات کو فروغ دیا۔ وہ اسکے قائل تھے کہ اسلام کے بنیادی اصولوں کو چھوڑ کر قوم اپنے معاملات میں اجتہاد کے عمل سے ترقی کرے۔ ہر فروعی فقہی معاملہ میں اس امر پر زور دیتے تھے کہ ہر نئی نسل اپنے نئے معاشرتی تقاضوں کی وجہ سے گذشتہ نسلوں کی فقہی تعبیر یا اجماع کے فقہی معاملات کی تعبیر اپنے وقت کے جدید تقاضوں اور اپنی بدلتی ہوئی ضرورت کو مدنظر رکھ کر کرے۔

علامہ کے نظریہ میں روائتی اسلامی ریاست کا قیام نہ تھا بلکہ جدید اسلامی ریاست کا قیام تھا۔ انہوں نے مغربیت اور جدیدیت میں امتیاز واضح کیا۔ علامہ ووٹوں کی اکثریت پر مبنی جمہوریت کے قائل نہ تھے لیکن جمہوریت کو یکسر ترک کرنے پر بھی آمادہ نہ تھے۔ علامہ اقبالؒ مغربی تہذیب و تمدن پر مبنی مملکت نہیں بلکہ جدیدیت پر مبنی نظریاتی مملکت کے داعی تھے۔ علامہ اقبال لبرل ازم اور اجتہاد کے عمل سے قوم کو جس منزل کی جانب لیجانا چاہتے تھے اس کو قبول کرنے کیلئے نہ تو قدامت پسند علماء تیار ہیں اور نہ ہی ہماری موجودہ نسل اس کے لیے تیار ہے۔ اس لئے علامہ اقبالؒ آج کے پاکستان کا مفکر نہیں بلکہ مستقبل کی آئیڈیل اسلامی نظریاتی مملکت کا مفکر ہے۔ علامہ اقبالؒ 9 سال مصر میں الازہر اسلامی یونیورسٹی میں درس و تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ علامہ نے جدید علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم کے بنیادی تقاضوں سے بھی طلبہ کو روشناس کرایا۔ انکے کہنے پر جامعہ الازہر کے نصاب میں اہم تبدیلیاں لائی گئیں۔ جس سے چند سالوں میں علامہ کی علمی سرگرمیوں کے باعث مصر میں بڑے بڑے عالم، اہل قلم

اور مقرر و مبلغ اسلام پیدا ہو گئے جنہوں نے مصر کی تحریک آزادی میں اہم کردار ادا کیا جبکہ برصغیر میں انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کو صف آراء ہو کر مسلمانوں کیلئے علیحدہ مملکت کے قیام کیلئے انکے خطبہ الہٰ آباد کو پاکستان کی آزادی کا سنگ میل قرار دیا گیا۔ 17 جنوری 1931ء کو انقلاب اخبار نے اپنے اداریئے میں علامہ اقبالؒ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا کہ:

"خدا اس مبارک ہستی کو سلامت رکھے جس نے پریاگ (الہ باد کا پرانا نام) میں سب سے پہلی مرتبہ راہ گم کردہ اور قومیت اور جمہوریت کے فریب کارانہ دعاوی سے مسحور ملّت کیلئے ہدایت کی حقیقی روشنی کا بندوبست کیا۔ خدا کو منظور ہوا تو یہ روشنی زندگی کی صحیح منزل مقصود تک اسلامیان ہند کی رفیق رہے گی"

9 نومبر 1944ء کو لاہور میں یوم اقبال کی تقریب کے موقع پر اپنے پیغام میں قائداعظمؒ نے علامہ اقبالؒ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا کہ:

"ایک عظیم شاعر اور مفکر ہوتے ہوئے بھی وہ عملی سیاست دان کے طور پر کسی لحاظ سے کم نہ تھے۔ اسلام کے اصولوں پر اپنے پختہ عقیدے اور ایمان کی بدولت وہ ان چند ہستیوں میں سے تھے جنہوں نے ہندوستان کے شمال مغربی اور شمال مشرقی علاقوں میں ایک اسلامی ریاست کے ممکنہ قیام پر غور کیا اور بالاخر جو قیام پاکستان پر منتج ہوا"

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اقبال ڈے پر تقریر کرتے ہوئے ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

"فلسفہ جس کے پڑھنے سے موجودہ نوجوان راستہ سے بھٹک جاتا ہے، وہ اُس کا مقتدی نہ تھا بلکہ امام تھا۔ شراب کے ایک دو گھونٹ پی لینے سے موجودہ نوجوان بہک جاتا ہے، وہ مرد فقیر اس کا سمندر پیئے بیٹھا تھا۔ جونہی اس نے مغربی تہذیب میں قدم رکھا حتیٰ کہ وہ اس کے منجدھار میں پہنچ گیا تو وہ قرآن میں گم ہو چکا تھا۔ وہ قرآن کی زبان سے بولتا تھا اور قرآن کی آنکھ سے دیکھتا تھا۔ بلاشبہ وہ گذشتہ 400 سال کے مفسرّین قرآن کا لیڈر نظر آتا ہے"۔

(نوائے وقت لاہور میں اقبال ڈے پر شائع شدہ تقریر سے اقتباس)

☆ ☆ ☆

سلطان محمود غزنویؒ

سلطان محمد غوریؒ

سُلطان شہید فتح علی ٹیپوؒ (فرمانروائے میسور)
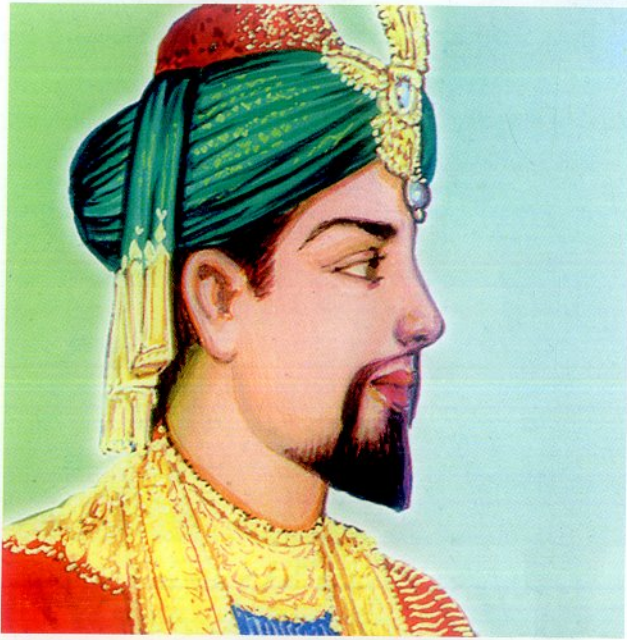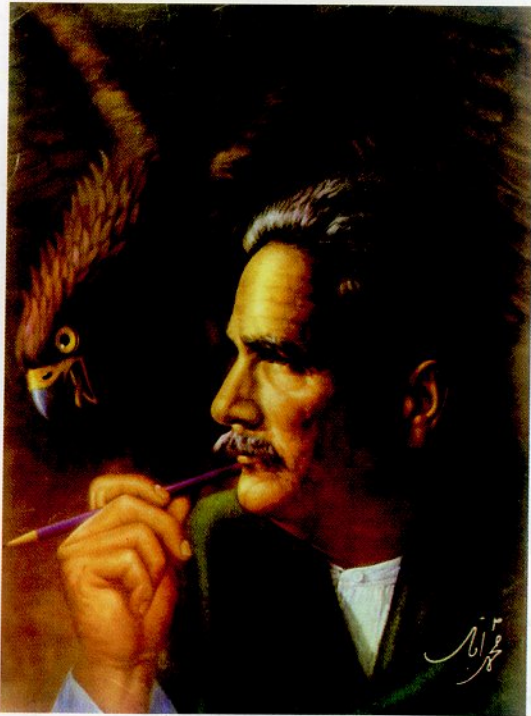
ڈاکٹر محمد علامہ اقبالؒ کی قلمی تصویر
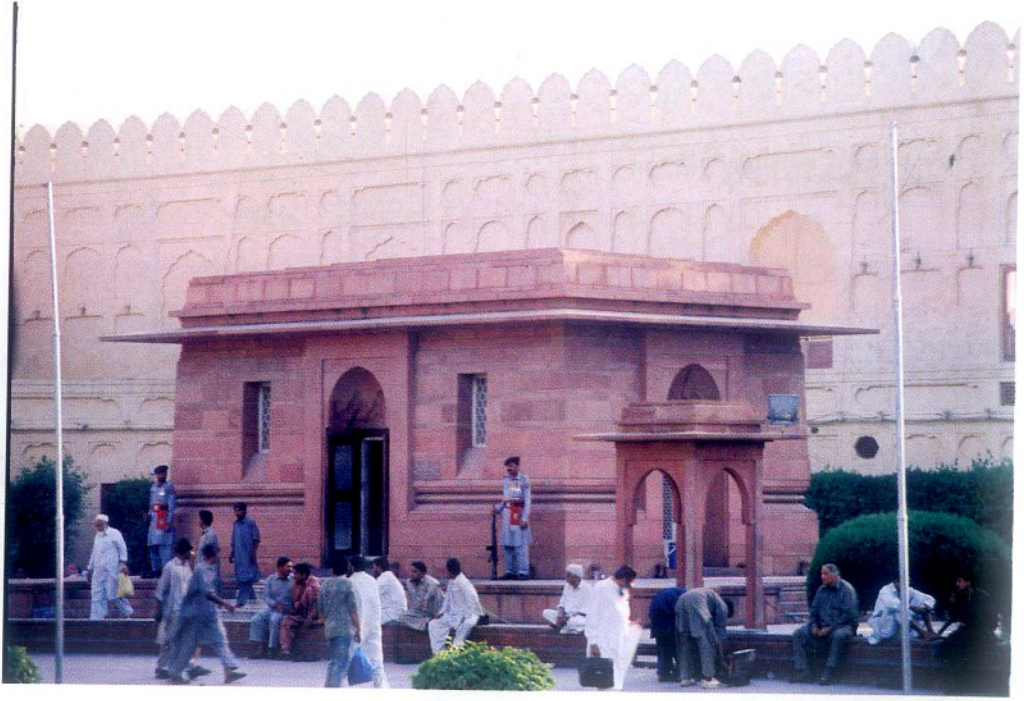
مزار اقدس ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ (لاہور، پاکستان)

مینار پاکستان (منٹو پارک، لاہور) جہاں 23 مارچ 1940ء کو
آل انڈیا مسلم لیگ کے اجتماع میں قرارداد پاکستان پاس ہوئی

حضرت قائداعظم محمد علی جناح کی قلمی تصویر
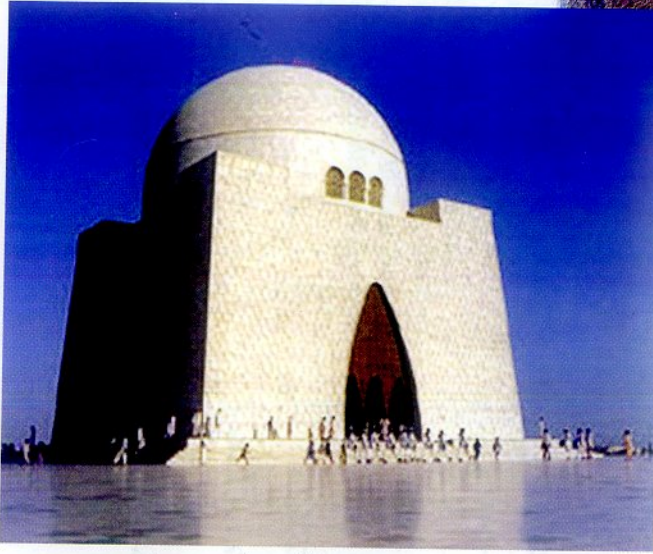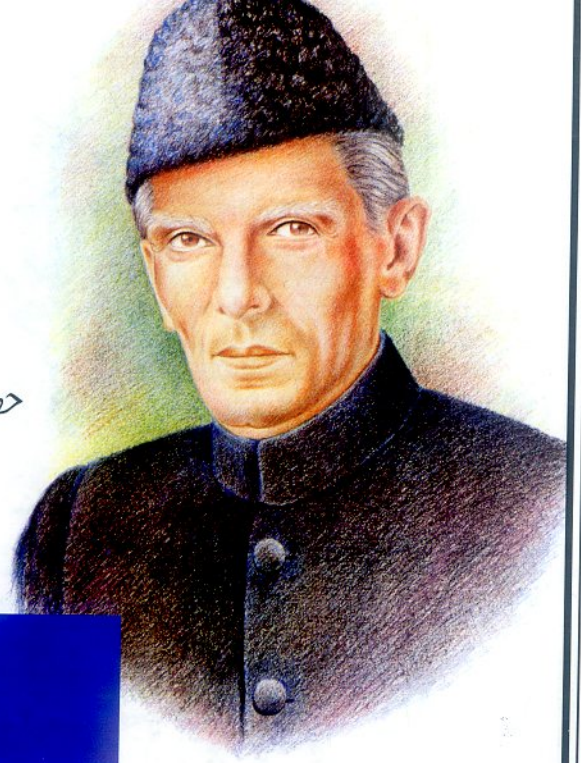
پرشکوہ عمارت مزار اقدس قائداعظم محمد علی جناحؒ (کراچی)
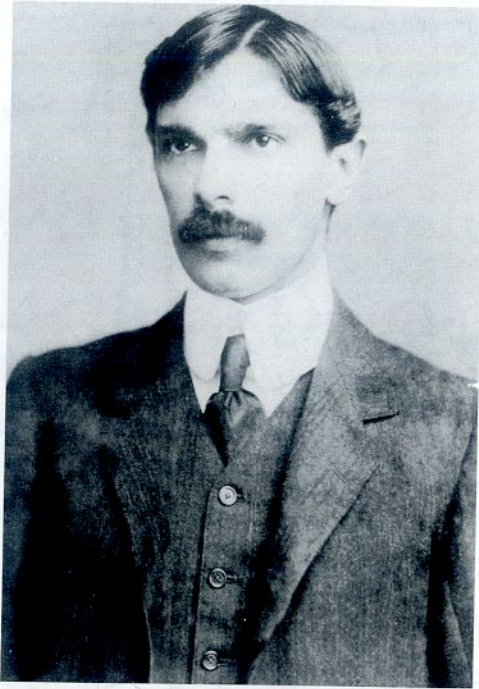
حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کی جوانی کی تصویر
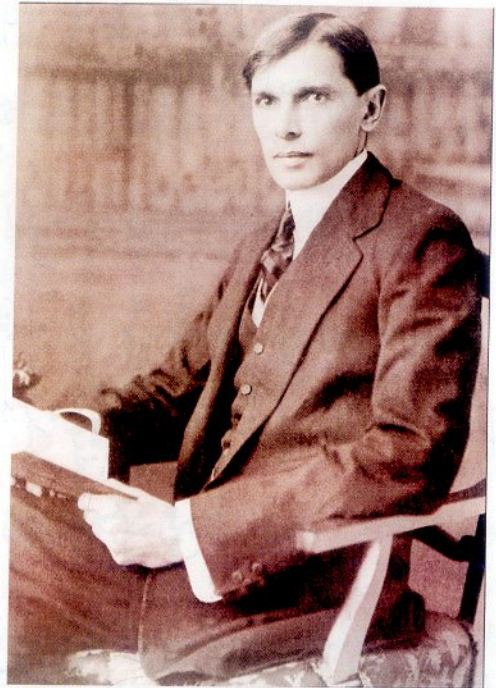
حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کی جوانی کی تصویر

حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ
کے پاسپورٹ پر چسپاں تصویر
مع انکے دستخط و قلمی تحریر کا عکس

File No 40

Discussion with Mr 20
20/5/38. Gandhi.
2.30 to 5 pm

(1) The Congress must recognise the Muslim League on a footing of complete equality as the authoritative and representative organization of the Musalmans of India

(2) That Muslim Mass Contact Movement on behalf of the Congress should cease.

(3) The League can not recognise any other Muslim organisation or individual Musalman as representative of the Musalmans

21

4 Bandamaharam should be abandoned in all public institutions

(5) Banda Maharam should not be sung in mixed gatherings

(6) Hindi should not be made compulsory

(7) Congress flag should not be forced on any public institution

(8) The Muslim members of the Congress should not be considered to represent the Muslims

22

9, Stop persecution of the Muslim press & the members & workers of the League

Fascimile of notes made by Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah on 20 May, 1938, before discussions with Mr. M. K. Gandhi.

قائداعظم محمد علی جناحؒ

محمد علی جناحؒ کی ولادت بروز اتوار 25 دسمبر 1876ء کو ہوئی۔ آپؒ کے والد ماجد تاجر تھے۔ آپؒ نے ابتدائی دینی تعلیم کراچی میں حاصل کی اور مختصر مدت کیلئے گوکل داس تیج پرائمری سکول بمبئی (انڈیا) میں حصول علم کیلئے داخلہ لیا جبکہ میٹرک کا امتحان مشن ہائی اسکول کراچی سے پاس کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے 1892ء میں آپ کو انگلستان روانہ کر دیا گیا۔ آپ نے انگلستان میں قیام کے دوران بیشتر اوقات اپنے مطالعہ میں صرف کیا اور خصوصی طور پر عالمی تاریخ ساز شخصیات کی سوانح عمری کا مطالعہ کیا۔ 1897ء میں بیرسٹری پاس کر کے وہاں کی بار میں شمولیت اختیار کی اور وکالت کا آغاز کیا۔ 1905ء میں آپؒ ہندوستان کے مشہور سیاسی راہنما دادا بھائی نوروجی کے پرائیویٹ سیکرٹری مقرر ہوئے اور کانگریس کے پلیٹ فارم سے برطانوی استعماریت کی مخالفت کی۔ آپؒ نے پہلے ہندو مسلم مفاہمت کیلئے سرتوڑ کوشش کی لیکن اس مقصد میں ناکام رہے۔ بالآخر مسلم لیگ کے ذریعہ ہندو ذہنیت اور انگریزوں سے ملکر مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ قائداعظمؒ مسلم لیگ کے متعدد بار صدر بنے 1922ء میں سنٹرل قانون ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ 1930ء میں متحدہ مسلم انڈیا کے مسلمان نمائندوں کی تعداد 16 تھی، جنہوں نے نمائندہ کی حیثیت سے انگلینڈ میں گول میز کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے عظیم الشان نمائندہ سیشن منعقدہ 24-23 مارچ 1940ء بمقام لاہور (حال پاکستان) کی صدارت فرمائی جسمیں پہلی بار قرارداد پاکستان متفقہ طور پر پاس ہوئی یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجتماع مسلم لیگ کے اکابرین اور تمام انڈیا میں قائم مسلم لیگ کی ضلعی شاخوں کے صدر و جنرل سیکریٹریز پر مشتمل مندوبین کا نمائندہ اجتماع تھا۔ اس اجتماع میں 23 مارچ 1940ء کی قرارداد مشرقی پاکستان کے عظیم سیاسی راہنما مولوی فضل الحق نے پیش کی۔ جس کی تائید چوہدری خلیق الزماں صدیقی (نامور سائنس دان سلیم الزماں صدیقی نشان پاکستان کے حقیقی بھائی) نے کی تھی۔ اس قرارداد کے درج ذیل الفاظ مولوی فضل

الحق اور حضرت قائداعظمؒ کے صدارتی خطاب سے ہم آہنگ نہ تھے حتیٰ کہ اس تاریخ کی اصل قرارداد کسی تاریخی ریکارڈ میں دستیاب نہ ہے بلکہ اسکی نقل محررّہ 24 مارچ 1940ء انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے۔ اسکے متنازعہ الفاظ درج ذیل ہیں:

"جن علاقوں میں مسلمان آبادی کے لحاظ سے اکثریت میں ہیں ان علاقوں کو آپس میں اس طرح ملا دیا جائے کہ وہ آزاد مملکتیں بن سکیں۔ ان مملکتوں میں شامل ہونے والی وحدتیں خود مختار اور مقتدر اعلیٰ ہوں Constituent Units Autonomous (and sovereign)"

حالانکہ حضرت قائداعظمؒ نے 1940ء میں اخبار کرانیکل (Choronical) کو انٹرویو دیا تھا اسکی رو سے درج ذیل الفاظ میں حکومت برطانیہ کو مشورہ دیا کہ:

"وہ ہندوستان کو دو آزاد قوموں میں تقسیم کردے مسلمانوں کیلئے پاکستان جو ایک چوتھائی ملک کی نمائندگی کرے گا اور ہندووں کیلئے ہندوستان جسمیں موجود ہندوستان کی تین چوتھائی آبادی شامل ہوگی"

اسی طرح اکتوبر ۱۹۴۴ء میں واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا تھا کہ:

"پاکستان میں چھ صوبے ہونگے۔ برصغیر کے شمال مغرب میں سرحد۔ بلوچستان، سندھ اور پنجاب جبکہ شمال مشرق میں بنگال اور آسام"

فروری 1945ء میں پہلی بار مسلمان ووٹوں پر مبنی فہرست ووٹران کے مطابق جو تازہ مردم شماری کی بنیاد پر تیار ہوئی تھی اسکی رو سے مسلمانوں کی تعداد دس کروڑ ثابت ہوئی جنکے ناموں کے آگے قائد اعظمؒ کی ہدایت کے مطابق مذہب کے خانہ میں اسلام اور زبان کے خانہ میں اردو تحریر کرایا گیا تھا۔ جنکی بنیاد پر 1945ء میں مرکزی اور صوبائی حلقہ بندیاں عمل میں لائی گئیں 1945ء میں سنٹرل اسمبلی کے انتخاب میں تمام مسلم سیٹوں پر مسلم لیگ کامیاب ہوئی جبکہ صوبائی اسمبلیوں کے انتخاب منعقدہ فروری 1946ء میں مسلمانوں کیلئے مخصوص 495 سیٹوں میں سے مسلم لیگ کو 440 سیٹوں پر کامیابی حاصل

ہوئی اس طرح پہلی مرتبہ عام مسلمان ووٹروں کے اظہار رائے کی بنیاد پر منتخب نمائندوں کا اجتماع 7 تا 10 اپریل 1946ء کو دہلی میں طلب کیا گیا۔ اس میں جملہ مندوبین سے بیان حلفی لیا گیا جس میں ان کے مسلم لیگ اور قیام پاکستان سے وفاداری کے عزم کا اظہار تھا۔ اس منتخب نمائندہ اجتماع میں مذکورہ بالا الفاظ مندرجہ قرارداد پاکستان 23 مارچ 1940ء کی ترمیم کر کے ان الفاظ کو حذف کر کے درج ذیل الفاظ تحریر کرنے کی قرارداد منظور ہوئی جسمیں برطانیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ:

"ان شمال مغربی علاقوں جسمیں شمال مغربی سرحدی صوبہ، سندھ، بلوچستان اور پنجاب شامل ہیں یعنی پاکستانی علاقوں کو جہاں مسلمان مؤثر اکثریت رکھتے ہیں ملکر ایک آزاد مملکت بنا دیا جائے اور بالکل غیر مبہم الفاظ میں یہ وعدہ کیا جائے کہ پاکستان بلا تاخیر قائم کر دیا جائے گا"

اس ترمیمی قرارداد کو ہندوستان بھر کے مسلمانوں کے منتخب اراکین اسمبلیوں نے پاس کیا اسکی آئینی اور قانونی حیثیت سابقہ 23 مارچ 1940ء کی قرارداد جو صرف پارٹی عہدیداران پر مشتمل مندوبین نے پاس کی تھی اس سے زیادہ ہے۔ اس ترمیمی قرارداد کی روشنی میں حکومت برطانیہ سے آزادی حاصل ہوئی اسلئے پاکستان میں مختلف قومیتوں کی بنیاد پر صوبوں کو آزاد خود مختار مملکتیں بنانے کا کوئی قانونی، آئینی یا اخلاقی جواز باقی نہ رہ گیا۔

تقریباً پندرہ سو سال قبل نبی اکرم ﷺ نے پہلا آفاقی نظریہ سیاست و ریاست پیش کیا جسکی روشنی میں مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے یثرب کو مدینہ قرار دیکر اس کرہ ارض پر پہلی اسلامی نظریاتی مملکت کی داغ بیل ڈالی تھی۔ اسی سنّت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہو کر مسلمانان ہند کی جدوجہد سے برصغیر میں دوسری اسلامی نظریاتی مملکت معرض وجود میں آئی۔ اسطرح پاکستان کی تشکیل دراصل سنّت رسول ﷺ کا اتباع اور اس کو قائم رکھکر تحفظ کرنا اہلیان پاکستان کا دینی فریضہ ہے۔

☆ ☆ ☆

نواب زادہ لیاقت علی خان

لیاقت علی خان رکن الدولہ شمشیر جنگ نواب بہادر رستم علی خان آف کرنال (انڈیا) کے دوسرے فرزند تھے آپ کے والدین کے جد امجد کا سلسلہ نوشیروان عادل سے جاملتا ہے۔ آپکے آباواجداد پندرھویں صدی میں ہجرت کر کے دور مغلیہ میں ایران سے نقل مکانی کر کے انڈیا آ گئے تھے۔ لیاقت علی خان نے 1923ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور 1932ء سے 1947ء تک پارٹی کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیئے۔ 1937ء میں بلا مقابلہ یو۔ پی کی قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور 1940ء میں سنٹرل قانون ساز اسمبلی کے ممبر بنے۔ 1942ء میں گورنمنٹ آف انڈیا کے وزیر خزانہ بنے اور پہلا بجٹ تیار کر کے پیش کیا۔

1945-46ء میں قائداعظم محمد علی جناحؒ کے ہمراہ شملہ اور لنڈن کانفرنسوں میں شرکت کی ۱۹۴۷-۵۱ء تک وزیراعظم پاکستان رہے آپ کو ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں راولپنڈی کے جلسہ عام میں خطاب کے دوران شہید کر دیا گیا، آپ کا مرقد بمقام کراچی (پاکستان) ہے۔

نواب زادہ ارشد علی خان آف کرنال (انڈیا)

آپ کا کرنال کی مشہور نواب فیملی سے تعلق تھا۔ جنکے جد امجد کا سلسلہ نسب ایران کے مشہور حکمران نوشیروان عادل سے ملتا ہے آپ کے مورث اعلیٰ منڈل سردار تھے۔ جنہیں مغل اور مرہٹہ شہنشاہوں نے القابات اور اعزازت کے سرفراز کیا گیا۔ آپ کے دادا نواب عمر دراز علی خان تھے انکے بعد انکے پسر نواب زادہ ارشد علی خان جانشین مقرر ہوئے جو کرنال میونسپلٹی کے عرصہ بیس سالوں تک صدر رہے اور پنجاب قانون ساز اسمبلی کے ممبر تھے۔ آپ کے چچا نواب زادہ شمشاد علی خان نے سب سے بڑے پسر نواب عمر دراز علی خان تھے جو پاکستان ہجرت کر گئے۔ نواب عمر دراز علی خان کے دوسرے پسر

کے سب بڑے فرزند کے نواب زادہ ارشد علی خان پوتے تھے اس لیے انہیں نواب زادہ شمشاد علی خان کی جاگیر اور بشمول دیگر جائیداد وراثت میں حاصل ہوئی۔ نواب زادہ ارشد علی خان کی والدہ بڑی ہمشیرہ نواب زادہ لیاقت علی خان تھیں جبکہ نواب سجاد علی محمد خان انکے بڑے بھائی تھے جو 1918ء میں اپنے والد نواب رستم علی خان کے جانشین بنے۔

☆ ☆ ☆

نواب زادہ ذوالفقار علی خان آف کرنال (انڈیا)

آپ کی ولادت 1903ء میں ہوئی۔ آپ کے آباواجداد خراسان اور سیستان سے نقل مکانی کر کے انڈیا تشریف لائے جنکا شجرہ نسب سلطنت فارس کے عادل حکمران نوشیرواں سے ملتا ہے۔ آپ کے خاندان کے مورث اعلی غلام محمد خان تھے۔ 1789ء میں غلام محمد خان کے پوتے نواب شیر الدین خان لاولد فوت ہوئے جنکے جانشین انکے بھائی محمدی خان مقرر ہوئے۔ شاہان دہلی نے انہیں کرنال میں جاگیر عطا فرمائی۔ انکے جانشینان برصغیر کی تقسیم تک وہاں مقیم رہے۔ نواب محمد اسحاق خان کے پوتے خان بہادر نواب زادہ حاجی شمشیر علی تھے۔ مذکور خان بہادر شمشیر علی خان کے واحد پسر و جانشین نواب زادہ خورشید علی خاں کے پسر ذاولفقار علی خان تھے آپ کے والد خورشید علی خان کا انتقال 21 سال کی عمر میں ہوگیا جبکہ ذوالفقار علی خان نومولود کے نابالغ ہونے کی وجہ سے ۱۹۲۴ء تک انکی تمام جائیداد کورٹ آف وارڈ کے تحت رہی۔ نواب زادہ صاحب نے ابتدائی تعلیم اچیسن کالج لاہور میں حاصل کی۔ آپ کے بالغ ہونے پر انہیں اپنے والد اور دادا کے ترکہ میں سے بہت بڑی جائیداد ورثہ میں حاصل ہوئی۔ آپ منتخب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کے علاوہ اعزازی مجسٹریٹ اور غیر سرکاری صدر کرنال میونسپلٹی رہے۔ آپکو ملکہ برطانیہ کے دہلی دربار میں مدعو کیا گیا جہاں آپ کو شاہی تحائف میں سونے کی جیبی گھڑی اور پستول ملا۔ نواب زادہ صاحب نے ایڈورڈ میموریل ہسپتال کرنال میں یادگاری ہال تعمیر کرایا جہاں یادگاری تختی آج بھی نسب ہے جسمیں آپ کا نام کندہ ہے۔ 1927ء میں اعزازی سب رجسٹرار اور فرسٹ کلاس مجسٹریٹ مقرر ہوئے آپ انجمن اسلامیہ کرنال کے صدر رہے اور انہیں وائسرائے ہند کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا جو وہاں کے جملہ منڈل سرداران میں سے اچھوتا اعزاز تھا۔ انکی سماجی خدمات کی صلہ

میں متعدد میڈل اور اعزازات حاصل ہوئے اور خان بہادر کا خطاب بھی ملا۔ انہوں نے کرنال میں از گرہ خود مسافر خانہ تعمیر کرایا۔ انہوں نے اپنی جاگیر مشتمل بر 25 گاؤں نصف درجن بنگلے، دوصد دکانات و مکانات بوقت ہجرت متروکہ املاک انڈیا میں چھوڑی۔

نواب زادہ ذوالفقار علی خان نے بعد تقسیم ملک جھنگ (پنجاب پاکستان) میں سکونت اختیار کی۔ جہاں 1960ء میں آپ کا انتقال ہو گیا اور انکے وارثان میں تین دختران کشور سلطان جہاں، قیصر سلطان جہاں اور انور سلطان جہاں مقیم لاہور ہیں۔ کشور سلطان کی شادی ہمراہ سید اقبال حسن ہوئی ہوئی جنکا متبنیٰ پسر جہانزیب علی رضا ہے۔ قیصر سلطان جہاں کی شادی ہمراہ سید سردار عالم ہوئی جن کے پسران جمشید عالم، محمد فیصل، محمد خرم اور جہانزیب ہیں جبکہ انور سلطان جہاں کی شادی ہمراہ نواب زادہ مسرور علیخان ہوئی، جنکے بطن سے واحد دختر درشہوار تولد ہوئیں جنکا عقد ہمراہ معین الدین قاضی سب سے بڑے پسر مصنف و مئولف کتاب ہذا سے ہوا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ نواب زادہ لیاقت علی خان پہلے وزیر اعظم پاکستان اور نواب زادہ ذوالفقار علی خاں ایک ہی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ انکا شجرہ نسب مئولف کتاب ہذا نے بڑی عرق ریزی اور محنت شاقہ سے بعد تحقیقات و پڑتال سرکاری ریکارڈ، تاریخی کتب اور عدالت کاروائی سے مواد جمع کر کے مرتب کر کے پہلی مرتبہ شایع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

(نوٹ) درست مستند شجرہ خاندان منڈلان کی تصدیق کیلئے ملاحظہ ہو جوڈیشل ریکارڈ مشمولہ مثل کلیات نمبر 20 مرجوعہ مورخہ 28.1.1973 منفصلہ 25.4.1973 از اں عدالت ڈپٹی کمشنر۔ کلکٹر صاحب بہادر بمقدمہ تیاری جوابات بجواب سوالات بہ ہمراہی سرکلر چیف کورٹ پنجاب نمبر 80/1000 مورخہ 30.10.1872 بابت امورات بنا بر ترغیب کُتب پنجاب متعلق رجسٹرار امور جمہور ضلع کرنال محکومہ 13.8.1836 صفحہ نمبر 40 جس پر تصدیقی دستخط رام چندر اور سرداس محافظ دفتر کرنال ثبت ہیں۔ علاوہ ازیں ملاحظہ ہو مثل وفات و انتقال وراثت نواب احمد علی خان 9 جنوری 1949ء جس میں اس خاندان کے اصل وارثان و جانشینان کا تنازعہ برعذر حقیقی برادر عظمت علی خان برخلاف رستم علی خان و عمر دراز علی خان پیدا ہو کر فیصلہ ہوا۔

☆ ☆ ☆

لیاقت علی خان اوّل وزیر اعظم پاکستان

لیاقت علی خان کے اجداد کا سلسلہ نسب نوشیروان عادل سے جاملتا ہے آپ کا خاندان ایران سے ہجرت کر کے پندرہویں صدی عیسوی سے ہندوستان میں سکونت اختیار کر لی۔ بلوچستان اور ایران سے ملحقہ ریاست خاران کے نواب ابراہیم علی خان نوشیروانی کا بھی اسی خاندان سے تعلق ہے۔آپ نواب رکن الدولہ شمشیر جنگ رستم علی خان کے تین حیات پسران میں سے ایک تھے جنکی ولادت یکم اکتوبر 1895ء کو بمقام کرنال (انڈیا) ہوئی۔ وہ کامیاب خطیب اور اعلیٰ پایہ کے سیاست دان تھے۔ 1919ء میں علی گڑھ کالج سے گریجویٹ ہوئے اور اسی سال انگلستان روانہ ہوگئے۔ 1921 میں آکسفورڈ یونیورسٹی اور انر ٹیمپل سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ 1922 میں ہندوستان واپس آئے اور ایک سال بعد مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔ انہوں نے باقاعدہ وکالت کے پیشہ میں پریکٹس نہیں کی، البتہ انہوں نے لاہور ہائیکورٹ سے بطور ایڈووکیٹ انرولمنٹ کرائی تھی۔ 1926ء تک یوپی اسمبلی کے رکن رہے۔ 1936ء میں جب قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کی تنظیم جدید کا آغاز کیا تو سر یعقوب کے بجائے مسلم لیگ کے آنریری جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے اور اگست 1947ء تک اسی منصب پر فائز رہے۔ قائداعظم نے انہیں سنٹرل پارلیمنٹری بورڈ کا صدر مقرر کر دیا۔ 1940ء میں ہندوستان کی مرکزی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے جبکہ مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر حضرت قائداعظم تھے اور ڈپٹی لیڈر میر غلام بھیک نیرنگ (انبالہ انڈیا کے عظیم مفکر و لیڈر تھے)۔ 1945ء عام صوبائی و مرکزی اسمبلیوں کے انتخاب میں مسلم لیگ کو جو بے مثال کامیابی ہوئی اسکا سہرا بڑی حد تک لیاقت علی خان کی مردم شناشی اور حسن تدبر کے سر ہے۔ 1945ء میں لارڈ ویول کی زیر صدارت جو شملہ کانفرس ہوئی تھی اس میں لیاقت علی خان مدعو تھے۔ انہوں نے مسلم لیگ کے نمائندہ کی حثیت سے اپنی شعلہ بیانی اور استدلال سے ڈھاک بٹھادی۔ 1946ء میں جب مسلم لیگ نے عارضی Interim Government میں شمولیت کا فیصلہ کیا تو لیاقت علی خان جو مسلم بلاک کے لیڈر تھے اس حیثیت سے انہوں نے عارضی

حکومت میں ہندوستان کے پہلے فنانس ممبر بنے اور انہوں نے 48-1947 کا بجٹ اسمبلی میں پیش کیا جو عمومی طور پر سراہا گیا اور غریب شہری کا میزانیہ موسوم ہوا۔ 14 اگست 1947ء کو قائداعظم کے دست راست کی حیثیت سے پاکستان کے پہلے وزیراعظم منتخب ہوئے اور دفاع کا محکمہ بھی انکے سپرد تھا۔ ابتداء میں محکمہ خارجہ کے بھی وزیر بھی رہے۔ بعد میں مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ 1950ء میں امریکی صدر ٹرومین کی دعوت پر امریکہ کا سرکاری دورہ کیا اور وہاں پاکستان کی نمائندگی اس شائستگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ کی کہ انکی اور پاکستان کی دھوم مچ گئی۔ قائداعظم کے بعد ملّت پاکستان کی قیادت لیاقت علی خان کے ہاتھ میں آگئی اور بہت جلد لیاقت علی خان نے ثابت کر دیا کہ وہ بیک وقت مدبر بھی ہے اور سیاست دان بھی۔ بزم کا ہیرو اور رزم کا سپہ سالار، دوستوں کا دوست لیکن دشمن کا کبھی دشمن نہیں بنا۔ وہ پاکستان کے عشق میں سرشار تھا۔ پاکستان کی محبت انکے دین وایمان کا جزولاینفک تھی وہ پاکستان کیلئے زندہ رہا اور پاکستان کیلئے ہی جان دیدی وہ پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنانا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ دنیا میں پاکستان ہی وہ خطہ زمین ہے جہاں اسلام کے تصور اور اسکے نصب العین کو عمل کی کسوٹی پر کھرا ثابت کیا جا سکتا ہے۔ قرارداد مقاصد کا وہ موئف تھا اور مصنف بھی۔ جسے 16 اکتوبر 1951ء کو راولپنڈی کے جلسہ عام میں خطاب کے دوران شہید کر دیا گیا۔ آپ کا مرقد حضرت قائداعظم کے مزار کے احاطہ میں بنا۔ انکے خاندان کا شجرہ نسب اگلے صفحات پر ملاحظہ ہو۔ جو مئولف نے بڑی تحقیق، جستجو اور عرق ریزی سے انکے عزیز واقرباء سے رابطہ کر کے تیار کیا ہے، جو پہلی بار مکمل صورت میں شائع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

محمد امیر احمد خان راجہ آف محمود آباد لکھنؤ۔ یو۔ پی (انڈیا)

تحریک آزادی کے دوران قائداعظم محمد علی جناحؒ سے جن معروف شخصیات نے دامے درمے سخنے غیر مشروط تعاون کیا انمیں اَوَدھ کی ریاست محمود آباد کے والی راجہ محمد امیر خان نہ صرف سرفہرست تھے بلکہ قائداعظم ان پر اس قدر اعتماد واعتبار کرتے تے کہ بعض اہم موقعوں پر ان کو اپنی نیابت کیلیئے بھی منتخب کیا۔ انکے والد راجہ محمد علی محمد خان سے بھی قائداعظمؒ سے برادرانہ اور دیرینہ مراسم تھے۔ اپریل 1918ء میں محمد علی جناحؒ کی رتن بائی سے شادی کے موقع پر مہاراجہ محمد علی محمد خان قائداعظم کی جانب سے بطور وکیل موجود تھے اور 1930ء میں مہاراجہ محمود آباد نے ریاست کے انتظامی امور کے حوالہ سے جو ٹرسٹ قائم کیا تھا اس کا ایک رکن محمد علی جناحؒ کو بھی نامزد کیا گیا۔ راجہ محمد امیر احمد خان نے ہوش سنبھالا تو انہوں نے قومی سیاست کو اپنی دہلیز پر دیکھا۔

اَوَدھ کی ملّی جدّ وجہد میں محمود آباد کا ایک طویل تاریخی پس منظر ہے اس ریاست کے والی نواب علی خان نے 1857ء میں اَوَدھ کے دارالحکومت لکھنؤ پر انگریزوں کی یلغار کو روکنے کیلیئے جدّ وجہد کی اور نواب واجد علی شاہ کی بیگم حضرت محل کے ساتھ مل کر انگریز فوج سے مقابلہ کیا۔ اس اعتبار سے وہ ہماری جنگ آزادی کے اوّلین مجاہدین میں شمار ہوتے ہیں۔ راجہ نواب علی خان کی موت کے بعد 1867ء میں انکے صاحبزادے راجہ محمد امیر حسن خان ریاست محمود آباد کے مسندنشیں ہوئے۔ انکے صاحبزادے مہاراجہ محمد علی محمد خان نے ریاست کی ترقی کو نقطۂ عروج تک پہنچایا۔ مہاراجہ محمد علی محمد خان ایک ریاست دان کے والی اور سیاستدان ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک مدبرّ بھی تھے 1931ء میں مہاراجہ محمد علی محمد خان کا انتقال ہو گیا جن کے بعد انکے جانشین انکے صاحبزادے راجہ محمد امیر احمد خان مقرر ہوئے جو تقسیم ملک کے وقت راجہ صاحب محمود آباد مشہور تھے۔ یو۔ پی میں وہ چند بڑے تعلقوں میں سے ایک تعلقہ کے مالک تھے جس پر تقسیم برصغیر کے فوراً بعد یو۔ پی کی حکومت نے قبضہ کر لیا اور انہیں تنگ دستی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر

دیا۔ جو پچاس سالہ عدالتی جنگ کے بعد سال 2005ء میں فیصلہءِ عدالت ہائیکورٹ ہونے سے ان کی صادر ہوکر اربوں روپیہ مالیتی جائیداد بحال ہوئی ۔ راجہ صاحب کو بیک وقت اردو، انگریزی اور فارسی زبان دانی کے سبب لنڈن میں اسلامک کلچرل سینٹر کا ڈائریکٹر نامزد کیا گیا۔ راجہ صاحب ایک اسلامی معاشر کے قیام پر یقین رکھتے تھے اور تازیست اسی مشن پر کاربند رہنے کے لئے پُرعزم رہے۔ راجہ صاحب کے قول وفعل میں بھی حضرت قائداعظمؒ کی طرح تضاد نہ تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ راجہ صاحب قیام پاکستان طویل اور انتھک جدّ وجہد میں شامل تھے اور انہوں نے تقسیمِ ہند کے فوراً بعد پاکستان کی طرف ہجرت بھی کی مگر پاکستان میں مستقل قیام نہ فرمایا۔

ریاست محمود آباد کی بنیاد 1569ء میں نواب محمود خان نے رکھی۔ اَوَدھ کی ریاستوں میں محمود آباد کی ریاست تاریخ میں اس اعتبار سے اہمیت کی حامل رہی ہے کہ یہاں کے حکمرانوں نے ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی ترقی اور استحکام میں نہ صرف نمایاں کردار ادا کیا بلکہ مغل حکمرانوں خصوصاً جلال الدین اکبر اور جہانگیر کے دور میں مختلف مہمات میں حصہ لے کر جرءات و بہادری کے قابل ذکر مظاہرے کئے۔ شہنشاہ جہانگیر نے انہیں خلعتِ فاخرہ سے سرفراز کیا۔ نواب محمود خان کا سلسلہ نسب شیخ نصراللہ سے ملتا ہے جو دورِ عباسی میں بغداد کے چیف قاضی تھے۔ اور سلطان شہاب الدین غوری کے دور میں ملتان آئے شیخ نصراللہ حضرت قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سے تھے شہاب الدین غوری نے شیخ نصراللہ کو پہلے ملتان میں اعلیٰ منصب پر سرفراز فرمایا اور بعد میں دہلی طلب کر کے امروہہ کا چیف قاضی مقرر کیا۔ شیخ نصراللہ کے انتقال کے بعد انکے صاحبزادے شیخ محمد جانشین ہوئے شیخ محمد اپنے اجداد کی مثل نہ صرف عالم دین بلکہ مجاہدانہ صفات کے بھی حامل تھے۔ شیخ محمد کے صاحبزادہ شیخ نصرت اللہ کے زہد وتقویٰ اور حق گوئی کا تذکرہ ظہیر الدین بابر نے توزکِ بابری میں کیا ہے جو اس وقت علی گڑھ کے قاضی شہر تھے۔ شیخ نصرت کے بعد شیخ نظام الدین اور پھر شیخ غلام مصطفیٰ نے فرائض قضاۃ انجام دئے لیکن انکے جانشینوں میں شیخ داوَد خان کو بہت شہرت حاصل ہوئی وہ معرکہ رنتھور میں شہید ہوئے۔ دورِ جہانگیری

میں داود خان کے صاحبزادے نواب محمود خان کو جونپور کا فوجدار دیا گیا۔ جو تا حیات اس خدمت کو

سرانجام دیتے رہے اَوَدھ میں نواب سعادت علی خان کے دورِ حکومت میں میاں مصاحب علی خان محمود

آباد، نواب علی خان اور انکے بھائی عبد علی بلہرہ کے معروف جاگیردار تھے۔ میاں مصاحب علی خان لاولد

تھے لہذا انہوں نے بلہرہ کے نواب علی خان کو گود لے لیا اس طرح محمود آباد کی جاگیر بھی نواب علی خان کو

حاصل ہوگئی۔ اَوَدھ کے حکمران نواب واجد علی شاہ (مقبرۂ حسین آباد لکھنو) کے دورِ حکومت میں ریاست

محمود آباد کو علاقے کے لحاظ سے بھی وسعت ملی۔ نواب علی خان کو راجہ اور مقیم الدولہ کا خطاب ملا۔ نواب

واجد علی شاہ کو نواب علی خان پر بے پناہ اعتماد تھا۔ نواب علی خاں کی وفات کے بعد انگریزوں کا اقتدار و

اختیار نہ صرف یقینی ہو گیا۔ بلکہ ریاست محمود آباد سے انتقام لینے کی منصوبہ بندی کی جانے لگی۔ البتہ انگریز

چیف کمشنر سر ہنری لارنس نے قریبی مراسم کی وجہ سے راجہ نواب علی خان کے نوسالہ صاحبزادے محمد امیر

حسین خان کو چیف کمشنر اَوَدھ نے تحویل میں لیکر انہیں کورٹ آف وارڈ ڈپٹی کمشنر سیتاپور کے سپرد کر دیا

اس دوران راجہ محمد امیر حسین کی والدہ ریاست کے انتظامی امور چلاتی رہیں کورٹ آف وارڈ ختم ہونے اور

اعلیٰ تعلیم و تربیت کے بعد راجہ امیر حسن خان نے 1867ء میں ریاست محمود آباد کا انتظام و انصرام

سنبھالا راجہ امیر حسن 1903ء میں وفات پا گئے اور انکی جگہ انکے صاحبزادے راجہ محمد علی محمد خان

مسند آرائے ریاست ہوئے یہ ریاست بھی بلرام پور کے بعد یو پی۔ کی دوسری بڑی ریاست تھی۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو سوانح عمری راجہ محمود آباد تالیف خواجہ رضی حیدر ناشر قائداعظمؒ اکادمی 297 ایم اے

جناحؒ روڈ کراچی۔)

☆ ☆ ☆

شجرہ سیّد سالار مسعود غازی علیہ رحمتہ مزار مقام بہرائچ یوپی (انڈیا)
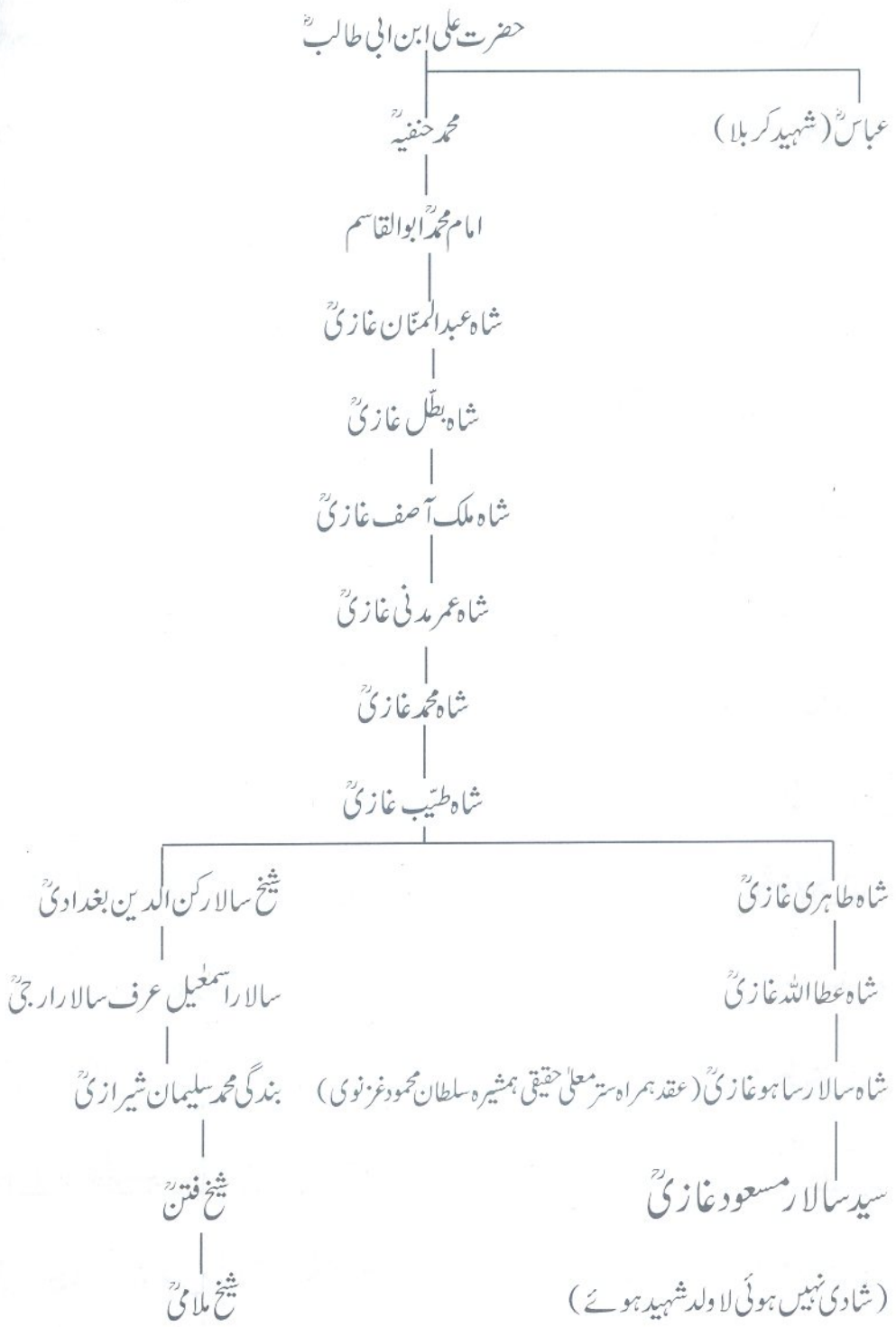
حضرت علی ابن ابی طالبؓ

عباسؓ (شہید کربلا)

محمد حنفیہؒ

امام محمدؒ ابوالقاسم

شاہ عبدالمنان غازیؒ

شاہ بطل غازیؒ

شاہ ملک آصف غازیؒ

شاہ عمر مدنی غازیؒ

شاہ محمد غازیؒ

شاہ طیّب غازیؒ

شاہ طاہری غازیؒ

شاہ عطااللہ غازیؒ

شاہ سالار ساہو غازیؒ (عقد ہمراہ ستر معلیٰ حقیقی ہمشیرہ سلطان محمود غزنوی)

سید سالار مسعود غازیؒ

(شادی نہیں ہوئی لاولد شہید ہوئے)

شیخ سالار رکن الدین بغدادیؒ

سالار اسمٰعیل عرف سالار ارجیؒ

بندگی محمد سلیمان شیرازیؒ

شیخ فتنؒ

شیخ ملامیؒ

(نوٹ)

سید سالار مسعود غازیؒ 19 سال کی عمر میں شہید ہوئے، آپکی شادی نہ ہوئی تھی لیکن کتاب مراۃ الانساب مرتبہ جناب ضیاء الدین علوی امروہی۔ مطبع رحیمی سوائی جے پور 30 اپریل 1917ء میں انکا سلسلہ نسب آگے دس نسلوں تک قطب الاقطاب شاہ عبدالمجید (مزار امروہہ) اور سید فاضل الونیا شاہ، سید شاہ بہاء الدین مہاجر مکہ تک دکھایا گیا ہے، جو مستند تاریخی کُتب سے ہم آہنگ نہ ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب مقاصد العارفین اور روضہ الاصفیاء معارج الولایت) جبکہ درست سلسلہ نسب مستند کتاب تاریخ "آئینہ مسعودی" مرتبہ اقبال احمد طبع شدہ 31 اکتوبر 1937ء مطبع رزاقی پریس کانپور (انڈیا) میں درج ہے، اُس شجرہ سلسلہ نسب مندرجہ بالا کو مؤلف کتاب مذکور نے کشف کے ذریعے بھی تصدیق کر کے درست قرار دیا۔

قائداعظم محمد علی جناح اور نواب زادہ لیاقت علی خان کی یادگار تصویر

تصاویر قائد ملّت نواب زادہ لیاقت علی خان
اول وزیر اعظم پاکستان۔

نواب زادہ ذوالفقار علی خان آف کرنال (انڈیا)
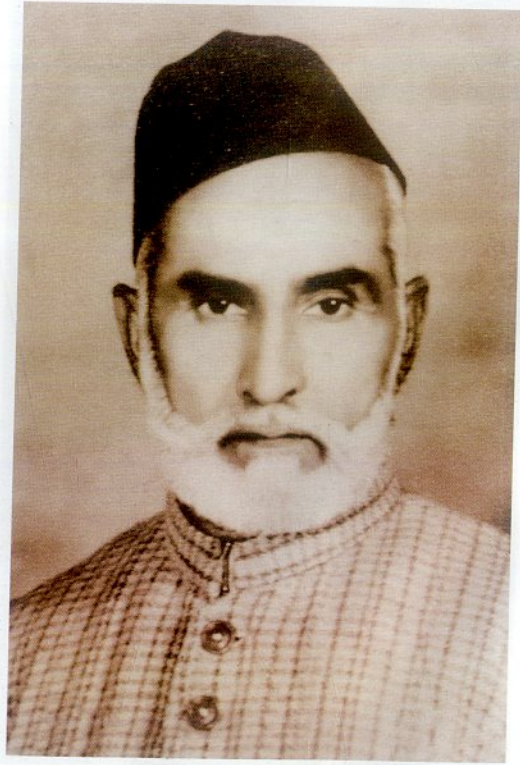
قاضی محمد ذکی الدین رئیس بہدیسوا
(لکھنو، یوپی، انڈیا)

راجہ محمود آباد کے دادا
راجہ محمد امیر حسن خاں آف محمود آباد

راجہ صاحب محمود آباد کے والد
مہاراجہ محمد علی خاں آف محمود آباد

راجہ محمود آباد کے بھائی
راجکمار محمد امیر حیدر خان آف محمود آباد

راجہ محمد امیر احمد خاں
راجہ صاحب محمود آباد

شجرہ نسب اولاد حنیفہ ابن علیؓ
حضرت علی ابن طالبؓ
عباسؓ (شہید کربلا)
حنیفہؓ
امام محمدؓ (ابوالقاسم)
امام ابو ہاشم عبداللہؓ
شاہ محمد سیف غازی
شاہ عبدالمنان غازیؒ
شاہ محمد بطل غازیؒ
شاہ محمد طاہر غازیؒ
شاہ عطاء اللہ غازیؒ
سید سالار ساہو غازیؒ
سید سالار اعظم مسعود غازیؒ
(18 سال کی عمر شہید ہوئے، مزار بہرائچ۔ انڈیا)
شاہ عبداللہ غازیؒ
سالار عادے غیب غازیؒ
سالار اسرار غیب غازیؒ
شاہ گلاب غازیؒ
شاہ محمد یوسف غازیؒ
شاہ احمد غازیؒ
شاہ خداوند غازیؒ
محمد عارف غازیؒ
شاہ محمد امینؒ
معروف شاہؒ
فاضل الوینا شاہؒ
(قطب الاقطاب)
بہاؤالدین مہاجر مکہؒ
شاہ عبدالمجیدؒ
(قطب الاقطاب)
(970ھ سنہ 1046ء)
(مزار بمقام امروہہ انڈیا)
عارف باللہ فیض اللہؒ
(نوٹ) ملاحظہ حالات زندگی وکوائف دیگر کتاب مقاصد العارفین۔ اسیر اریہ اور معارج الولایت)۔

(☆1)
سید شاہ بہاوالدین مہاجر مکہ
ضیاء الدین
حاجی اعجاز الدین
وہاج الدین
بنت
شہاب الدین
5 نبات
بنت
منہاج الدین
بنت
حکیم مولوی علاء الدین
(مکہ میں انتقال ہوا)
ریاض الدین
صلاح الدین
عبدالسبحان
عبدالرحمٰن
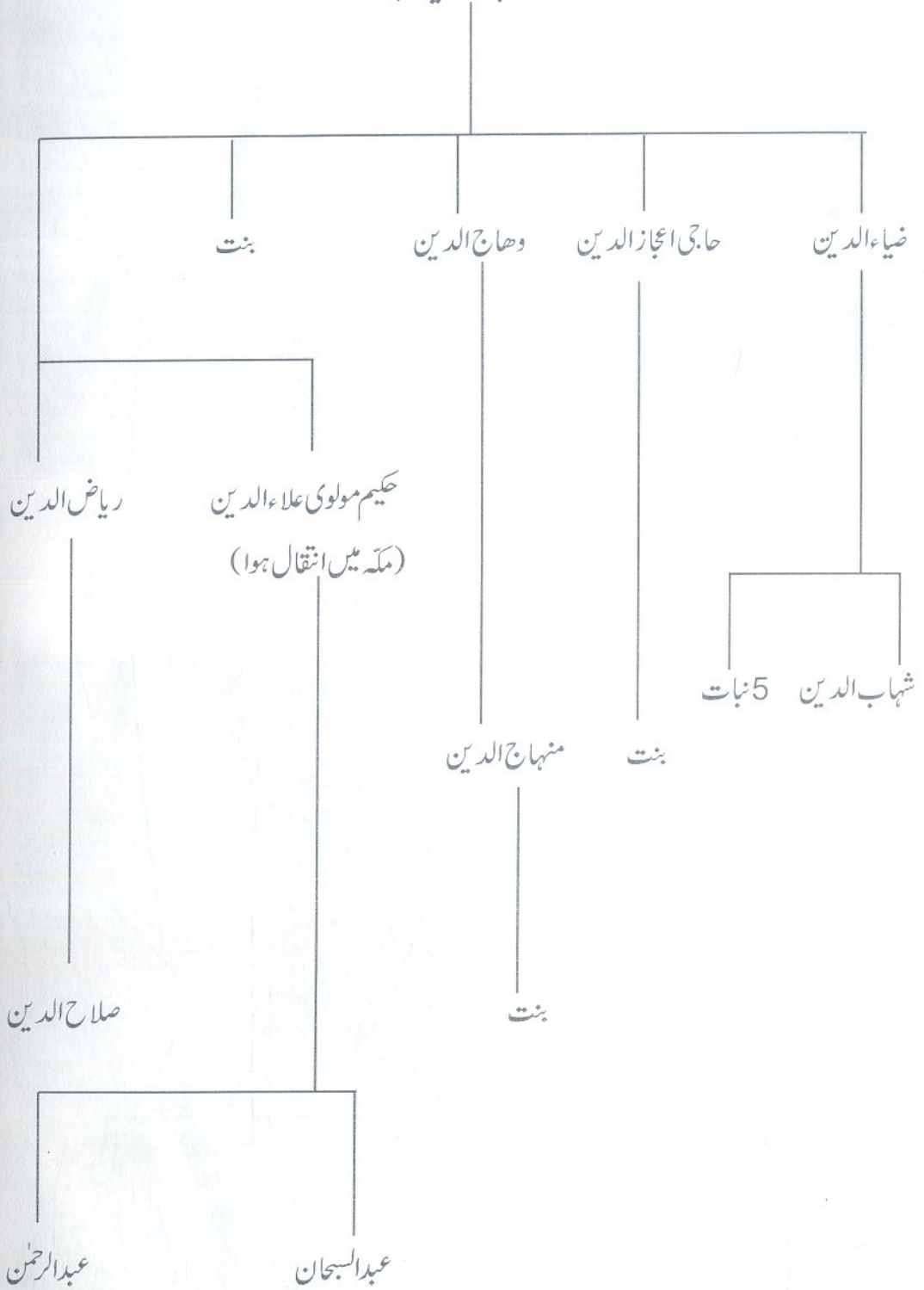
شجرہ نسب سیدنا ابوبکر صدیقؓ
سیّدنا ابوبکر صدیقؓ
اسماءؓ
ام کلثومؓ
حضرت عائشہؓ (ام المومنین)
ابومحمد مکیؓ
عبدالرحمٰنؓ
عبداللہ (وصال 11ھ)
ابوالقاسم مکیؓ
احمد شیخ
حمزہ شیخ
محمد خلیل
قیام الدین
محمد مالک اشترِ
محمد شیخ
داؤد شیخ
ابومحمد شیخ
عبدالملک
محمد نقی
تاج الدین
عبدالمجید شیخ
ابونصر شیخ
محمد شیخ
جلال الدین
شمس الدین
اوحد قاضی
محمد قاضی
نظام الدین قاضی
قاضی نصراللہ
(قاضی القضات)
قاضی امجد
قاضی محمد
قاضی نصرت اللہ
قاضی نظام الدین
قاضی غلام مصطفیٰ
قاضی داؤد خان
نواب محمود خان
(جد امجد راجگان ریاست محمود آباد و بلہرہ قصبانہ ضلع لکھنو)
احمد رضا
مسعود
وجیہ الدین
سراج الدین
نورالدین
شیخ زکریا
شیخ شہاب الدین
شیخ عبداللہ
شیخ ابراہیم
شیخ ابومحمد
عبدالرحمٰن مکیؒ
عبداللہ بصریؒ
محمد قاسم کشکیؒ
نصیرالدین بصریؒ
قاسم علی رومیؒ
محمد سعید کشکیؒ
عبداللہ بغدادی صوفی
محمد بن الکبری بغدادیؒ
ابوالنجیب ضیاء الدین سہروردیؒ
حضرت شہابؒ الدین سہروردی (1☆) اگلے صفحہ پر
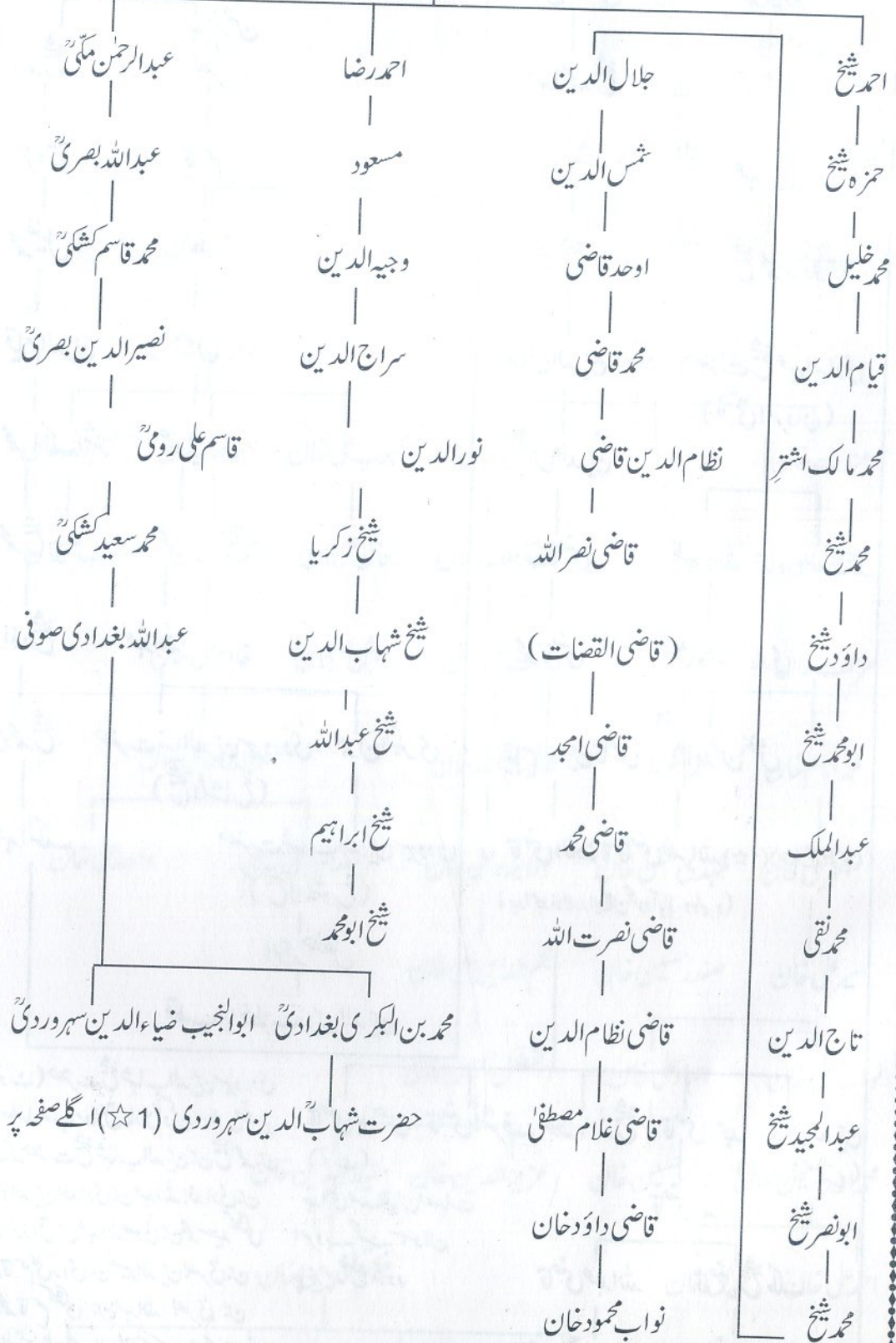
گزشتہ سے پیوست سلسلہ نسب اولاد حضرت ابوبکر صدیقؓ
مطابق آداب المریدین تصنیف حضرت ابوالنجیب ضیاء الدین سہروردیؒ
حضرت ابوبکر صدیقؓ
محمد
قاسم
عبدالرحمٰن
احمد شیخ
نضر
حمزہ شیخ
قاسم
محمد خلیل
نضر
قیام الدین
حسین
محمد مالک اشتر
عمویہ
محمد شیخ
محمد
داؤد شیخ
عبداللہ
ابومحمد شیخ
حضرت ضیاالدین سہروردی
(شیخ المشائخ)
محمد ن البکری
عبدالملک
حضرت شہاب الدین سہرودی
(شیخ لایشوخ)
ابومحمد حفص
قطب الاخطاب زین الدین
محمد نقی
تاج الدین
عبدالمجید شیخ
ابونصر شیخ
محمد شیخ
جلال الدین
شمس الدین
اوحد قاضی
محمد قاضی
نظام الدین قاضی
قاضی القضاۃ قاضی نصراللہ (☆1) (بقیہ اگلے صفحہ پر)
(جدامجد اولاد راجگان محمود آباد وبلہرہ)
عبدالمجید
محمد حافظ
محمد شاہ
عبدالسمیع
شیخ محمد حافظ
حضرت شیخ عبدالہادی
(چشتی امروہی)
ظہوراللہ
شاہ دوست محمد
شاہ عبدالباری
شاہ رحمٰن بخش
قاضی بودھن
(نوٹ)
قاضی اشرف
عطاءاللہ شیخ
قاضی امجد
نظام الدین
(بقیہ اگلے صفحہ پر)
قاضی محمد
قاضی عبداللہ
قاضی شیخ ملک
قاضی فتاوے خان
قاضی محمد طاہر
(نوٹ) جداعلیٰ صدیقیان قصبات
امروہہ۔ نگینہ۔ سہسوان
چاندپور ضلع بجنور
(نوٹ) حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی
کا سلسلہ نسب مطابق تاریخ دکن اسطرح تحریر
ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین بن شیخ محمد بن
بہاؤالدین بغدادی بن عبداللہ بغدادی بن
عبدالرزاق بن عبداللہ صوفی بن محمد سعید کشکی
بن قاسم علی رومی بن نصیرالدین بصریٰ بن
بن محمد قاسم کشکی بن عبداللہ بصریٰ بن
عبدالرحمٰن مکی بن ابوالقاسم بن ابومحمد بن
حضرت ابوبکر صدیقؓ (تاریخ جامع و
تاریخ دکن)۔

گزشتہ سے پیوستہ سلسلہ نسب اولاد قاضی نصراللہ
(☆1) قاضی القضاۃ
قاضی نصراللہ
(جدّ امجد اولاد راجگان محمود آباد و بلہرہ یوپی۔انڈیا)
نظام الدین
غلام مصطفٰے
محمد شاہ
داؤد شیخ
نواب پہاڑ خان
شیخ محمد محمود
خلیل خان
نواب بایزید خان
ہدایت الرحمٰن
عنایت خان
فتح خان
محبوب علی خان
احمد اللہ خان
علیم اللہ خان
قاسم خان
محمد آصف خان
سبحان علیخان
محمد تقی خان
منصب علیخان
مرحمت خان
وجاہت علی خان
روشن علیخان
خادم علی خان
محمد امام خان
والا جاہ
محمد محفوظ
کفایت اللہ خان
ولایت علی خان
مظہر علی خان
مہدی حسن خان
ولایت علی خان
رمضان علی خان
واجد علی خان
امیر علی خان
صفدر حسین خان
نجم الدین علی خان
نواب علی خان
عباد علی خان
تفضّل حسین خان
محمد امیر حسین خان
ناظم حسین خان
عزیز الدین خان
حفیظ الدین خان
احمد علی خان
محمد علی خان
حکیم الدین خان
ذکی الدین خان
عظیم الدین خان
معزالدین خان
شفیع الدین خان

گزشتہ سے پیوسطہ شجرہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ

بہاءالدین زکریا ملتانیؒ (1☆)

شیخ سمش الدین

شیخ شہاب الدین

شیخ قدوت الدین

شیخ عطاالدین

شیخ ضیاالدین

شیخ برہان الدین

شیخ صدرالدین عارف

(آمد دکن ہمراہ محمد تغلق) —— شیخ نظام الدین

(قاضی القضات)

قاضی حسن

قاضی اسمٰعیل

قاضی محمد

قاضی اسحٰق

قاضی برہان الدین صدیقی

شیخ ابوالفتح رکن الدین

شیخ اسمٰعیل

شیخ صدرالدین

شیخ رکن الدین

شیخ اسمٰعیل

شیخ یوسف

(گورنر ملتان)

سلسلہ نسب نوشیروانی منڈل خاندان نوابین آف کرنال (انڈیا)
دیوان غلام محمد خان
(مورث اعلیٰ منڈل نوشیروانی خاندان)
محمد عطاء خان
(متنازعہ۔لاولد)
رکن الدولہ جلال الدین خان
(شمشیر جنگ)
محمد نبی بخش
یار محمد خان
شیر الدین خان
(1889۔م)
دختر
رحیم بخش
محمد اسحاق خان
(1-2☆)
محمدی خان
نواب احمد علی خان
(1867۔م)
(دونوں کا بقیہ شجرہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)
دیدار بخش
غیرت علی خان
منصور علی خان
(لاولد)
ماجد خان
دو دختران
شرف علی خان
بشارت علی خان
ضابطہ خان (لاولد)
نجیب خان
نجابت علی خان
(متنازعہ)
قطب الدین خان
(1870۔م)
اکبر خان
نور محمد خان
قلندر بخش خان
نجابت خان
نجف خان
تین دختران
قمر الدین
نجم الدین
دلاور علی خان نواب
فیض احمد
عزیز احمد
سعادت علی خان
نیاز محمد خان
نواب زادہ گلزار احمد خان
فیض علی خان
ممتاز علی خان
فیاض علی
(1902۔ولادت)
آفتاب علی
(1904۔ولادت)
پانچ دختران
مسرور علی خان
رجب علی
(1905۔ولادت)
شرف خان
(1924۔م)
نذر محمد خان
(1914۔م)
شیر علی خان
دو دختران
ایاز علی خان
منیر علی خان
اشرف علی خان
عشرت علی خان
مظفر علی خان
سلامت علی خان
(1919۔م)
کاظم علی خان
(1869۔ولادت)
اسد علی خان
(1924۔م)
حسن علی خان
(1921۔م)
منور علی خان
(1892۔م)
عاشق علی خان
(1893۔م)
مہتاب علی خان (1905۔ولادت)
شجاعت علی خان
(1935۔ولادت)
عنایت علی خان
(1935۔ولادت)
الطاف علی خان
(1933۔ولادت)
رفاقت علی خان
(1935۔ولادت)
شوکت علی خان
(1926۔ولادت)

گزشتہ سے پیوستہ شجرہ نسب نواب زادہ لیاقت علی خان
(1☆) نواب احمد علی خان
(1867ء متوفی)
عمر دراز علی خان
(1865ء ولادت)
رحمت علی خان
(1856ء م)
(لاولد)
محفوظ علی خان
(لاولد)
نواب رستم علی خان بہادر
(1918ء متوفی)
رکن الدولہ
نواب عظمت علی خان
(1908ء متوفی)
صداقت علی خان
(1914ء ولادت)
جمشید علی خان
(1908ء م ۔ لاولد)
خورشید علی خان
(1921ء م ۔ لاولد)
لیاقت علی خان
(1895ء ولادت)
اشرف لیاقت علی
اکبر لیاقت علی
(دونوں رعنا لیاقت علی خان کے بطن سے)
ولائت علی خان
(جہانگیرہ بیگم کے بطن سے)
رستم علی خان
کمال علی خان
مشرف
مکرم
واجد
دو دختران
سجاد علی خان (بقیہ اگلے صفحہ پر 3☆)
(1892ء ولادت)
دختر زبیدہ بیگم
(زوجہ ارشاد علی خان)
شوکت علی
(1918ء م)
(لاولد)
دختر
(زوجہ نواب زادہ دلاور علی خان)
مبارک علی
تین دختران
جاوید علی خان
عمر دراز خان
شمشاد علی خان
(1886ء ولادت)
ارشاد علی خان
جہانگیرہ بیگم
(اول زوجہ لیاقت علی خان)
اعجاز علی خان
(1880ء ولادت)
ممتاز علی خان
(1899ء ولادت)
امتیاز علی خان
(1909ء ولادت)
واجد علی
(1925ء ولادت)
ارشد علی خان
(1911ء ولادت)
راشد علی خان
(1916ء ولادت)
اسد علی خان
دختر
مسعود علی خان
(1919ء ولادت)
سرفراز علی خان (عرف محمود علی خان)
(1918ء ولادت)
دختر
رازق علی خان
ساجد علی خان
عابد علی خان
عامر
ناصر
روبینہ
(زوجہ فرہاد علی خان)
عظمت علی خان
چار دختران

(نوٹ) شجرہ نوشیروانی منڈل خاندان نوابین آف کرنال (انڈیا) مرتب کردہ گریفن سرلیپل بحوالہ صفحہ نمبر 8 کتاب موسومہ "چیف وفیملی معززین آف پنجاب" شایع کردہ سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب لاہور شمارہ 1940ء میں منسلک اپنڈکس میں شجرہ نسب خاندان مذکور سے استفادہ کیا گیا اس میں کئی نام غلط اور کئی نوابین ومعزز اصحاب کے Pedigree Table درست مرتب نہ کیئے گئے۔ مئولف کتاب ہذا نے تاریخی ریکارڈ، کتب سوانح عمری، خاندان مذکور کے افراد سے شجرہ جات اور عدالتی مقدمات کی کاروائی سے معلومات حاصل کر کے بفضل تعالیٰ مستند شجرہ ہذا مرتب کر کے پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

شجرہ نسب ملک محمد مصطفیٰ شہید کمانڈر / سالار لشکر سالار اعظم مسعود غازیؒ
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ابو محمد مکی
ابوالقاسم مکی
احمد شیخ
محمد خلیل
قیام الدین
محمد مالک اشتر
محمد شیخ
داود شیخ
ابو محمد شیخ
عبدالملک
سید ملک آدم
ملک محمد عمر شہید
ملک محمد یوسف
ملک محمد مصطفیٰ شہید
(کمانڈر۔ سالار لشکر سید سالار اعظم مسعود غازیؒ)
ملک بربان الدین شہید
ملک قمر الدین
ملک محمد داوٗد
ملک محمد اللہ داد (لاولد)
ملک محمد حقداد
قاضی امداد علی
قاضی محمد مسعود
محمد یعقوب (لاولد)
قاضی عوض محمد
قاضی بہاوٗالدین
قاضی ریاض الدین
قاضی منصب علی نمبردار
قاضی رضا محمد
قاضی سیف الدین
قاضی سبحان الدین
(☆2) قاضی امام الدین
قاضی حفیظ الدین
(☆1) (بقایا سلسلہ نسب اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)
(بقایا اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو) (☆3)

(بقیہ شجرہ نسب جاری اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

گزشتہ سے پیوستہ سلسلۂ نسب ملک محمد مصطفیٰ شہید
قاضی سبحان الدین
قاضی امام الدین (2☆)
قاضی حفیظ الدین (3☆)
غنی الدین
صبیحہ النساء
صدر الدین
قاضی وصی الدین
فرید الدین
سمیع الدین
فصیح الدین
رفیع الدین
جمال الدین
وحیدہ
صغیر الدین
ایاز الدین
غیاث الدین
معین الدین
محمد زبیر
افضال
قاضی محمد ذکی الدین
محمد عزیز
جلال الدین
شمس الدین
منیر الدین
نذیر الدین
سراج الدین
محمد عرفان
محمد رضوان
قمر الدین
شرف الدین
فخر الدین
ظہیر الدین
رفیع الدین
شفیع الدین
رضا الدین
محمد فاروق
چندو
نصیر الدین
ہارون
رضوان
قاضی محمد محی الدین
حسین الدین
حکیم الدین
سہیر الدین
نسیم الدین
مہرین انجم
مبینا انجم
معین الدین
مبین الدین
متین الدین
منہاج الدین
مہناز انجم
عثمان الٰہی
عبداللہ امین
عماد الدین
محمد مصطفیٰ
مائرہ
فہد
فواز
روحیل
معاذ
معروف
عین الدین
رؤف

شجرہ نسب سادات نیوتنی وکسمنڈی کلاں تحصیل ملیح آباد ضلع لکھنؤ
سیّد میران شاہ رضوی نیشاپوری
(مورث اعلیٰ)
میر اسد علی
میر سید مسعود
میر بخش
میر داراب علی
میر نجب علی
میر نصب علی
میر محبوب علی رضوی
میر محبّ علی
میر جعفر علی
عباد النساء
میر قدرت علی
میر ذاکر علی
میر خرم علی
میر محرم علی
مسماۃ عبادانی
قاضی عبدالرؤف وغیرہ
میر مجیب علی
میر صابر علی
میر حبیب علی
تسلیم النسا
میر سمیع علی
(زوجہ میر محبوب علی)
اجمل اشرف رضوی (1 ☆ انکا شجرہ اگلے صفحہ پر
سید ناصر علی
ارشاد علی
دختران
سید رضی علی
سید نصیر علی
وزیر النساء
عبدالقدوس
سید محمد صالح
سید محمد صدیق
میر نقی علی
سید وصی علی
ببّن (دختر)
محمد شفیع و دختران
محمد ہارون وغیرہ
محمد فاروق
محمد رفیق
محمد شفیق
محمد عتیق
محمد لئیق
نسیمہ
شمیمہ
میمونہ نصیر
شارق نصیر
عدنان
کاشف
فرحان
سلمان
شیراز
عرفان
حنا
الفت زوجہ محبّ علی
غلام اولیاء صدیقی
خرم
ارسلان
نعمان
سعد
فیصل
ھما
فرحانہ
میر عباس علی
سالار عبداللہ
رئیسہ
رضیہ
ناہید
شگفتہ
تبسم
میر امراؤ علی
شہاب الدین صدیقی
(سات پشت بعد)
فدا علی
امیر علی
کنیزن
ممتاز علی کلّو
حامد علی
محمد رضا (جج اودھ ہائیکورٹ لکھنؤ
سید ہاشم رضا (چیف سیٹلمنٹ و الیکشن کمشنر پاکستان

گزشتہ سے پیوستہ شجرہ نسب اولاد سید میران شاہ رضوی
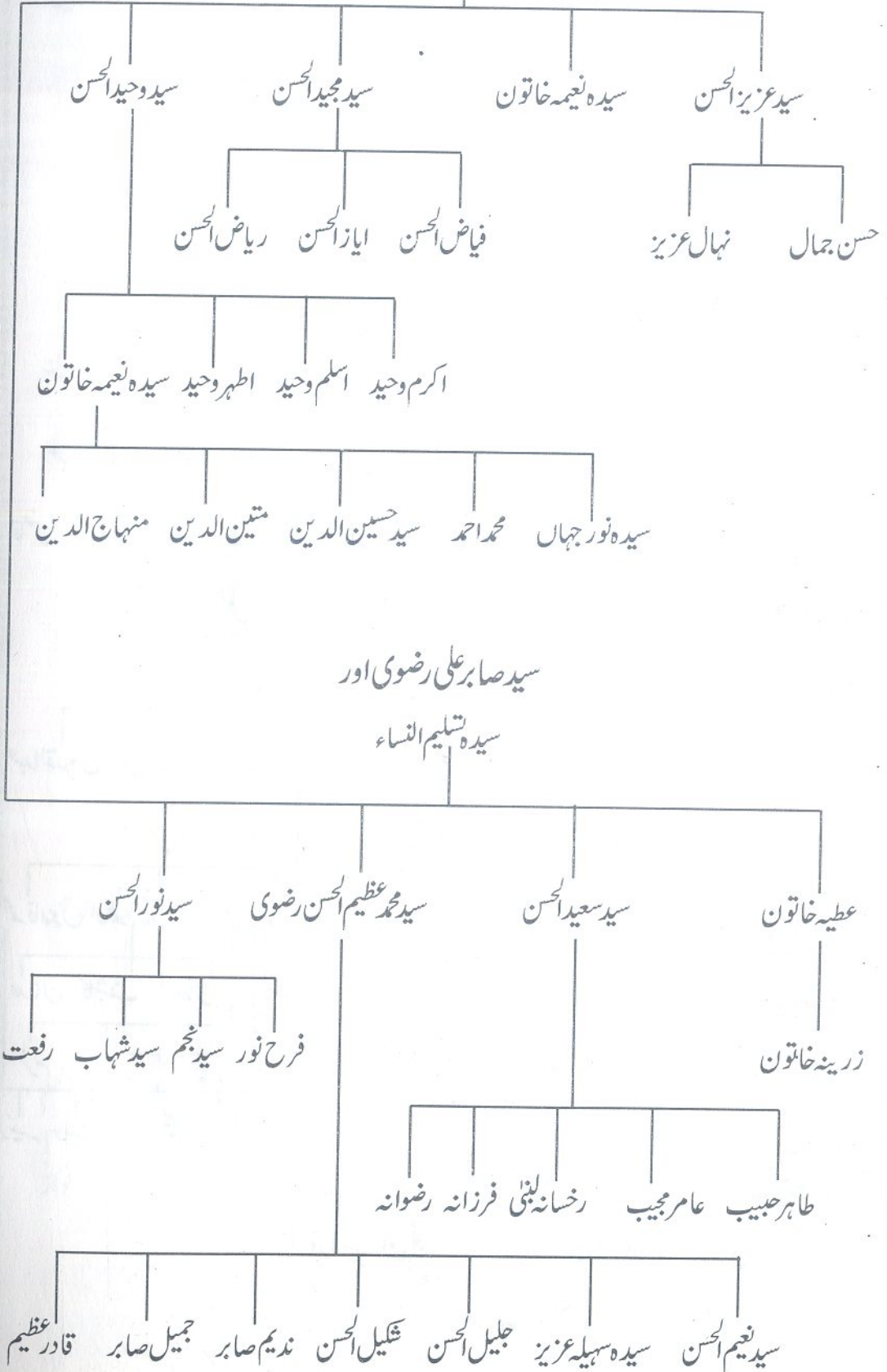
شجرۂ نسب وسلسلہ طریقت ابوالفرح سیدؒ محمد فاضل قادری الگیلانی

خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی المرتضیٰ

شجرۂ نسب

- حضرت فاطمہ الزاہرؓ
- حضرت امام حسنؓ
- امام حسن مثنیٰؒ
- حضرت عبداللہؒ
- حضرت امام موسیٰؒ
- حضرت عبداللہ صالحؒ
- حضرت موسیٰ ثانیؒ
- حضرت امام داؤدؒ
- حضرت ابومحمدؒ
- حضرت یحییٰ زاہدؒ
- عبداللہ نوریؒ
- حضرت ابوصالحؒ
- حضرت محمد محی الدین (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)
- عبدالرزاق
- عمادالدین ابوصالحؒ
- محی الدین ابونصر محمدؒ
- ابوعبداللہ محی الدین ثانیؒ
- سید ابوالفضل احمدؒ
- حضرت ابویوسف شمس الدینؒ
- حضرت عباس مسعودؒ
- حضرت سید علی شاہؒ
- حضرت سید محمدؒ
- سید بدیع الدینؒ
- ابوالفتح فیروز الدینؒ
- شرف الدین موسیٰؒ
- محمد صفی الدین آدمؒ
- سید محمد معروفؒ
- سید محمد علی عارفؒ
- سید امیر زاہد ابومحمد عنائت اللہ
- ابوالفرح محمد فاضل الدین (بانی سلسلہ قادریہ فاضلیہ)

سلسلہ طریقت

- حضرت علی المرتضیٰؓ
- حضرت امام حسینؓ
- امام زین العابدینؒ
- امام محمد باقرؒ
- امام جعفر صادقؒ
- امام موسیٰ کاظمؒ
- حضرت موسیٰ علی رضاؒ
- شیخ معروف کرخیؒ
- شیخ سری سقطیؒ
- حضرت جنید بغدادیؒ
- جعفر ابوبکر شبلیؒ
- ابوالفضل عبدالواحد
- محمد یوسف ابوالفرح طرطوسیؒ
- ابرہیم ابوالحسن ہاشمیؒ
- ابوسعید مبارک مخزومیؒ
- شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
- سید عبدالرزاق
- سید شاہ مشرف الدین قتالؒ
- عبدلوہاب قادریؒ
- بہاءالدین شاہؒ
- عقیل قادری سمرقندیؒ
- شمس الدین صحرائیؒ
- گدارحمٰن باخدا قادریؒ
- شمس الدین عارف سرحدیؒ
- گدارحمٰن ثانیؒ
- محمد فضیل قادریؒ
- شاہ کمال کیتھلیؒ
- سکندر قادری کیتھلیؒ
- محمد طاہر بندگی لاہوریؒ
- ابومحمد قادریؒ
- محمد افضل کلانوریؒ
- ابوالفرح محمد فاضل الدین (بانی سلسلہ قادریہ فاضلیہ)

(نوٹ) آغا بدیع الدین شہید شہنشاہ ہمایوں کے عہد میں ہندوستان تشریف لائے۔ ان کی اولاد میں سے سیّد عنائت اللہ برمذہب امام اعظم ابوحنیفہ قاضی القضاۃ دارالملک کابل تھے (ملاحظہ ہو کتاب نخبۃ الاخیار بزبان فارسی جلد اول)

شجرہ نسب انبیاء وصالحین مرتب کرتے وقت ان کتب سے استفادہ کیا گیا ہے

رجوع کے لیے ملاحظہ ہوں

1۔صحیح بخاری، 2۔تفسیر کبیر، 3۔تفسیر ابی السعود، 4۔مواہب لدنیہ، 5۔تفسیر قادری، 6۔تاریخ الخلفا، 7۔اصابہ فی تمیز الصحابہ، 8۔مکتوبات امام ربانی، 9۔سیر الحلبی، 10۔تاریخ کامل ابن اثیر، 11۔ابن خلدون، 12۔مروج الذہب، 13۔معاون الجوہر، 14۔سبائک الذہب، 15۔روضۃ الاحباب، 16۔روضۃ الاصفیا، 17۔خصائص الکبریٰ، 18۔نشتر الطیب، 19۔سیر الحبیب، 20۔سرور المحزون، 21۔انوار الاذکر، 22۔تاریخ عالم، 23۔نفحات الانس، 24۔جواہر فریدی، 25۔آداب المریدین، 26۔فلاح، 27۔ابن خلکان، 28۔ترجمہ ابن خلدون، 29۔تاریخ اسلام، 30۔قرۃ العیون شرح سرور المحزون، 31۔ناسخ التواریخ، 32۔تحفۃ التواریخ، 33۔تاریخ افغانستان، 34۔امیر نامہ، 35۔تاریخ بھوپال، 36۔صولت افغانی، 37۔اکبر نامہ، 38۔آئین اکبری، 39۔حدائق الحنفیہ، 40۔نسب نامہ الضاریان، 41۔تاریخ روم، 42۔احوال علماء فرنگی محل (لکھنو یو پی۔انڈیا)، 43۔عمدۃ الطالب، 44۔طبقات ناصری، 45۔سیر النبیؐ، 46۔شجر العالم، 47۔عمدۃ الطالب، 48۔عرائس القصص، 49۔سر الشہادتین، 50۔جوامع الحکایات، 51۔بحر الانساب، 52۔کنز الانساب، 53۔خلاصۃ التواریخ وغیرہ قلمی، 54۔شجرہ قلمی (کتب خانہ سلطانی مدینہ منورہ)، 55۔فصول مسعودیہ، 56۔مقامات سعیدیہ، 57۔ترغیب التراہیب، 58۔مشکوٰۃ المصابیح، 59۔سیر الاقطاب، 60۔تیسیر شرح جامع صغیر، 61۔معارج الولایت، 62۔منتخب التواریخ، 63۔مراۃ المداری، 64۔سیر المشائخ، 65۔تاریخ رکن، 66۔السراریہ، 67۔مقاصد العارفین، 68۔اشرف نامہ، 69۔تاریخ بلند شہر، 70۔مرقع فیض، 71۔تاریخ برن، 72۔سیرت امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب، تالیف علامہ مفتی جعفر حسین، 73۔روضۃ الشہداء طبع لکھنو (یوپی۔انڈیا)، 74۔ارشاد مفید (فارسی)، 75۔سیرت الحسن الصبار العین، 76۔سیر النبیؐ از علامہ شبلی نعمانی و علامہ سید سلیمان ندوی، 77۔ہیرو اینڈ ہیرو ورشپ از کارلائل، 78۔"کتاب مُحسنِ کائنات" مئولفہ ومرتبہ ومرتب از ڈاکٹر ایم محی الدین قاضی (مئولف کتاب ہذا)۔مراۃ الانساب شائع شدہ 30 اپریل 1917 مولفہ جناب ضیاء الدین علوی امروہی، سوائی جے پور (انڈیا)۔تاریخ مصطفیٰ کسمنڈی کلاں مرتبہ ومئولفہ محمد عبدالواحد المطبع تہوی ٹولہ لکھنؤ (انڈیا) وگزریٹیر صوبہ اگرہ واودھ شائع کردہ گورنمنٹ الہ آباد۔گورنمنٹ پریس 1977ء امپریل گزیٹیر 1881ء وگزیٹیر یونائیٹڈ پروونسز الہ آباد جلد 37، 1904ء

وَلِلّٰهِ الاَسمَاءُ الحُسنٰی
اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ